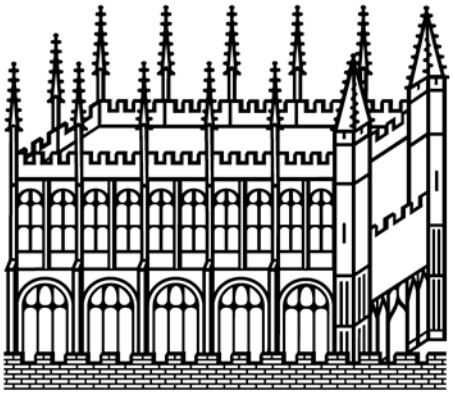


Bodleian Libraries

UNIVERSITY OF OXFORD

This book is part of the collection held by the Bodleian Libraries and scanned by Google, Inc. for the Google Books Library Project.

For more information see:

http://www.bodleian.ox.ac.uk/dbooks



This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 2.0 UK: England & Wales (CC BY-NC-SA 2.0) licence.





INDIAN INSTITUTE

کلیات ناسخ عمدہ کلیات جسمین نادر نادر رسائل شامل ہین
۱ شاہد عشرت ۲- سخن شعرا ۳- اشعار ناسخ -
۴- مرغوب دل ۵- دفتر پنجابی ۶- گنج تواریخ -
۷ چشمہ فیض ۸ قند پارسی ۹- زبان ریختہ ۱۰ انتخاب
از جلوہ گری طبع وقاد مولوی عبد الغفور خان بہادر -

کلیات تراب مجموعہ جسمین چند کتاب ہین ۱- دیوان
۲ مثنوی عاشق صنم ۳ ٹھمریان ۴ شجرہ قادریہ -

کلیات صنعت کلام شاعر مستند میان کریم الدین صنعت

کلیات ناسخ دو دیوان صفحہ اور حاشیہ پر نتیجہ بلند فکر
شیخ امام بخش ناسخ شاعر مستند لکھنوی -

کلیات آتش - طبعزاد سخنور نامی خواجہ حیدر علی
آتش لکھنوی معاصر ناسخ -

کلیات نظام - کلام سخنور خوش فکر نواب
محمد مردان علیخان بہادر -

کلیات تسلیم شکا نام تاریخی نظم ارجمند ہی نتیجہ خوش فکری
زبان آور بلند خیال ناسخی امیر سید تسلیم شاگرد حضرت نسیم دہلوی

کلیات میر تقی - اوستاد مستند مسلم الثبوت کا
کلام بعد نظر ثانی مکرر چھپا -

کلیات ظفر - کلام الملک ملک الکلام چار جلد مین -
۱- جلد اول و دوم یک جائی -
۲- جلد سوم و چہارم یک جائی -

کلیات مومن خان - جدید الطبع -

بہار ستان سخن آئین تین استادون کا کلام ہی ہمطرح و ہمقافیہ
غزلین - ۱- شیخ امام بخش ناسخ - ۲- خواجہ حیدر علی آتش
۳- مہدی حسین خان آباد - بڑے معرکہ کا مجموعہ ہے
ہر ایک اوستاد نے زور طبع دکھایا ہے بہمہ گیر ترجیح
بلا مرجح کہنا زیبا ہے -

دیوان گویا - از طبعزاد رسالدار فقیر محمد خان گویا شاگرد
خواجہ وزیر تخلص وزیر اوستاد نازک خیالی -

دیوان رند - مسمے بگلدستہ عشق کلام نواب سید
محمد خان رند شاگرد خواجہ حیدر علی آتش -

دیوان فدا - از موج خیزی طبع وقاد مولوی فدا حسین
وکیل عدالت دیوانی -

دیوان عافل کلام سخنور ہمسایہ آتش و ناسخ منور خان غافل -

دیوان ذوق از نتیجہ فکر سخنگو عالی خیال سید ابراہیم علی ذوق

دیوان بہار عرب - در محامد خاتم الرسالت مولفہ حاجی
محمد نذیر مصطفے آبادی -

دیوان لطف پاکیزہ دیوان غزلیات مع معراج نامہ
محامد سرور کائنات مصنفہ حافظ محمد لطف علیخان بریلوی

ایضاً - نعت سروری غزلیات تمام ردیفونکی محامد
خاتم المرسلین مین از بہار نامطبع بلند مفتی غلام سرور لاہوری

دیوان ہنجار سالکات عمدہ کلام از مرزا قربان علی بیگ سالک

دیوان نیاز و رشتی صافی طبع نازک از سید شاہ پیارا حمد بریلوی نیاز

دیوان شہیدی مصنفہ کرامت علیخان شہیدی تخلص

دیوان امیر مسلی بمرآۃ الغیب از میر احمد امیر تخلص

دیوان غالب دہلوی - کئی مرتبہ یہ دیوان مختلف
مقامات مین چھپا اور بڑی مشکل سے نکلا اور ہنوز خواہش
خریداران اسیطرح ہی کیون نہو بڑے عالی پایہ مرزا
اسد اللہ خان دہلوی کا کلام ہے جسکا مثل و نظیر ہندوستان
مین نہین ہے یہ مطبوعہ مطبع نظامی سے نقل ہو کر مطبع ہوا -

دیوان نشاط الاحباب مصنفہ بابو ہرگوبند سہائے

دیوان جرار مصنفہ مرزا حسین بیگ تخلص جرار -

دیوان امیر - خود طبعزاد سید امیر الدین امیر -

دیوان قلق - مسمے بمظہر عشق کلام اوستاد کل
آفتاب الدولہ خواجہ اسد تخلص قلق -

دیوان واسطی - نادر کلام مولوی سید
فضل رسول خان تعلقہ دار سندیلہ -

دیوان عاشق کلام لطیف از پنڈت سکھیا لال تخلص عاشق

دیوان خواجہ میر درد - شاعر صاحب باطن -

دیوان ہشیار - مصنفہ گیول رام -

مجموعۂ قصص - مشتمل پانچ قصہ مؤلف مختلف +
۱-قصہ سودا گر بچہ - ۲-قصہ ماہی گیر - ۳ قصہ مجمبہ -
۴-قصہ منصور - ۵-قصہ شاہ روم -
گلزار ابراہیم - ابراہیم ادہم کا پچاسہ مؤلفہ حسن تخلص
چشمۂ شیرین - فرہاد و شیرین کا قصہ -
مخبر ہمت - تصنیف منشی ہے گوپال ثاقب تخلص -
ایجاد رنگین مختصر مختصر حکایات مصنفہ حاجی یار خان رنگین دہلوی
مجموعہ - چوہے نامہ - وکیل نامہ - وافیونی نامہ - و
جوگن نامہ - مصنفہ میاں باطن اکبر آبادی -
قصہ مقتول جفا معروف بہ تاریخی فسانہ غم مؤلفہ حافظ محمد امیر الدین
بدمات و بھاکھا - منشی ہاجل معانی از ملک محمد جائسی -
ایضاً بھاکھا سے اردو میں شعر بشعر نظم فرمایا مؤلفہ قاسم علی
بدایونی نے -
ایضاً - از عبرت و عشرت -
مجموعہ - قصۂ قاضی جونپور - و قصہ بندر - و قصہ
حفاظت شیطان - و قصہ چار لڑکوں کا - دل لگی کا قصہ
عقل و حمق کا مقابلہ مؤلفہ مولوی الطاف -
مثنوی گلزار نسیم قصہ گل بکاؤلی منظوم از دیا شنکر نسیم لکھنوی
فسانہ عجائب منظوم مؤلفہ منشی سجو لال ناصر و فراغ تخلص -
نل دمن - راجہ نل و دردمن کا فسانہ منظوم -
ہدیۂ انتظار - از مولوی ممتاز علی سندیلوی -
مثنوی میر حسن
یوسف زلیخا - اردو منظوم تصنیف نگار -
شیرین خسرو - با تصویر مصنفہ منشی گوبند پرشاد فضا
بنجارہ نامہ - مصنفہ میاں نظیر اکبر آبادی -
لیلی مجنون - تصنیف میر تقی ہوس -
مہار دانش - منظوم تصنیف طپش -
مجموعۂ قصہ سیاہی زادہ - با تصویر بارہ قصہ -
۱-قصہ سیاہی زادہ - ۲-قصہ چار باغ رنگین ۳ قصہ محمود شاہ
۴ قصہ سوداگر بچہ ۵ عاشق کا جنازہ ۶ قاصد نامہ -
۷-ہنس نامہ ۸ تندرستی نامہ - ۹-دکھ سکھ نامہ - ۱۰-
دولت نامہ - ۱۱-بھوچال نامہ - ۱۲-رنگین نامہ -
بحر دانش - یعنے قصہ سوداگر بچہ -
شاہنامۂ اردو منظوم تصنیف منشی نولچند -
طلسم شایان - یعنے داستان امیر حمزہ منظوم مصنفہ
منشی طوطا رام شایان -
قصۂ شاہ روم -
نالۂ منظور منظوم مؤلفہ سید منظور احمد -
مثنوی ابر کرم -
مجموعہ - قاصد نامہ و قصۂ شاہ روم وغیرہ گیارہ قصہ
۱-قصہ شاہ روم ۲-قاصد نامہ ۳-ہنس نامہ ۴-رنگین نامہ -
۵-آٹا دال نامہ ۶-گرہ بند نظیر - ۷-پیسے نامہ - ۸-کوڑی نامہ
۹-بنجارہ نامہ ۱۰-جوگن نامہ ۱۱- روٹی نامہ -
بکٹ کہانی - تصنیف مولوی الٰہی بخش بطور بارہ ماسہ
سراپائے تصویر غم - نظم و نثر میں سراپا کا
بیان ہے تصنیف انتر فعل تخلص مسکت -
باغ عاشق - قصہ گل و صنوبر مصنفہ پنڈت کنہیا لال
سکندر نامہ بحری و بحری اردو ترجمہ سکندر نامہ نظامی
از خوش فکری بخور کامل مولوی غلام حیدر کویا موی ضلع ہردوئی
داستان عبرت افزا -
سراپائے پیری -

کلیات و دواوین اردو

کلیات انشاء اللہ خان متخلص بہ انشا عرف مرزا سنج
میر انشاء اللہ خان انشا تخلص عہد نواب سعادت علیخان
تین بڑے حاضر جواب تھے -
کلیات سودا قصائد و مثنویات و دواوین و
رباعیات از کلام ملک الشعرا مرزا رفیع السودا مستند الکلام -
کلیات نظیر اکبر آبادی -

قطعۂ تاریخ از جناب خواجہ سید شاہ علی اکبر صاحب مدظلہ عم حقیقی مصنف ملازم سرکار شاہ اودھ مقیم کلکتہ سید تخلص

شاعر ناز کیخیال و ذی شعور — عاقل و فرزانہ و دیعلم و فن — خواجہ فخرالدین حسین این نام او ست — آن تخلص خوب میدارد سخن
بہ نسبتے فرزند من دارد ہمے — بر کمال او خدا یش جان من — قصۂ دلکش چنان تحریر کرد — صبر رخصت شد ز شیخ و بر من
سیدا دیگر مجو تاریخ آن — از سر الہام گوشیرین سخن

قطعۂ تاریخ از منشی عطا حسین صاحب وکیل عدالت عطا تخلص شریک جلسہ

جب چھپا قصۂ سروش سخن — دل احباب باغ باغ ہوا — ہوا مشہور جب فروغ اسکا — دشمنوں کے دلوں پہ داغ ہوا
طبع سے ای عطا ہوئی دعوت — مادہ سال کا فراغ ہوا

قطعۂ تاریخ از منشی بالک رام صاحب منشی تخلص شریک جلسہ

حضرت والا خواجہ صاحب نے — ایک قصہ کیا ہی تازہ رقم — اوسکی تاریخ طبع ای منشی — سال فصلی ہے نیر اعظم

قطعۂ تاریخ از منشی علی حیدر صاحب انگریزی دان حیدری تخلص شریک جلسہ

چون کتاب سخن بصد خوبی — طبع گردیدہ است خاطر خواہ — بے سر جہد حیدری سائش — کرد انشا شگفت غنچہ جاوید

قطعۂ تاریخ مطبوعۂ حال از لالہ زراین بخش صبا راقم خلف منشی گوبند پرشاد صاحب فضا

سخن کی عجب نثر دلکش چھپی — کہ قصہ ہی بمثیل اور بنظیر — عجب لطف کی داستان ہمین ہی — مضامین ہین ست بعدیل و نظیر
مسجع ہی ہر فقرۂ دلنواز — مرصع ہی ہر مصرعۂ دلپذیر — عجب نثر اور نظم مین لطف ہر — کہ شیدا ہین جسپر صغیر و کبیر
عجائب فسانہ سروش سخن — ہوا چھپکے جب رشک ارژنگ چین — تو راقم کو اوسکی وہ تاریخ طبع — عجب با تھہ آئین بفکر کثیر
لکھا مصرعۂ ہجری و عیسوی — عجایب غرایب — سخن بے نظیر
۱۲۹۹ھ — ۱۸۸۲ء

خاتمۃ الطبع

بحمدہ تعالے شانہ فسانۂ نادرۂ زمانہ قصۂ دلچسپ و شوق انگیز و داستان دلکش و لطافت آمیز غیرت افزائے گلعذاران چمن سخن بہ سروش سخن بتصنیف لطیف شاعر بے نظیر و دبیر جادو تقریر نازک خیال شیرین مقال رونق انجمن سخن سید محمد فخرالدین حسین خان بہادر متخلص بہ سخن دہلوی مطبع فیض منبع ملجاء ہنروران ذی شعور منشی نولکشور مقام کانپور مین بماہ مارچ ۱۸۸۲ء مطابق ماہ ربیع الثانی ۱۲۹۹ ہجری زیور الطباع سے آراستہ ہوا اور منصرم کمال منشی بشیشر دیال کے حسن اہتمام سے پیرایہ اتمام

از حکیم سید محمد لقمان حیدر صاحب فقیر تخلص شریک جلسہ

چون بجنت آمدہ گلہائے کلام | چون از و پر شد رواں سخن | سال تصنیف نم کردہ فقیر | از سر ہوش گلستان سخن

از سید فرزند علی صاحب منیری صوفی تخلص

لکھا جو حسن افروز سخن آرام دل قصہ | نئی وہ داستان ہی اور کیا عمدہ فسانہ ہی | بلاکی بندش آفت کی عبارت قہر کا مضمون
سمندِ طبع کو ہر فقرہ اوسکا تازیانہ ہی | کیا ہی شکرستان صفحہ کہ شیرینی پانی ہے | سخن سے طوطی جادو بیان کا یہ ترانہ ہے
کہون تاریخ مین اسکی ملا اسمعیل مزا صوفی | فسون ہے سحر ہے کیا جانفزا دلکش فسانہ ہی

ایضاً

کیا خوب سخن نے واہ افسانہ کہا اچھا | دلسوز حکایت ہی دلچسپ عبارت ہے | انداز سخن دیکھو اعجاز سخن دیکھو
کیا زور طبیعت ہی خالق کی عنایت ہے | کیا عمدہ مضامین ہین جو قابل تحسین ہین | کیا عمدہ اشارت ہی کیا طرفہ کنایت ہے
تاریخ لکھون صوفی دل خوب لگا اسمین | کیا اچھی عبارت ہی کیا اچھی حکایت ہے

قطعۂ تاریخ از افکار گہربار جناب مولوی سید باقر علی صاحب رونق بخش قصبۂ آرہ ضلع شاہ آباد

بنا میز دوچہ رنگین داستانی | کہ شد جاری از و بحر فصاحت | خرامان نوجوانان معانی | بباغ صفحہ اش با صد نزاکت
بہ گاہ سیر در چشم تماشا | رسد از برق حسن او صداقت | نہ افسانہ فسون عشق کز بحر | کند تاراج صبر و ہوش و طاقت
ربابد دل زہر کاران و درمان | زاندازہ و ادا ناز و اشارت | چکیدہ از نوک کلک جعفر اجہ ما | کہ رخشد از رخش نور نجابت
شرافت خانہ زاد خانہ اش | درخشان نیر اوج سعادت | دبیرے شاعرے رنگین بیانے | تو لیقی افصحے جان طلاقت
ہر بزمی شود سرگرم تقریر | شود بلبل چو گل محو سماعت | ہر علم و فنون علامۂ دہر | بصرف و نحو و معنی و بلاغت
ذکی الفطرتی کا نادرہ شاعش | رسد از بوعلی بوے عبادت | لطیفے بذلہ گوے نکتہ سنجے | چراغ بزم ارباب براعت
حسینے مہ رخی نازک ادائے | فروغ عارض لطف و محبت | چہ دارد لذت شیرین کلامش | کہ در لب چکید از جوش حلاوت
پے تفتیش تاریخ سر انجام | چو سر بردم فرود در جیب فکرت | بغورش بودہ ام حیران کہ ہاتف | بگوش ما دمید از روی ہجت
چہ زیبا مصرعے رنگین و دلکش | زہے سر چشمۂ حسن و لطافت

قطعۂ تاریخ از طبع بلند جناب سید محمد افضل صاحب امین درجۂ اول عدالت دیوانی خضر تخلص شریک جلسہ

دانش آگاہ خواجہ فخر الدین | صاحب علم و شاعر کامل | آن نظامی نظام و فیضی فیض | آن نظیری نظیر عرفی دل
آن ضمیری ضمیر و ثانی شان | آن ظہوری و ثانی بیدل | چون برقم کرد قصہ نادر | شادمانی بہ خضر شد حاصل
سال تاریخ آن بدل گفتم | گشتہ طبع احسن القصص ابدل

خبر اوسے سناتا ہے تو رو دیتی ہے لیکن اتفاقات زمانہ سے مجبور ہے ناچار ہے الغرض ارباب جلسہ
کے اوصاف اور اس انجمن کے فوائد اگر سب لکھے جائین تو کئی کتابین تصنیف ہون اس واسطے
اس کتاب مین مختصر اسی قدر حال رقم کیا زیادہ طول ندیا اللہ تعالے سب دوستون کو خوش و خرم
رکھے فلک تفرقہ انداز بد نظر سے نہ دیکھے حافظ حقیقی سب کا نگہبان ہو اور بالاتفاق سبھونکو باہم رکھے آمین ثم آمین

قطعات تاریخات مطبوعۂ بشیر

قطعۂ تاریخ از جناب عمو نصاحب قبلہ و کعبہ دو جہان جناب خواجہ محمد بشیر صاحب مدظلہ العالی

برسالئ خرد جوان شدہ جانفزاے دل و جان — چہ فسانہ نمکین بیان چہ بہین لطیفہ داستان
سخن سخنور نامور ز ریاض علم و ادب نور — ہمہ نور بخش دل و نظر چو کعبت گشتہ ترانہ خوان
سخنش بدلکشی ادا ہمہ عشوہ سنج و کرشمہ زا — بہ برد شکیب ز سینہا چو حدیث لعل پریوشان
بصدائے ہاتف خوش بیان پے سال یافتہ ام نشان — گل گلستان بیخزان شدہ سال طبع برائے آن

قطعۂ تاریخ در صنعت توشیح از جناب میر وزیر صاحب نور تخلص

شاعر معجز بیان و اہل و ضع — قصۂ تازہ بذہنش در گذشت — حرف آخر کن ز ہر مصرعہ حساب
نور آب سحر فکر از سر گذشت — بہر تاریخش سروش آواز داد — از نظر این داستان کمتر گذشت

ایضاً

چھپا جب قصۂ نایاب تصنیف سخن شاعر — ہوئی تاریخ کی اے نور دل کو فکر شب پیدا
چمن سے عندلیب خوش نوا نے دی صدا مجکو — پے تفریح دل سے کہ گلستان سخن اچھا

ایضاً

وہ چھپی اب داستان دلفزا — بادشاہونکو جو تھی مرغوب دل — گر جدا فرق ادب بولا سروش — نور کی تاریخ ہی مرغوب دل

از منشی احمد حسین صاحب منشی سررشتہ محکمہ کلکٹری ضلع شاہ آباد حیرت تخلص شریک جلسہ

ناظرین خوش شدند ازین قصہ — سامعین را ز دل شدہ مرغوب — سال طبعش چو خواستم حیرت — از دل آمد ندا عبارت خوب

جادو بیان یار باوفا بے تکلف محبت مین یکتا ہین اونکی کیا بات ہے عجب فی مروت آشنا ہین محمد اصغر صاحب
اصغر تخلص بلگرامی کہ ہر علم و فن مین ماہر ہین شاعری کے واسطے موزون ہین نہایت نازک خیال
پرگو معاملہ بند محقق شاعر ہین طبیعت بہت لطیف رکھتے ہین مگر بالفعل اس جلسے مین شریک نہین ہین بحصول
رخصت باجازت ارباب انجمن اپنے وطن مین تشریف رکھتے ہین منشی **بالک رام** صاحب منشی
تخلص جو محرر محکمۂ کلکٹری اور زمیندار ہین رہ نورد جادۂ محبت گام فرسای وادی مودت آشنا پرست
ذیجاہ و وقار ہین **میر امجد حسین** اور منشی **ریاض علی** اور منشی **بنیاد علی** تخلص **توقیر** یہ
تینون صاحب رئیسان عظیم آباد ہین ذی جوہر بحر خوبی کے گوہر ہین باغ عالم مین بسان سرو نعم و
الم سے آزاد ہین **بابو سنت پرشاد** اور منشی **علی حیدر** صاحب **حیدری** تخلص یہ دونون
نوجوان محکمۂ کلکٹری اور فیری فن مین ہیڈ ڈرافٹسمین ہین سرکاری نوکر ہین علم انگریزی و فارسی مین بہرۂ کامل
رکھتے ہین بہت اچھی استعداد ہے خلیق ہین ہر ایک سے محبت بدل رکھتے ہین منشی **عطا حسین**
صاحب کہ جنکو ۱۲۶۱ھ مین سند وکالت درجۂ اول کی ہمارے ساتھ ہی عطا ہوئی ہے کیسے
قانون دان اور لائق ہین کہ جنکا جواب نہین آمدنی ایسی کثیر ہے کہ جسکا حساب نہین منشی
کیرت نراین صاحب پیشکار فوجداری **شوکت** تخلص منتظم خوش سلیقہ با اخلاق و ضعدار
ہین انکی ذات سے خیر بہت جاری ہے شریر النفس کو اوسکے جرائم کی سزا اقرار واقعی دیتے ہین
بڑے کارگذار ہین راجہ صاحب آباد اور منشی بے نظیر منشی **نظر علی** صاحب **نظیر** و سید **عبد الحلیم**
صاحب **حلیم** اور میان **جان** صاحب **نہال** اور منشی **رکھو بر دیال** صاحب **مشیر** یہ سب
صاحب آشنای بحر محبت ہین ان ہی لوگون سے رونق انجمن ہے اس جلسہ کا شریک ایک یہ
خوشہ چین خرمن بے دانشی محرر داستان ہیچمدان کمترین **فخر الدین حسین سخن** ہی جامع التقصیر
خدای توانا ارحم الراحمین کے افضال و کرم سے یہ جلسہ ایسا باز یب و زینت ہے کہ خوش و خرم
سب احباب ہین دوست دیکھکر مسرور ہوتے ہین دشمنون کے دل آتش رشک و حسد سے
کباب ہوتے ہین جو علم موسیقی کا کامل یہان آتا ہے اس جلسے مین مجرا کیے بغیر نہین جاتا ہے اکثر
طوائف لکھنؤ سے آئین ارباب جلسہ نے اونکے ساتھ وہ کام کیا ایسا کچھ دیا کہ آج تک دولتمند
اور شاد ہین فراموش کاری ایسے لوگون کا شعار ہوتا ہے مگر صاحبان جلسہ کے احسانات سب
اونھین یاد ہین ایک اونسے ایک راجہ کی سرکار مین ہزار روپیہ مہینے کی نوکر ہے مگر یاران انجمن
کے فراق مین اس جلسے کے اشتیاق مین زندگی سے بیزار ہے کبھی جو ذکر آتا ہے کوئی اس جلسے کی

موجود ہر پیر و جوان ہوتا ہے رنج والم سب سے دور ہوتا ہے تعظیم اور تواضع ہر فرد بشر کی مدنظر رہتی
ہے ہر ایک کا دل مسرور رہتا ہے اوسی روز پچیس روپیہ کے ٹکے فقرا اور مساکین کو للہ تقسیم
ہوتے ہین اون لڑکون کو اکثر دیے جاتے ہین جو یتیم ہوتے ہین چنانچہ یہ اونتیسوین کا جلسہ ہمارا
مشہور ہے دوکانمار مکان کے دروازے پر دوکانین لگاتے ہین لوگ دور دور سے سیر دیکھنے
کو آتے ہین شاہدان گلعذار اہ مہوشان پری رخسار کی کثرت سے وہ مکان پرستان ہوتا ہے
وہانکی زیب وزینت اور روشنی کی کیفیت دیکھکر راہ چلتون کو شادی کی محفل کا گمان ہوتا ہے
تمام شہر کی طوائف نامی مجرے کے واسطے طلب کی جاتی ہین اکثر ایسا ہوتا ہے کہ خود چلی آتی ہین
سب احباب ایک طرح کی پوشاک پہنکر بیٹھتے ہین از سر تا پا بلا فرق سبکی ایک وضع ہوتی ہے فرط محبت
سے باہم کچھہ عجب ڈھنگ ہین کہ دوئی کا نام نہین سب آشنا ایک رنگ ہین اوس بزم مین پہلے
غزلخوانی کا چرچا ہوتا ہے بعد اوسکے رقص وسرود کی محفل آراستہ ہوتی ہے صبح تک عجب لطف کا جلسہ
ہوتا ہے سب احباب فضل الٰہی سے ملازم سرکار دولت مدار ہین عہدہ ہاے جلیل پر مقرر ہین بہت ہوشیار
کارگزار ہین جملہ اشخاص اکثر علوم اور فنون مین استعداد کامل رکھتے ہین طاق ہین ہمہ دان سب شاعر
نام آور ہین شعر گوئی مین مشاق ہین پادش بخیر جناب سید محمد **افضل** صاحب **خضر** تخلص جو
عدالت دیوانی ضلع شاہ آباد مین امین درجہ اول کے ہین عالیخاندان نیک ذات خجستہ صفات
بے تکلف انتہا کے ذہین اور فطین بامذاق لطیفہ گو حاضر جواب ہین دوستون مین ہمارے انتخاب
ہین سید فرزند احمد صاحب **صفیر** بلگرامی جو صاحب دیوان ہین تحریر اونکی چست روزمرہ
درست نہایت خوش بیان ہین ہر شہر و دیار مین اونکی علو خاندانی کی شہرت ہے ہر جگہ اونکی
قدر و منزلت ہے بیان کرنے کی کیا حاجت ہے اور صدر نشین ارکیہ برزی منشی **احمد حسین** صاحب
منشی محکمہ سرسری عرف میان جان **حیرت** تخلص کہ مرد باوضع عالی ہمت ذکی نکتہ سنج بے رنج سخن فہم
خوشرو جوان ہین پیکر سخن کی جان ہین ایک ادنے وصف خلق اونکا یہ ہے کہ جس شخص سے
ایک ملاقات کرتے ہین وہ اونکا بدل مشتاق رہتا ہے تمام عمر اوسے اونکی ملاقات کا اشتیاق رہتا ہے
واقعی بڑے چالاک نہایت طرار سحر گفتار ہین جوان رعنا خوش پوشاک و منعدار ہین حکیم سید **لقمان حیدر**
صاحب کہ متخلص بہ **فقیر** ہین کمال دانشمند ارسطو فطرت لقمان ثانی طبیب بنظیر ہین کتابین خوب
یاد ہین تشخیص بہت اچھی نہایت خوبصورت نکیسیرت قابل صحبت اور لائق ملاقات ہین مگر ملاقات کم کرتے
ہین یا بندا وقات ہین محمد برکت اللہ خان صاحب **سیفی** تخلص کہ فی الحقیقت سیف زبان

INDIAN INSTITUTE

فہرست کتب

کلیات ناسخ عمدہ کلیات جسمین نادر نادر رسائل شامل ہین
اشاہد عشرت ۲- سخن شعرا ۳- اشعار ناسخ -
۴- مرغوب دل ۵- دفتر بیمثال ۶- گنج تواریخ -
۷ چشمہ فیض ۸ قند پارسی ۹- زبان ریختہ ۱۰ انتخاب
از جلوہ گری طبع وقاد مولوی عبد الغفور خان بہادر -
کلیات تراب مجموعہ جسمین چند کتاب ہین ۱- دیوان
۲ مثنوی عاشق صنم ۳ ٹھمریان ۴ شجرہ قادریہ -
کلیات صنعت کلام شاعر مستند میان کریم الدین صنعت
کلیات ناسخ ۲ دو دیوان صفحہ اور حاشیہ پر نتیجہ بلند فکر
شیخ امام بخش ناسخ شاعر مستند لکھنوی -
کلیات آتش - طبع غراد سخنور نامی خواجہ حیدر علی
آتش لکھنوی معاصر ناسخ -
کلیات نظام - کلام سخنور خوش فکر نواب
محمد مردان علیخان بہادر -
کلیات کتسلیم - کا نام تاریخی نظم ارجمند ہے نتیجہ خوش فکری
زبان آور بلند خیال ناشی امیر سید تسلیم شاگرد حضرت نسیم دہلوی
کلیات میر تقی - اوستاد مستند مسلم الثبوت کا
کلام بعد نظر ثانی مکرر چھپا -
کلیات ظفر - کلام الملک ملک الکلام چار جلد ہین -
۱- جلد اول و دوم یک جائی -
۲- جلد سوم و چہارم یک جائی -
کلیات مومن خان - جدید الطبع -
بہار ستان سخن آئین ہین استادون کا کلام ہی ہمطرح و ہمقافیہ
غزلین - ۱- شیخ امام بخش ناسخ - ۲- خواجہ حیدر علی آتش
۳- مہدی حسین خیال آباد - بڑے معرکہ کا مجموعہ ہے
ہر ایک اوستاد نے زور طبع دکھایا ہے بہمہ گیر ترجیح
بلا مرجح کہنا زیبا ہے -
دیوان گویا - از طبع غراد رسالدار فقیر محمد خان گویا شاگرد
خواجہ وزیر تخلص وزیر اوستاد نازک خیالی -
دیوان رند - مے بگلدستہ عشق کلام نواب سید
محمد خان رند شاگرد خواجہ حیدر علی آتش -
دیوان فدا - از موج خیزی طبع وقاد مولوی فدا حسین
وکیل عدالت دیوانی -
دیوان عاقل کلام سخنور ہمسایہ آتش و ناسخ منور خان عاقل -
دیوان ذوق از نتیجہ فکر سخنگو عالی خیال سید ابراہیم علی ذوق
دیوان بہار عرب - در محامد خاتم الرسالت مولفہ حاجی
محمد نذیر مصطفے آبادی -
دیوان لطف پاکیزہ دیوان غزلیات مع معراج نامہ
محامد سرور کائنات مصنفہ حافظ محمد لطف جلیخان بریلوی
ایضاً - نعت سروری غزلیات تمام ردیفونکی محامد
خاتم المرسلین مین از بہار نامطبع بلند مفتی غلام سرور لاہوری
دیوان اعجاز سالکات عمدہ کلام از مرزا قربان علی بیگ سالک
دیوان نیاز از روشنی صافی طبع نازک پسند شاہ نیاز احمد بریلوی نیاز
دیوان شہیدی مصنفہ کرامت علیخان شہیدی تخلص
دیوان امیر مسلی بمرآۃ الغیب از میر احمد امیر تخلص
دیوان غالب دہلوی - کئی مرتبہ یہ دیوان مختلف
مقامات مین چھپا اور برابر ہی اشعار سے مکا اور ہنوز خواہش
خریداران اسیطرح ہی کیون نہو بڑے عالی پایہ مرزا
اسد اللہ خان دہلوی کا کلام ہے جسکا مثل و نظیر ہندوستان
مین نہین ہے یہ مطبوعہ مطبع نظامی سے نقل ہوکر طبع ہوا -
دیوان نشاط الاحباب مصنفہ بابو ہرگوبند سہائے
دیوان جرار مصنفہ مرزا حسین بیگ تخلص جرار -
دیوان امیر - خرد طبع زاد سید امیر الدین امیر -
دیوان قلق - مے بمنظر عشق کلام اوستاد کامل
آفتاب الدولہ خواجہ اسد تخلص قلق -
دیوان واسطی - نادر کلام مولوی سید
فضل رسول خان تعلقہ دار سندیلہ -
دیوان عاشق کلام لطیف از پنڈت سکھیا لال تخلص عاشق
دیوان خواجہ میر درد - شاعر صاحب باطن -
دیوان ہشیار - مصنفہ گیول رام -

مجموعۂ قصص - مشمول پانچ قصہ مؤلف مختلف +
۱- قصہ سوداگر بچہ - ۲- قصہ ماہی گیر - ۳ قصہ مجمہ -
۴- قصہ منصور - ۵- قصہ شاہ روم -
گلزار ابراہیم - ابراہیم ادہم کا پچاسہ مؤلفہ حسن تخلص
چشمۂ شیرین - فرہاد و شیرین کا قصہ -
تحفۂ عبرت - تصنیف منشی جے گوپال ثاقب تخلص -
ایجاد در نگین مختصر مختصر حکایات مصنفہ عادل یار خان رنگین دہلوی
مجموعہ - چوہے نامہ - وبلی نامہ - وانیوں نامہ - و
جوگن نامہ - مصنفہ میاں باطن اکبرآبادی -
قصہ مقتول جفا معروف باتمم تاریخی فسانہ غم مؤلفہ حافظ محمد امیر الدین
پدماوت بھاکھا - مجتبیٰ باجل معانی از ملک محمد جائسی -
ایضاً بھاکھا سے اردو میں شعر بشعر نظم فرمایا مؤلفہ قاسم علی
بدایونی نے -
ایضاً - از عبرت و عشرت -
مجموعہ - قصۂ قاضی جونپور - و قصہ بندر - و قصہ
حفاظت شیطان - و قصہ چار لڑکوں کا - دل لگی کا قصہ
عقل و حمق کا مقابلہ مؤلفہ مولوی الطاف -
مثنوی گلزار نسیم قصہ گل بکاؤلی منظوم از دیا شنکر نسیم لکھنوی
فسانہ عجائب منظوم مؤلفہ منشی بھولا نامہ ذرائع تخلص -
نل دمن - راجہ نل اور دمن کا فسانہ منظوم -
ہدیۂ انتظار - از مولوی ممتاز علی سندیلوی -
مثنوی میر حسن
یوسف زلیخا - اردو منظوم تصنیف نگار -
شیرین خسرو - با تصویر مصنفہ منشی گوبند پرشاد فضا
بنجارہ نامہ - مصنفہ میاں نظیر اکبرآبادی -
لیلیٰ مجنون - تصنیف میر تقی ہوس -
مہار دانش - منظوم تصنیف طپش -
مجموعۂ قصہ سپاہی زادہ - با تصویر بارہ قصہ -
۱ قصہ سپاہی زادہ - ۲ قصہ چار باغ رنگین ۳ قصہ محمود شاہ
۴ قصہ سوداگر بچہ - ۵ عاشق کا جنازہ ۶ قاصد نامہ -
۷ - ہنس نامہ ۸ تندرستی نامہ - ۹ - دکھ سکھ نامہ - ۱۰ -
دولت نامہ - ۱۱ - بھوچال نامہ - ۱۲ - رنگین نامہ -
بحر دانش - یعنے قصہ سوداگر بچہ -
شاہنامۂ اردو منظوم تصنیف منشی مولچند -
طلسم شایان - یعنے داستان امیر حمزہ منظوم مصنفہ
منشی طوطا رام شایان -
قصۂ شاہ روم -
نالۂ منظوم منظوم مؤلفہ سید منظور احمد -
مثنوی ابر کرم -
مجموعہ - قاصد نامہ و قصۂ شاہ روم وغیرہ گیارہ قصہ
۱ قصہ شاہ روم ۲ قاصد نامہ ۳ ہنس نامہ ۴ رنگین نامہ -
۵ آٹا دال نامہ ۶ گرہ بند نظیر - ۷ پیسے نامہ - ۸ کوڑی نامہ
۹ بخاری نامہ ۱۰ جوگن نامہ ۱۱ - روٹی نامہ -
بکٹ کہانی - تصنیف مولوی الٰہی بخش بطور بارہ ماسہ
سراپائے تصویر غم - نظم و نثر میں سراپا کا
بیان ہے تصنیف انتشر فعلی تخلص سکت -
باغ عاشق - قصہ گل و صنوبر مصنفہ پنڈت کنہیا لال
سکندر نامہ بری و بحری اردو ترجمہ سکندر نامہ نظامی
از خوش فکری سخنور کامل مولوی غلام حیدر کوپاموی ضلع ہردوئی
داستان عبرت افزا -
سراپائے پیری -

کلیات و دواوین اردو

کلیات انشاء السید خان نتیجہ طبع شاعر نامی مرزا سنج
میر انشاء اللہ خان انشا تخلص عہد نواب سعادت علیخان
میں بڑے حاضر جواب تھے -
کلیات سودا قصائد و مثنویات و دواوین و
رباعیات از کلام تاج الشعراء مرزا رفیع السودا مستند الکلام -
کلیات نظیر اکبرآبادی -

قطعۂ تاریخ از جناب خواجہ سید شاہ علی اکبر صاحب مدظلہ عم حقیقی مصنف ملازم سرکار شاہ اودھ مقیم کلکتہ سید تخلص

شاعر ناز کخیال و ذی شعور — عاقل و فرزانہ و دو معلم و فن — آن تخلص خوب میدارد سخن
بہ نسبتے فرزند من دارد ہمے — بر کمال او فدا یش جان من — صبر رخصت شد ز شیخ و برہمن
سیّدا دیگر مجو تاریخ آن — از سر الہام گو شیرین سخن — خواجہ فخر الدین حسین این نام اوست — قصۂ دلکش چنان تحریر کرد

قطعۂ تاریخ از منشی عطا حسین صاحب وکیل عدالت عطا تخلص شریک جلسہ

حب چھپا قصۂ سروش سخن — دل احباب باغ باغ ہوا — دشمنوں کے دلوں پہ داغ ہوا
طبع سے ای عطا ہوئی رخصت — ہوا مشہور حب فروغ اسکا — ماۂ سال کا فراغ ہوا

قطعۂ تاریخ از منشی بالک رام صاحب منشی تخلص شریک جلسہ

حضرت والا خواجہ صاحب نے — ایک قصہ کیا ہی تازہ رقم — سال فصلی ہے پیرا عظم ۱۲
او سکی تاریخ طبع ای منشی

قطعۂ تاریخ از منشی علی حیدر صاحب انگریزی دان حیدری تخلص شریک جلسہ

چون کتاب سخن بعہد عجبی — طبع گردیدہ است خاطر خواہ — کرد انشا شگفت غنچہ جاہ
بے سر جہد حیدری سائش

قطعۂ تاریخ مطبوعۂ حال از لالہ نرائن بخش صبا راقم خلف منشی گوبند پرشاد صاحب فضا

سخن کی عجب نثر دلکش چھپی — کہ قصہ ہی بمثیل اور بنظیر — عجب لطف کی داستان ہمین ہی — مضامین ہین سب بعدیل و نظیر
مسجع ہی ہر فقرہ دلنواز — مرصع ہی ہر مصرعہ دلپذیر — عجیب نثر اور نظم مین لطف ہی — کہ شیدا ہین جسپر صغیر و کبیر
عجائب فسانہ سروش سخن — ہوا چھپکے جب شکل منیر — تو راقم کو او سکی و تاریخ طبع — عجب با تھہ آئین بفکر کثیر
لکھا مصرعہ ہجری و عیسوی — عجایب غرایب — سخن بنظیر
۱۲۹۹ھ — ۱۸۸۲ء

خاتمۃ الطبع

بحمدہ تعالے شانہ فسانۂ نادرۂ زمانہ قصۂ دلچسپ و شوق انگیز و داستان دلکش و لطافت آمیز غیرت افزائے گلعذاران چمن سمیے
بہ سروش سخن بتصنیف لطیف شاعر بے نظیر و بیر جادو تقریر نازک خیال شیرین مقال رفیق انجمن سید محمد فخر الدین حسین خان
بہادر متخلص بسخن دہلوی مطبع فیض منبع ملجاء ہنروران ذی شعور منشی نولکشور مقام کانپور مین بماہ مارچ ۱۸۸۲ء مطابق ماہ
ربیع الثانی ۱۲۹۹ ہجری زیور الطباع سے آراستہ ہوا اور منصرم کمال منشی بشیشر دیال کے حسن اہتمام سے پیرایۂ اتمام

از حکیم سید محمد لقمان حیدر صاحب فقیر تخلص شریک جلسہ

چون بخت آمدہ گلہائے کلام | چون از و پر شدہ دامان سخن | سال تصنیف رقم کردہ فقیر | از سر ہوش گلستان سخن

از سید فرزند علی صاحب منیری صوفی تخلص

لکھا جو حسن نے فرد سخن ارام دل قصہ | نئی وہ داستان ہی اور کیا عمدہ فسانہ ہی | بلاکی بندش آفت کی عبارت قہر کا مضمون
سمندِ طبع کو ہر فقرہ اوسکا تازیانہ ہی | کیا ہی شکرستان صفحہ کو شیریں زبانی نے | سخن سے طوطی جادو بیان کا یہ ترانہ ہی
کہون تاریخ مین اسکی ملا اسمعیل مزا صوفی | فسون ہے سحر ہے کیا جانفزا دلکش فسانہ ہی

ایضاً

کیا خوب سخن نے واہ افسانہ کہا اچھا | دلسوز حکایت ہی دلچسپ عبارت ہے | انداز سخن دیکھو اعجاز سخن دیکھو
کیا زور طبیعت ہی خالق کی عنایت ہے | کیا عمدہ مضامین ہین جو قابل تحسین ہین | کیا عمدہ اشارت ہی کیا طرفہ کنایت ہے
تاریخ لکھون صوفی دل خوب لگا اسمین | کیا اچھی عبارت ہی کیا اچھی حکایت ہے

قطعۂ تاریخ از افکار گہربار جناب مولوی سید باقر علی صاحب رونق بخش قصبۂ آرہ ضلع شاہ آباد

بنا میز و چہ رنگین داستانی | کہ شد جاری از و بحر فصاحت | خرامان نوجوانان معانی | ببالغ صفحہ اش با صد تزاکت
بہ گاہ سیر در چشم تماشا | رسد از برق حسن او صداقت | نہ افسانہ فسون عشق کز بحر | کند تاراج صبر و ہوش و طاقت
ربابد دل ز پرکاران و پرفن | زاندازو ادا و ناز و اشارت | چکیدہ از نوک کلک خوش اجزا ما | کہ رخشد از رخش نور نجابت
شرافت خانہ زاد خانہ اش | درخشان نیر اوج سعادت | دبیرے شاعرے رنگین بیانے | تو لیقی افصحے جان طلاقت
ہر زبری شود سرگرم تقریر | شود بلبل چو گل محو سماعت | ہر علم و فنون علامۂ دہر | بصرف و نحو و معنی و بلاغت
ذکی الفطرتی کاندر ثنایش | رسد از بوعلی بوے عبادت | لطیفے بذلہ گوے نکتہ سنجے | چراغ بزم ارباب براعت
حسینے مہ رخی نازک ادائے | فروغ عارض لطف و محبت | چہ دارد لذت شیرین کلامش | کہ در لب چکید از جوش حلاوت
پے تفتیش تاریخ سر انجام | چو سر بردم فرود در جیب فکرت | بغورش بودہ ام حیران کہ ہاتف | بگوش ما دمید از روی ہجت
چہ زیبا مصرعی رنگین و دلکش | از مے سر چشمۂ حسن و لطافت

قطعۂ تاریخ از طبع بلند جناب سید محمد افضل صاحب امین درجۂ اول عدالت دیوانی خضر تخلص شریک جلسہ

دانش آگاہ خواجہ فخر الدین | صاحب علم و شاعر کامل | آن نظامی نظام و فیضی فیض | آن نظیری نظیر عرفی دل
آن ضمیری ضمیر و ثانی شان | آن ظہوری و ثانی بیدل | چون برقم کرد قصۂ نادر | شاد مانی بہ خضر شد حاصل
سال تاریخ آن بدل گفتم | گشتہ طبع احسن القصص ایدل

خبر اوسے سنا تا ہے تو رو دیتی ہے لیکن اتفاقات زمانہ سے مجبور ہے ناچار ہے الغرض ارباب جلسہ
کے اوصاف اور اس انجمن کے فوائد اگر سب لکھے جائین تو کئی کتابین تصنیف ہون اس واسطے
اس کتاب مین مختصر اسی قدر حال رقم کیا زیادہ طول ندیا اللہ تعالے سب دوستون کو خوش و خرم
رکھے فلک تفرقہ انداز بد نظر سے نہ دیکھے حافظ حقیقی سب کا نگہبان ہو اور بالاتفاق سبھونکو باہم رکھے آمین ثم آمین

قطعات تاریخات مطبوعۂ بشیر

قطعۂ تاریخ از جناب عمو نصاحب قبلہ و کعبہ دو جہان جناب خواجہ محمد بشیر صاحب مدظلہ العالی

برسالِ خرد جوان شدہ جانفزاے دل و جان — چہ فسانہ نمکین بیان چہ بہین لطیفۂ داستان
سخنِ سخنور نامور زریاض علم و ادب نور — ہمہ نور بخش دل و نظر چو کعبیت گشتہ ترانہ خوان
سخنش بدلکشی ادا ہمہ عشوہ سنج و کرشمہ زا — بہ برد شکیب ز سینہا چو حدیث لعل پریوشان
بصدائے ہاتف خوش بیان پے سال یافتہ ام نشان — گل گلستان بیخزان شدہ سال طبع برائے آن

۱۲ ۸۱

قطعۂ تاریخ در صنعت توشیح از جناب میر وزیر صاحب نور تخلص

شاعرِ معجز بیان واہل وضع — قصۂ تازہ بد ہنش در گذشت — حرف آخر کن زہر مصرعہ حساب
نور آب سحر فکر از سر گذشت — بہر تاریخش سروش آواز داد — از نظر این داستان کمتر گذشت

۱۲ ۸۱ ۶

ایضاً

چھپا جب قصۂ نایاب تصنیف سخن شاعر — ہوئی تاریخ کی اے نور دل کو فکر تب پیدا
چمن سے عندلیب خوش نوا نے دی صدا مجکو — پے تفریح دل سے کہ گلستان سخن اچھا

۱۲ ۸۱

ایضاً

وہ چھپی اب داستان دلفزا — بادشاہونکو جو تھی مرغوب دل — گرچہ افراق ادب بولا سروش — نور کی تاریخ ہی مرغوب دل

۱۲ ۸۱

از منشی احمد حسین صاحب منشی سرسری محکمہ کلکٹری ضلع شاہ آباد حیرت تخلص شریک جلسہ

ناظرین خوش شدند ازین قصہ — سال معین از دل شدہ مرغوب — سال طبعش چو خواستم حیرت — از دل آمد ندا عبارت خوب

از حکیم سید محمد لقمان حیدر صاحب فقیر تخلص شریک جلسہ

چون بخت آمدہ گلہائے کلام | چون از و پر شدہ دامان سخن | سال تصنیف تم کردہ فقیر | از سر ہوش گلستان سخن

از سید فرزند علی صاحب منیری صوفی تخلص

لکھا جو حسن افروز سخن ارام دل قصہ | نئی وہ داستان ہی اور کیا عمدہ فسانہ ہی | بلاکی بندش آفت کی عبارت قہر کا مضمون
سمندِ طبع کو ہر فقرہ اوسکا تازیانہ ہی | کیا ہی شکرستان صفحہ کو شیرین زبانی نے | سخن سے طوطی جادو بیان کا یہ ترانہ ہی
کہون تاریخ مین اسکی ملا اسیمن مزا صوفی | فسون ہے سحر ہے کیا جانفزا دلکش فسانہ ہی

ایضاً

کیا خوب سخن نے واہ افسانہ کہا اچھا | دلسوز حکایت ہی دلچسپ عبارت ہی | انداز سخن دیکھو اعجاز سخن دیکھو
کیا زور طبیعت ہی خالق کی عنایت ہی | کیا عمدہ مضامین ہین جو قابل تحسین ہین | کیا عمدہ اشارت ہی کیا طرفہ کنایت ہی
تاریخ لکھون صوفی دل خوب لگا اسمین | کیا اچھی عبارت ہی کیا اچھی حکایت ہی

قطعۂ تاریخ از اوکار گہربار جناب مولوی سید باقر علی صاحب رونق بخش قصبۂ آرہ ضلع شاہ آباد

بنا میز دوچہ رنگین داستانی | کہ شد جاری از و بحر فصاحت | خرامان نوجوانان معانی | ببالغ صفحہ اش با صد نزاکت
بہ گاہ سیر در چشم تماشا | رسد از برق حسن او صداقت | نہ افسانہ فسون عشق کز بحر | کند تاراج صبر و ہوش و طاقت
ربابد دل زپے کاران و پرسن | زاندازو ادا و ناز و اشارت | چکیدہ از نوک کلک خوش اجزاء ما | کہ رخشد از رخش نور نجابت
شرافت خانہ زاد خانہ اش | درخشان نیر اوج سعادت | دبیرے شاعرے رنگین بیانے | خوشا طبعی افصحے جان طلاقت
ہر بزمی شود سرگرم تقریر | شود بلبل چو گل محو سماعت | ہر علم و فنون علامۂ دہر | بصرف و نحو و معنی و بلاغت
ذکی الفطرتی کاندر ریاضش | رسد از بوعلی بوے عبادت | لطیفے بذلہ گوے نکتہ سنجے | چراغ بزم ارباب براعت
حسینے مہ رخی نازک ادائے | فروغ عارض لطف و محبت | چہ دار د لذت شیرین کلامش | کہ در لب چمید از جوش حلاوت
پے تفتیش تاریخ سر انجام | چو سر بر دم فرود در جیب فکرت | بغورش بودہ ام حیران کہ ہاتف | بگوش ما دمید از روی ہجت
چہ زیبا مصرعی رنگین و دلکش | از مے سر چشمۂ حسن و لطافت

قطعۂ تاریخ از طبع بلند جناب سید محمد افضل صاحب امین درجۂ اول عدالت دیوانی خضر تخلص شریک جلسہ

دانش آگاہ خواجہ فخر الدین | صاحب علم و شاعر کامل | آن نظامی نظام و فیضی فیض | آن نظیری نظیر عرفی دل
آن ضمیری ضمیر و ثانی ثانی شان | آن ظہوری و ثانی بیدل | چون برقم کرد قصۂ نادر | شادمانی بہ خضر شد حاصل
سال تاریخ آن بدل گفتم | گشتہ طبع احسن القصص ایدل

خبر اوسے سنا تا ہے تو رو دیتی ہے لیکن اتفاقات زمانہ سے مجبور ہے ناچار ہے الغرض ارباب جلسہ کے اوصاف اور اس انجمن کے فوائد اگر سب لکھے جائین تو کئی کتابین تصنیف ہون اس واسطے اس کتاب مین مختصر اسی قدر حال رقم کیا زیادہ طول ندیا اللہ تعالے سب دوستون کو خوش و خرم رکھے فلک تفرقہ انداز بد نظر سے نہ دیکھے حافظ حقیقی سب کا نگہبان ہو اور بالاتفاق سبھونکو باہم رکھے آمین یا رب العالمین

قطعات تاریخات مطبوعۂ پیشتر

قطعۂ تاریخ از جناب عمو نصاحب قبلہ و کعبہ دو جہان جناب خواجہ محمد بشیر صاحب مدظلہ العالی

برسالیِ خرد جوان شدہ جانفزاے دل و جان — چہ فسانہ نمکین بیان چہ بہین لطیفۂ داستان
سخنِ سخنور نامور ز ریاض علم و ادب نور — ہمہ نور بخش دل و نظر چو کعبیت گشتہ ترانہ خوان
سخنش بدلکشی ادا ہمہ عشوہ سنج و کرشمہ زا — بہ برد شکیب ز سینہا چو حدیث لعل پریوشان
بصدائے ہاتف خوش بیان پے سال یافتہ ام نشان — گل گلستان بیخزان شدہ سال طبع برائے آن

قطعۂ تاریخ در صنعت توشیح از جناب میر وزیر صاحب نور تخلص

شاعرِ معجز بیان و اہل صنع — قصۂ تازہ بذہنش در گذشت — حرف آخر کن ز ہر مصرعہ حساب
نور آب سحر فکر از سر گذشت — بہر تاریخش سروش آواز داد — از نظر این داستان کمتر گذشت

ایضاً

چھپا جب قصۂ نایاب تصنیف سخن شاعر — ہوئی تاریخ کی اے نور دل کو فکر شب پیدا
چمن سے عندلیب خوش نوا نے دی صدا مجکو — پے تفریح دل سے کہ گلستان سخن اچھا

ایضاً

وہ چھپی اب داستان دلفزا — بادشاہونکو جو تھی مرغوب دل — گرچہ افراق ادب بولا سروش — نور کی تاریخ ہی مرغوب دل

از منشی احمد حسین صاحب منشی سررشتہ محکمہ کلکٹری ضلع شاہ آباد حیرت تخلص شریک جلسہ

ناظرین خوش شدند ازین قصہ — سامعین از دل شدہ مرغوب — سال طبعش چو خواستم حیرت — از دل آمد ندا عبارت خوب

جادو بیان یار باوفا بے تکلف محبت مین یکتا ہین اونکی کیا بات ہے عجب نیمی مروت آشنا ہین محمد اصغر صاحب
اصغر تخلص بلگرامی کہ ہر علم و فن مین ماہر ہین شاعری کے واسطے موزون ہین نہایت نازک خیال
پرگو معاملہ بند محقق شاعر ہین طبیعت بہت لطیف رکھتے ہین مگر بالفعل اس جلسے مین شریک نہین ہین بحصول
رخصت باجازت ارباب انجمن اپنے وطن مین تشریف رکھتے ہین منشی **مالک رام** صاحب منشی
تخلص جو محرر محکمۂ کلکٹری اور زمیندار ہین رہ نورد جادۂ محبت گام فرسای وادی مودت آشنا پرست
ذیجاہ و وقار ہین **میر امجد حسین** اور منشی **ریاض علی** اور منشی **بنیاد علی** تخلص **توقیر** یہ
تینون صاحب رئیسان عظیم آباد ہین ذی جوہر بحر خوبی کے گوہر ہین بانع عالم مین بسان سرو و نعم و
الم سے آزاد ہین **بابو سنت پرشاد** اور منشی **علی حیدر** صاحب **حیدری** تخلص یہ دونون
نوجوان محکمۂ کلکٹری اور فیری فن مین ہیڈ اسٹیمر ہین سرکاری نوکر ہین علم انگریزی و فارسی مین بہرۂ کامل
رکھتے ہین بہت اچھی استعداد ہے خلیق ہین ہر ایک سے محبت بدل رکھتے ہین منشی **عطا حسین**
صاحب کہ جنکو ۱۲۶۱ھ مین سند وکالت درجۂ اول کی ہمارے ساتھ ہی عطا ہوئی ہے کیسے
قانون دان اور لائق ہین کہ جنکا جواب نہین آمدنی ایسی کثیر ہے کہ جسکا حساب نہین منشی
کیرت نراین صاحب پیشکار فوجداری **شوکت** تخلص منتظم خوش سلیقہ با اخلاق و ضعدار
ہین انکی ذات سے خیر بہت جاری ہے شریر النفس کو اوسکے جرائم کی سزا قرار واقعی دیتے ہین
بڑے کارگذار ہین راجہ صاحب آباد اور منشی بے نظیر منشی **نظر علی** صاحب **نظیر** و سید **عبد الحلیم**
صاحب **حلیم** اور میان **جان** صاحب **نہال** اور منشی **رکھو بر دیال** صاحب **مشیر** یہ سب
صاحب آشنای بحر محبت ہین ان ہی لوگون سے رونق انجمن ہے اس جلسہ کا شریک ایک یہ
خوشہ چین خرمن بے دانش محرر داستان ہیچمدان کمترین **فخر الدین حسین سخن** ہی جامع التقریر
خدای توانا ارحم الراحمین کے افضال و کرم سے یہ جلسہ ایسا باز یب و زینت ہے کہ خوش و خرم
سب احباب ہین دوست دیکھکر مسرور ہوتے ہین دشمنون کے دل آتش رشک و حسد سے
کباب ہوتے ہین جو علم موسیقی کا کامل یہان آتا ہے اس جلسے مین مجرا کیے بغیر نہین جاتا ہے اکثر
طوائف لکھنؤ سے آئین ارباب جلسہ نے اونکے ساتھ وہ کام کیا ایسا کچھ دیا کہ آج تک دولتمند
اور شاد ہین فراموش کاری ایسے لوگون کا شعار ہوتا ہے مگر صاحبان جلسہ کے احسانات سب
اونھین یاد ہین ایک اونسے ایک راجہ کی سرکار مین ہزار روپیہ مہینے کی نوکر ہے مگر یاران انجمن
کے فراق مین اس جلسے کے اشتیاق مین زندگی سے بیزار ہے کبھی جو ذکر آتا ہے کوئی اس جلسے کی

موجود ہر پیر و جوان ہوتا ہے رنج والم سب سے دور ہوتا ہے تعظیم اور تواضع ہر فرد بشر کی مدنظر رہتی ہے ہر ایک کا دل مسرور رہتا ہے اوس روز پچیس روپیہ کے ٹکے فقرا اور مساکین کو بقدر تقسیم ہوتے ہین اون لڑکون کو اکثر دیے جاتے ہین جو یتیم ہوتے ہین چنانچہ یہ اونتیسوین کا جلسہ ہمارا مشہور ہے دوکانمار مکان کے دروازے پر دوکانین لگاتے ہین لوگ دور دور سے سیر دیکھنے کو آتے ہین شاہان گلعذار اور مہوشان پری رخسار کی کثرت سے وہ مکان پریستان ہوتا ہے وہانکی زیب وزینت اور روشنی کی کیفیت دیکھکر راہ چلتون کو شادی کی محفل کا گمان ہوتا ہے تمام شہر کی طوائف نامی مجرے کے واسطے طلب کی جاتی ہین اکثر ایسا ہوتا ہے کہ خود چلی آتی ہین سب احباب ایک طرح کی پوشاک پہنکر بیٹھتے ہین از سر تا پا بلا فرق سبکی ایک وضع ہوتی ہے فرط محبت سے باہم کچھہ عجب ڈھنگ ہین کہ دوئی کا نام نہین سب آشنا یک رنگ ہین اوس بزم مین پہلے غزلخوانی کا چرچا ہوتا ہے بعد اوسکے رقص وسرود کی محفل آراستہ ہوتی ہے صبح تک عجب لطف کا جلسہ ہوتا ہے سب احباب فضل الٰہی سے ملازم سرکار دولت مدار ہین عمدہ ہاے جلیل پر مقرر ہین بہت ہوشیار کارگزار ہین جملہ اشخاص اکثر علوم اور فنون مین استعداد کامل رکھتے ہین طاق ہین ہمہ دان سب شاعر نام آور ہین شعر گوئی مین مشاق ہین پادش بخیر جناب سید محمد **افضل صاحب خضر** تخلص جو عدالت دیوانی ضلع شاہ آباد مین امین درجۂ اول کے ہین عالیخاندان نیک ذات خجستہ صفات بے تکلف انتہا کے ذہین اور فطین بامذاق لطیفہ گو حاضر جواب ہین دوستون مین ہمارے انتخاب ہین **سید فرزند احمد صاحب صفیر** بلگرامی جو صاحب دیوان ہین تحریر اونکی چست روزمرہ درست نہایت خوش بیان ہین ہر شہر و دیار مین اونکی علو خاندانی کی شہرت ہے ہر جگہ اونکی قدر و منزلت ہے بیان کرنے کی کیا حاجت ہے اور صدر نشین اریکہ تربی منشی **احمد حسین صاحب** منشی محکمہ سرسری عرف میان جان **حیرت** تخلص کہ مرد باوضع عالی ہمت ذکی نکتہ سنج بے رنج سخن فہم خوشرو جوان ہین پیکر سخن کی جان ہین ایک ادنے وصف خلق اونکا یہ ہے کہ جس شخص سے ایک ملاقات کرتے ہین وہ اونکا بدل مشتاق رہتا ہے تمام عمر اوسے اونکی ملاقات کا اشتیاق رہتا ہے واقعی بڑے چالاک نہایت طرار سحر گفتار ہین جوان رعنا خوش پوشاک و منصدار ہین **حکیم سید لقمان حیدر** صاحب کہ متخلص بہ **فقیر** ہین کمال دانشمند ارسطو فطرت لقمان ثانی طبیب بنظیر ہین کتابین خوب یاد ہین تشخیص بہت اچھی نہایت خوبصورت نکیسیرت قابل صحبت اور لائق ملاقات ہین مگر ملاقات کم کرتے ہین یا بندا وقات ہین **محمد برکت اللہ خان صاحب سیفی** تخلص کہ فی الحقیقت سیف زبان

مائل و وارفتہ ہے ہرچند دل عشق منزل لڑکپن سے انھین باتون کا خوگر فتہ ہے فرد طفلی مین بھی ہٹ کرتے تھے ہم اور طرح کی ✣ بہلاتی تھی دایہ تو گل داغ جگر سے ✣ الغرض اسی تردد طبیعت کی واشد مین عرصہ گذرا آخر نہ رہ سکا دل نے اظہار حسن و عشق مین بڑھی کہ کی اور معشوق نے بھی اپنے عاشق پر اس امر مین تاکید از حد کی ناچار قصہ شاہزادہ آرام دل اور ملکہ حسن افروز کا اپنی طبیعت کے زور سے قلم بند کیا طالب اور مطلوب دونون کو خرسند کیا جب یہ قصہ تمام ہوا سروش سخن اسکا نام ہوا اس نام مین یہ خوبی ہے کہ ہم نام و ہم تاریخ مگر ترکیب مین اسکے اضافت مقلوبی ہے

تاریخ تصنیف از مصنف

سنکے ہماری داستان کہنے لگے یہ نکتہ دان
عشق کا خوب ہے بیان قصہ بھی یہ عجیب ہے

لکھنے کو سال ہے سخن فکر جو دل مین کی ذرا
ہاتف غیب نے کہا نغمہ عندلیب ہے

۱۲۷۶ھ

تاریخ طبع از مصنف

چون بتائید خدا انجام یافت
قصۂ دلچسپ و مرغوب بیان

داستان عشق چون کردم رقم

ہدیہ آوردم بہ پیش دوستان
سال طبعش ای سخن ہاتف بگفت

طبع شد زیبا و دلکش داستان

۱۲۸۱ھ

بیان جلسہ

ایک جلسہ ہمارے دوستون کا جو موسوم بہ انجمن احباب ہے باتفاق یاران جلسہ وہ ایجاد ہوا حقیقت مین لاجواب ہے ایک دستور العمل حاوی سب کاروبار ضروری بلکہ جملہ امور دینی و دنیوی طیار ہے سب احباب کا اسی پر دار و مدار ہے زبان نہایت فصیح صاحبان جلسہ کی ایجاد سب زبانون سے جدا ہے اوسمین ہر ایک کو خوب مشاقی حاصل ہے صرف کتابت انگریزی نہین مگر شکل انگریزی خوش نما ہے اس جلسہ کے واسطے خاص ایک مکان رفیع الشان مع اسباب ضروری و سامان عیش و نشاط سجا ہوا ہے ہر طرح مرتب ہے ہر چیز وہان مہیا ہے روزمرہ اوس مکان مین سب احباب کی نشست ہوتی ہے دوست آشنا آتے ہین قرینے سے بیٹھتے ہین پیچوان پیتے ہین گلوریان نفیس کھاتے ہین کیفیت ہوتی ہے ہر مہینے کی اونتیسوین تاریخ ایک جلسہ کلان ہوتا ہے میلہ کا لطف ہوتا ہے

حقیقی بھائی سے زیادہ الفت رکھتے تھے اور جناب کریم وکرم مطاع عالم عقدہ کشای سلسلہ کاربستگان
دستگیر درماندگان و پاشکستگان مصدر جود وسخا معدن لطف وعطا جگربند علی جناب مولوی سید
فرزند علی صاحب عم نوالہ کی ملازمت سے بھی شرف اندوز ہوا ذات گرامی صفات اونکی بھی اس زمانے
مین غنیمت ہے ہین اونکے اخلاق اور شان ورحم وکرم پر جان ودل سے نثار ہون اونکو بھی
میرے ساتھہ قلبی محبت ہے مگر جناب مستغنی الالقاب مخدومی مکرمی سید باقر علی صاحب جنکو
ہمارے حضرت ہادی پیر ومرشد مدظلال جلالہ کے حضور سے ملک الشعرا کا خطاب ہے واقعی ایک
ایک شعر اونکا فرد ہے کلام مین انتہا کی شوخی اور درد ہے دیوان منتخب ہے لاجواب ہے بفضل خدا
سے ہمت مردانہ رکھتے ہین وہ کمترین سے محبت برادرانہ رکھتے ہین کمال عنایت فرماتے ہین غریب خانہ
پر اکثر تشریف لاتے ہین مجھے عرصے سے شغل وکالت ہے روزمرہ دربار جانے کا اتفاق ہوتا
ہے کبھی جو عدم فرصت کے سبب سے ملاقات مین عرصہ ہوجاتا ہے تو دل بے قرار کو چین نہین
آتا ہے مولوی صاحب ممدوح بھی بیچین ہوجاتے ہین آدمی بھیجتے ہین خود کرم فرماتے ہین اور ایک
ہمارے شفیق مربی وضع اور خلیق سخنور بے عدیل ونظیر سرکردہ انجمن نکتہ دان عالی وقار مولوی
محمد نور الحسن صاحب کہ اونکے اخلاق مسعود اور اوصاف محمود اگر لکھون تو ایک دوسری
کتاب تصنیف ہو مگر پھر بھی جیسا جی چاہتا ہے اوس قدر نہ تعریف ہو وہ بھی اس ضلع مین مثل
کلان اور وکیل ہین خدا کے فضل سے بااقتدار صاحب عہدہ جلیل ہین اللہ تعالے ان بزرگوار
کو شاد رکھے دشمنون کو انکے ناشاد اور دوستون کو آباد رکھے ع این دعا از من واز خلق خدا
آمین باد + اور وجہ تصنیف اس داستان کی یہ ہے کہ فقیر مدام دلشاد غم دنیا سے آزاد رہتا تھا
ایک روز یہ جی مین آیا کہ بفضل خدا سے اب ذی شعور ہوے سن تمیز پایا بقاے نام ونشان کی
فکر کرنی ضرور ہے فرصت کو غنیمت سمجھنا کار ہر ذی شعور ہے بس آخر یہی بات ذہن مین آئی کہ
بہترین یادگار اس دہر ناپائدار مین تالیف اور تصنیف ہے اسی سے لوگون کا جہان مین
نام ہے اونکی تعریف ہے مصنف سخن سخن سانہین اور کوئی خلف الصدق کہ تابہ حشر جیے
نام باپ کا رکھے + بقاے نام کی صورت نہین ہے اسکے سوا یہ وہ نگینہ ہے جو نام کو جلا رکھے
بغیر جہد مصنف ہر ایک کے آگے + مثال نکہت گل آپ کو سدا رکھے + غرض سخن سے زیادہ
نہین ہے چیز کوئی + سدا زمانے مین قائم اسے خدا رکھے + اور قطع نظر اسکے اپنا دل بھی
لذت گیر چاشنی محبت ہے عاشقانہ وضعون سے طبیعی الفت ہے کچھہ اندنون طبیعت زیادہ

عہد بہادر شاہ ثانی تک ایک مہینے کے عرصے مین اس فصاحت اور بلاغت کے ساتھہ لکھی کہ
سب اوستادون نے آپ کے آگے قلم رکھدیا پھر لکھنے کا نام نہ لیا سو رخین سلف کی کتابین
ردی ہوگئین اتنی بڑی تاریخ کو دو جلدون مین اور دو جلدون کو اٹھارہ جزمین تمام کیا دریا کو
کوزے مین بھرا واقعی عجب کام کیا انشاے پنج آہنگ کو کہ جسمین صدہا مکتوب ہین سخن فہم
کو مرغوب ہین تین روز مین تصنیف کیا مثنوی باد مخالف جو کلکتہ مین رقم فرمائی اوسے ایک
دن مین تالیف کیا دستنبو کتاب کی بے آمیزش لفظ عربی بالکل عبارت ہے جسکی مین مختصر مذکور
حالات زمانۂ غدر اور کچھہ اپنی سرگذشت ہے جو شخص آپ کے احوال دریافت کرنیکا شایق ہے
وہ دستنبو دیکھے یہ کتاب اوسکے دیکھنے کے لائق ہے الغرض مین رنجور دوراز سرور جب تک دہلی
مین رہا زندگی کا لطف اوٹھاتا رہا حضرت ممدوح کے فیضان صحبت سے ثمرہ نیک پاتا رہا جب
حضرت والد ماجد مدظلال جلالہ کی زیارت اور قدمبوسی کا اشتیاق ہوا پھر تو شاہجہان آباد مین
رہنا شاق ہوا سنہ ۱۲۹۹ ہجری مین بلدۂ لکھنؤ مین آیا قیصر باغ کا میلہ دیکھا شہر کی سیر کی چندے جی
بہلایا حضرت قدر قدرت قضا شوکت فلک مرتبت ذوالمجد والکرام مقدس ومحترم قبلہ وکعبۂ دوجہان
ممدوح برنا وپیر جناب خواجہ محمد بشیر صاحب مدظلہ جو زمانہ واجد علی شاہ مین مہتمم فوجداری کل ممالک
محروسۂ ملک اودھہ کے تھے عمومی فقیر ہین لکھنؤ مین سب اہل نظر جانتے ہین اصحاب بینش پہچانتے
ہین کہ خواجہ صاحب عالی خاندان ذیجاہ ومرتبت صاحب علم وحلم فارسی دان یکتا وبے نظیر ہین
اونکے پاس رہا بعد عرصے کے حضرت جناب گردون رکاب قدوۂ خاندان مصطفوی زبدۂ دودمان
مرتضوی کریم ابن الکریم جناب پھوپھا صاحب قبلہ وکعبۂ مرزا محمد ابراہیم صاحب خلف الصدق
حضرت جناب مرزا محمد صدیق صاحب بہادر صدر امین اعلے ضلع سارن مدظلال جلالہم
کہ سید سندی ہین عالی خاندان مشہور نزدیک ودور ہین اجداد امجاد اونکا ان کے وقت سے
بوجہ عطاے خطاب شاہی بلقب میرزائی مشہور ہین لکھنؤ سے قصبۂ آرہ ضلع شاہ آباد مین تشریف
لائے میری شادی کرنیکا قصد مصمم تھا اپنی فرزندی مین لینے کا ارادہ مستحکم تھا اسلیے اقم الحروف
کو بھی اپنے ہمراہ لائے یہان حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین مقبول بارگاہ رب العلا
مصدر عز واعتلا مرجع الانام منبع الاکرام واقف اسرار خفی وجلی حضرت جناب مخدوم شاہ سید امداد علی
صاحب کی ملازمت حاصل ہوئی جناب قبلہ وکعبۂ دوجہان جدامجدنا حضرت ابوالقاسم خواجہ نظام الدین
احمد عرف فقیر صاحب برد اللہ مضجعہ ونور اللہ مرقدہ حضرت موصوف سے کمال محبت رکھتے تھے

خاتمہ مین مختصر احوال مصنف کتاب کا پھر تذکرہ چند بزرگان واحبات کا اور وجہ تصنیف داستان پھر ایک نئے جلسے کا بیان

بعد حمد وصلواۃ کے فقیر سید فخر الدین حسین سخن مصنف کتاب خدمت مین ارباب دانش اور اصحاب بینش کے عرض رساہی کہ یہ غریب الوطن دہلوی مولد اور لکھنؤ مسکن ہے ایام طفولیت سے تا سن شعور اوسی شہر مردم خیز مین رہا اور اب آوارہ وطن ہے میر تقی دہلی جو ایک شہر تھا رشک نعیم خلد + تھے جمع عمدہ لوگ وہان ہر دیار کے + اوسکو فلک نے مار کے تاراج کر دیا + ہم رہنے والے ہین اوسی اوجڑے دیار کے + حضرت جناب تقدس مآب گردون رکاب سرور محققان سخن افسر شاعران زمن نجم الدولہ دبیر الملک نواب اسد اللہ خان بہادر سہراب جنگ عرف مرزا نوشہ تخلص غالب اعلی اللہ درجتہ وتعالی اللہ شانہ جو جد فاسد محرر داستان ہین سر آمد شاعران حال وگذشتگان ہین عرصہ دراز تک کمترین کو معظم الیہ سے درس وتدریس مین استفادہ رہا تحریر نظم ونثر پارسی اور اردو کی مزاولت پر دل آمادہ رہا سبحان اللہ حضرت غالب مدظلہ العالی امام شعرائے ذی کمال اور پیشوائے نثاران صاحب دانش وشعور ہین قبلہ ارباب دیوان ہین ہم کیا کہین وہ توہند سے شیراز تک بلکہ دور دور آفتاب سے زیادہ مشہور ہین شاعر بہت سے گذر گئے حضرت کے ہمعصر ہمسری کا دعوے کر کے لکھتے لکھتے مر گئے مگر آجتک کوئی آپ سے بہتر نہوا بہتر تو کیا کہ کوئی آپ کے برابر نہوا منصف مزاج آپ کا کلام دیکھیے اور غور فرمائے طبع عالی دقت پسند اور مائل بندش معانی بلند ہے اگر سمجھے تو لطف اوٹھائے دیوان اردو جب تصنیف فرمایا معنی رس اور سخندان لوگون نے ایک ایک شعر مین سو سو طرح کا مزا پایا لیکن بعضے شاعر جو بڑے مشاق تھے اپنے فن مین طاق شہرہ آفاق تھے اکثر اشعار نہ سمجھے اور ہر ایک مصرع پر اوجھے یہان تک کہ اضلاع اور امصار سے خطوط آنے لگے لوگ نواب صاحب کی خدمت مین مطلب دریافت کرنے جانے لگے آسان اشعار کہنے کی فرمایش ہوئی دوسرا دیوان مرتب کرنے کی خواہش ہوئی آپنے اوس دیوان کو دریا برد کیا اور دوسرا دیوان موافق فہم ابنائے روزگار کے ترتیب دیا پھر یہ رباعی لکھکر لوگون کو سنادی اور دیوان کے آخر مین لگا دی غالب مدظلہ شکل ہی زیبس کلام میرا اے دل + سن سن کے اوسے سخنوران کامل + آسان کہنے کی کرتے ہین فرمایش + گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل + تواریخ مہر نیمروز اور ماہ نیم ماہ حسب الحکم شاہ ثریا جاہ از آغاز پیدائش حضرت آدم علیہ السلام تا زمان صاحبقران ثانی امیر تیمور گورگانی اور دوسری جلد مین وہان سے

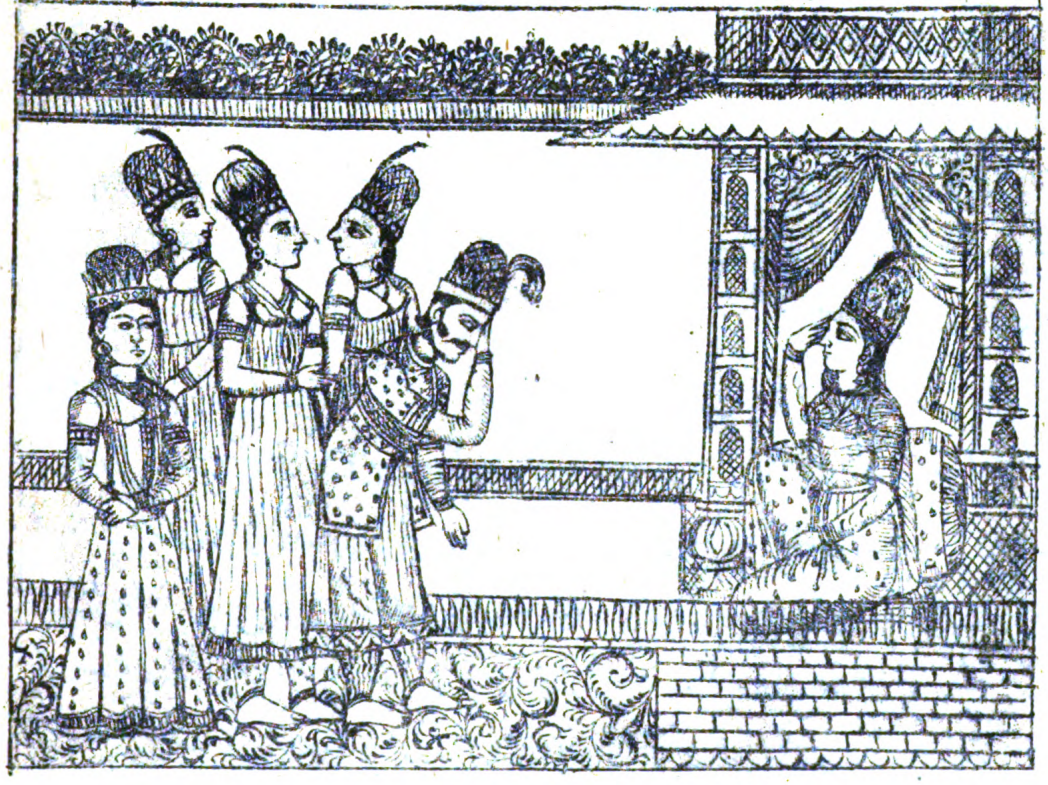
عہد بہادر شاہ ثانی تک ایک مہینے کے عرصے مین اس فصاحت اور بلاغت کے ساتھہ لکھی کہ
سب اوستادون نے آپ کے آگے قلم رکھدیا پھر لکھنے کا نام نہ لیا سو ہفتین سلف کی کتابین
ردی ہوگئین اتنی بڑی تاریخ کو دو جلدون مین اور دو جلدون کو اٹھارہ جزمین تمام کیا دریا کو
کوزے مین بھرا واقعی عجب کام کیا انشاے پنج آہنگ کو کہ جسمین صدہا مکتوب ہین سخن فہم
کو مرغوب ہین تین روز مین تصنیف کیا مثنوی باد مخالف جو کلکتہ مین رقم فرمائی اور ایک
دن مین تالیف کیا دستنبو کتاب کی بے آمیزش لفظ عربی بالکل عبارت ہے جسمین مختصر مذکور
حالات زمانۂ غدر اور کچھہ اپنی سرگذشت ہے جو شخص آپ کے احوال دریافت کرنیکا شایق ہے
وہ دستنبو دیکھے یہ کتاب اوسکے دیکھنے کے لائق ہے الغرض مین رنجور دور از سرور جب تک دہلی
مین رہا زندگی کا لطف اوٹھاتا رہا حضرت ممدوح کے فیضان صحبت سے ثمرہ نیک پاتا رہا جب
حضرت والد ماجد مدظلال جلالہ کی زیارت اور قدمبوسی کا اشتیاق ہوا پھر تو شاہجہان آباد مین
رہنا شاق ہوا ۱۲۹۹ ہجری مین بلدۂ لکھنؤ مین آیا قیصر باغ کا میلہ دیکھا شہر کی سیر کی چندے جی
بہلایا حضرت قدر قدرت قضا شوکت فلک مرتبت ذوالمجد والاکرام مقدس ومحترم قبلہ وکعبۂ دوجہان
ممدوح برنا وپیر جناب خواجہ محمد بشیر صاحب مدظلہ جو زمانہ واجد علی شاہ مین مہتمم فوجداری کل ممالک
محروسۂ ملک اودھ کے تھے عموی فقیر ہین لکھنؤ مین سب اہل نظر جانتے ہین اصحاب بینش پہچانتے
ہین کہ خواجہ صاحب عالی خاندان ذیجاہ ومرتبت صاحب علم وحلم فارسی دان یکتا وبے نظیر ہین
اونکے پاس رہا بعد عرصے کے حضرت جناب گردہ ان رکاب قدوۂ خاندان مصطفوی زبدۂ دودمان
مرتضوی کریم ابن الکریم جناب پھوپھا صاحب قبلہ وکعبۂ مرزا محمد ابراہیم صاحب خلف الصدق
حضرت جناب مرزا محمد صدیق صاحب بہادر صدرامین اعلے ضلع سارن مدظلال جلالہم
کہ سید سندی ہین عالی خاندان مشہور نزدیک ودور ہین احداد امجاد اور نیاکان کے وقت سے
بوجہ عطاے خطاب شاہی بلقب میرزائی مشہور ہین لکھنؤ سے قصبۂ آرہ ضلع شاہ آباد مین تشریف
لائے میری شادی کرنیکا قصد مصمم تھا اپنی فرزندی مین لینے کا ارادہ مستحکم تھا اسلیے راقم الحروف
کو بھی اپنے ہمراہ لائے یہان حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین مقبول بارگاہ رب العلا
مصدر عز واعتلا مرجع الانام منبع الاکرام واقف اسرار خفی وجلی حضرت جناب مخدوم شاہ سید امداد علی
صاحب کی ملازمت حاصل ہوئی جناب قبلہ وکعبۂ دوجہان جدامجدنا حضرت ابوالقاسم خواجہ نظام الدین
احمد عرف فقیر صاحب برد اللہ مضجعہ ونور اللہ مرقدہ حضرت موصوف سے کمال محبت رکھتے تھے

خاتمہ مین مختصر احوال مصنف کتاب کا پھر تذکرہ چند بزرگان واجبات کا اور وجہ تصنیف داستان پھر ایک نئے جلسے کا بیان

بعد حمد وصلواۃ کے فقیر سید فخر الدین حسین سخن مصنف کتاب خدمت مین ارباب دانش اور اصحاب بینش کے عرض رساہی کہ یہ غریب الوطن دہلوی مولد اور لکھنوی مسکن ہے ایام طفولیت سے تا سن شعور اوسی شہر مردم خیز مین رہا اور اب آوارہ وطن ہے میر تقی دہلی جو ایک شہر تھا رشک نعیم خلد + تھے جمع عمدہ لوگ وہان ہر دیار کے + اوسکو فلک نے مار کے تاراج کر دیا + ہم رہنے والے ہین اوسی اوجڑے دیار کے + حضرت جناب تقدس مآب گردون رکاب سرور محققان سخن افسر شاعران زمن نجم الدولہ دبیر الملک نواب اسد اللہ خان بہادر سہراب جنگ عرف مرزا نوشہ تخلص غالب اعلی اللہ درجتہ وتعالی اللہ شانہ جو جد فاسد محرر داستان ہین سر آمد شاعران حال وگذشتگان ہین عرصہ دراز تک کمترین کو معظم الیہ سے درس وتدریس مین استفادہ رہا تحریر نظم ونثر پارسی اور اردو کی مزاولت پر دل آمادہ رہا سبحان اللہ حضرت غالب مظلہ العالی امام شعرائے ذی کمال اور پیشوائے نثاران صاحب دانش وشعور ہین قبلہ ارباب دیوان ہین ہم کیا کہین وہ توہند سے شیراز تک بلکہ دور دور آفتاب سے زیادہ مشہور ہین شاعر بہت سے گذرے گئے حضرت کے ہمعصر ہمسری کا دعوے کر کے لکھتے لکھتے مر گئے مگر آجتک کوئی آپ سے بہتر نہوا بہتر تو کیا کہ کوئی آپ کے برابر نہوا منصف مزاج آپ کا کلام دیکھے اور غور فرمائے طبع عالی دقت پسند اور مائل بندش معانی بلند ہے اگر سمجھے تو لطف اوٹھائے دیوان اردو جب تصنیف فرمایا معنی رس اور سخندان لوگون نے ایک ایک شعر مین سو سو طرح کا مزا پایا لیکن بعضے شاعر جو بڑے مشاق تھے اپنے فن مین طاق شہرہ آفاق تھے اکثر اشعار نہ سمجھے اور ہر ایک مصرع پر اوجھے یہان تک کہ اضلاع اور امصار سے خطوط آنے لگے لوگ نواب صاحب کی خدمت مین مطلب دریافت کرنے جانے لگے آسان اشعار کہنے کی فرمایش ہوئی دوسرا دیوان مرتب کرنے کی خواہش ہوئی آپنے اوس دیوان کو دریا برد کیا اور دوسرا دیوان موافق فہم ابنائے روزگار کے ترتیب دیا پھر یہ رباعی لکھکر لوگون کو سنادی اور دیوان کے آخر مین لگا دی غالب مدظلہ مشکل ہی ہے بس کلام میرا اے دل + سن سن کے اوسے سخنوران کامل + آسان کہنے کی کرتے ہین فرمایش + گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل + تواریخ مہر نیمروز اور ماہ نیم ماہ حسب الحکم شاہ ثریا جاہ از آغاز پیدایش حضرت آدم علیہ السلام تا زمان صاحبقران ثانی امیر تیمور گورگانی اور دوسری جلد مین وہان سے

بے قراری مین آتے ہی ماں کے قدمون پر گر پڑا اوسنے اپنے آرام دل کو کلیجے سے
لگایا اور ایسی اشکبار ہوئی کہ فوراً غش آیا لوگ زار زار روتے تھے کسیکو کسیکی خبر نہ تھی سب بیقرار
ہو رہے تھے آخر بادشاہ نے آکر سبکو تسلی دی اور رونے سے منع فرمایا بیگم صاحبہ کو بھی ہوش آیا
سواریان اوترین ملکہ حسن افروز اور صنوبر اور سیمتن پری تینون نے سبسے کورنش بجا لاکر
تسلیم کی ساس کی بڑی تعظیم کی بادشاہ نے بہوؤن پر سے بہت سا زر و جواہر نثار کیا بیگم صاحبہ
نے سبکو گلے لگا کر خوب پیار کیا لوگون نے شہزادیون کو گھیر لیا اونکے دیدار سے اپنا دل سیر
کیا رونمائی مین جواہرات اور اشرفیان اس قدر آئین کہ شہزادیون کے آگے ڈھیر لگ گئے
بادشاہ نے جدا جدا تینون بہوؤن کو تین محل عنایت کیے اور سبکے کارخانے الگ الگ
مقرر کر دیے ملکہ حسن افروز کے واسطے زمرد محل آراستہ ہوا صنوبر کے لیے شیش محل سجا
گیا موتی محل مین سیمتن کے واسطے خواصین اور پیش خدمتین مقرر ہوئین پھر از سر نو کارخانہ
درست ہوا غرض اوس رات تمام شہر مین فرط سرور سے کیفیت شب برات رہی گھر گھر ناچ
رنگ ہر محلے مین جشن شہانے آلام گذشتہ کی مکافات رہی صبحدم بادشاہ نے آرام دل
کو تخت پر بٹھایا آپ سلطنت سے دست بردار ہوے گوشۂ عافیت پسند فرمایا شہزادہ آرام دل
شہنشاہ گیتی ستان ہوا جہان پناہ وہ ماہ تابان ہوا وزرا اُمرا نے پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور
نذرین پیش کین شہزادۂ جوان بخت بلند اقبال نے ہر ایک کو علے قدر مراتب خلعت گران بہا
سے سرفراز فرمایا اور محمود وفادار کو اپنی مصاحبت مین ممتاز فرمایا پھر شاہ آرام دل دربار
برخاست کر کے محل مین داخل ہوا اوسی روز سے یہ معمول رکھا کہ ایک شب ملکہ حسن افروز
اور ایک رات صنوبر پری پیکر کے پاس جشن کرتا اور ایک شب سیمتن پری کے محل مین رہتا
تینون شہزادیون مین وہ محبت ہوئی کہ ایک دوسرے کی عاشق تھی ایک کی محبت دوسرے
کی الفت پر فائق تھی آرام دل نے شہزادیون کے مشورے سے شمس الدین
اپنے وزیرزادے کے ساتھہ بڑی دھوم سے قمر النسا کی شادی کی ان دونون کی بھی
خانہ آبادی کی پھر مدام باعیش و نشاط و فرحت و انبساط سب عاشق و معشوق ملکر رہنے لگے فلک کجرفتار سے یہ کسکو امید
تھی مگر شکر ہے کہ خدا نے یہ دن دکھایا بچھڑونکو ملایا جس طرح ان سب کے مقاصد دلی حاصل ہوے اوسی طرح اللہ تعالے
تمام عالم کے مطالب بر لائے اور سبکے صدقے مین مصنف کی بھی دل کی مراد دے آمین صلی اللہ تعالے
علے خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین ✣

جلوس فرما چکے تھے اور منتظر تھے کہ شہزادہ یہان تک آئے تو گلے لگائے تخت پر بٹھائے مگر جب رہا جاتا تھا جو ہین دیوان خاص تک آنیکا حال سنا محبت پدری نے جوش کھایا بیتاب ہو گئے ذرا قرار نہ آیا گھبرا کر دوڑے شہزادے کا ہاتھی بیٹھا ہوا تھا وزیر اعظم سیڑھی پکڑے ہوے شہزادے کو اتار رہے تھے کہ آرام دل نے باپ کو بیقرار آتے دیکھا گھبرا کر زینے پر سے کودا اور دوڑ کر باپ کا قدمبوس ہوا رو رو کے پشت پا سے آنکھین ملنے لگا ایسا رویا کہ ہچکی بندھ گئی بادشاہ فرزند کو آغوش مین دبائے اوسکی پیٹھ پر منہ رکھے ہوے لب چبا چبا کے ضبط سے روتے تھے ریش مبارک آنسوؤن سے بھگوتے تھے اور کہتے تھے کہ بابا گھر کو بیچراغ خاک سیاہ کر گئے تھے ہمین دین و دنیا سے تباہ کر گئے تھے بادشاہ جب یہ بیان فرماتے تھے لوگون کے کلیجے پھٹے جاتے تھے ملکہ حسن افروز اور صنوبر اور سمین یہ بھی اپنے اپنے ہاتھیون پر عماری کے چاولون مین سے دیکھکر افسوس کر رہی تھین اپنے اپنے والدین کو یاد کر کے ٹھنڈی ٹھنڈی سانس بھر رہی تھین غرض دیر تک یہی کیفیت رہی سبھون کو بشدت رقت رہی آخر بادشاہ نے سمجھا کر آرام دل کو محل مین بھیجا دروازے پر ایک ہجوم تھا سب عزیز و اقربا و خواصین و غلامان لوگ جا کر شہزادے کے آنے کے منتظر تھے بیگم صاحبہ اپنے فرزند کے شوق دیدار مین دروازہ کے باہر نکلی جاتی تھین لوگ روکتے تھے مگر باز نہین آتی تھین آرام دل اوسی



آیا آج اٹھارہ گندے لاتا ہون الغرض ایک عالم اُمڈا ہر ایک شہزادے کے شوق دیدار مین چلا
وزیر اعظم شہزادۂ عالم کے استقبال کے واسطے بڑے کروفر سے روانہ ہوا آرام دل کی
فوج اس قدر تھی کہ سواری تو پانچ کوس پر تھی اور نشان کا ہاتھی شہر کے اندر داخل ہوا ادھر سے
شہر کی خلقت اُمڈی اودھر سے سواری آئی اللہ اکبر وہ ہجوم واز دحام آدمیون کے شور وغل کے
دھوم دھام کہ خلقت ایک جگہ پہر دن اڑی رہتی تھی سواری دو دو گھڑی کھڑی رہتی تھی الحاصل سواری
کے آنیکی صبح خبر پہونچی تھی مگر شہزادے عالم دو گھڑی دن رہے شہر مین داخل ہوے خلقت دو رستہ
صف باندھ کر سلام کرتی تھی آرام دل سلام کا جواب اشارے سے دیتا تھا جب زیادہ گھبراتا
تھا تو ہاتھ اوٹھا لیتا تھا سلام کے جواب پر لوگون مین ردوبدل ہوتی تھی ایک کہتا تھا نہین یہ میرے
سلام کا جواب ہے وہ جواب دیتا تھا کہ میان تمھاری طرف تو دیکھا بھی نہین غرض اسی پر چل چل
ہوتی تھی پچھلے ہاتھی پر چوبدار روپے اور اشرفیون کی کھچڑی تقسیم کرتا آتا تھا شہدون نے کسی سے
اوسکا نام پوچھ لیا پھر تو وہ گالیان سنائین ایسی دھجیان اوڑائین کہ اوسکا ناک مین دم کر دیا
ہنساتے ہنساتے لوگون کو بسمل کر دیا کسی نے ہاتھی کا لینڈ پھینک مارا کسینے گالی دیکر پکارا کسی
نے کینچر پھینکی کسی نے لکڑی بڑھا کے پگڑی اوچھال دی کوئی بولا ابے او کرم لکس سنجھے
علی کی مار کوئی چھڑو ادھر تو پھینک کسی نے کہا او بدھے تجھے خدا کی سنوار دیکھ بے ہم دعا
دیتے ہین وزا ادھر تو دیکھ کسینے کہا ابے او کرم لکس ہمارا سجادہ تو بڑا سکھی داتا ہے مگر معلوم ہوا
کہ سجادی کنجوس مکھی چوس ہے ابے بدر کے گھوڑے تو بھی اوسی کا نوکر معلوم ہوتا ہے جب
وہ بیچارہ مٹھیان بھر بھر کر پھینکتا تو شہدے کہتے ہان بنے پھینکے جا واہ تیرا کیا کہنا
ہے ابے تو تو لبو چھنا ہے تجھے الو کا پٹھا کون کہتا ہے غرض لیتے جاتے تھے اور گالیان
دیتے جاتے تھے کہین ایک بیچارہ مسافر کھڑا سواری کی سیر دیکھ رہا تھا اتفاقاً ایک اشرفی
اوسکے آگے آپڑی اوسنے اوٹھالی دو چار شہدے لپکے ایک نے ہاتھ پکڑ کے کہا کہ ابے
جردہ[۵۲] لا اگر دے دیگا تو اوڑان چھلے کی قسم ایک چپاٹ[۵۳] دونگا جب اوسنے انکار کیا تو ایک نے
کہا ابے اسکو چیر غٹو بنا ڈال دوسرے نے کہا یہ اس طرح باج[۵۴] نہین آئیگا اسے گرٹہتا دیکر
اوچھال غرض چھین جھپٹ کے اوس غریب سے وہ اشرفی چھین لی وہ جو رونے لگا تو ایک
شہدے نے کہا نخلہ ابھی جھڑ جاے جو بُت کلہ پر دو دون چل ہٹ بے پیرے ہٹ مین
تیرے پیر کو کھودون[۵۵] قصہ مختصر جب سواری دیوان خاص مین داخل ہوئی بادشاہ تخت پر

[۵۲] جردہ یعنی زر و مال کو کہتے ہین
[۵۳] چپاٹ یعنی طمانچہ
[۵۴] باج یعنی زر و مال کو کہتے ہین
[۵۵] کھودون یعنی کھود ڈالون

سب لوگون کو سنائی اور اوس شہزادۂ سیاہ فام بدبخت نافرجام کی صورت دکھائی پھر حکم دیا کہ کل
تمام لشکر مین اسکو تشہیر کرکے قرار واقعی سزا دینگے اپنا بدلہ لینگے پھر شہزادے نے پرینیا دون
کو مع تخت طاؤس کوہ قاف کی طرف روانہ کیا رات تو باتون مین بسر ہو گئی بیٹھے بیٹھے سحر ہو گئی
صبحدم شہزادے نے باہر جلوس فرمایا افسران فوج ملازمت سے مشرف ہوے نذرین گذرین چھوٹا
بڑا پھولون نہ سمایا پھر شہزادے نے لب دریا سبکو سیر دیکھنے کا حکم کیا اور شہزادۂ سیاہ فام کو طلب
کیا داروغہ محبس لیکر حاضر ہوا شہزادے نے پہلے اوسکے ہاتھ قلم کرائے پھر ناک کٹوائی اور اوسکے
سامنے چیل کوؤن کو بٹوائی پھر حکم دیا کہ اسے دریا مین ڈبو دو دین و دنیا سے کھو دو یہ حکم سنکر جلاد نے
نے اوس حرام خور کو دریا مین ڈالا دل کا ارمان نکالا وہ ڈبونے لگا وہ ناپاک رونے لگا مگر کب چھوٹتا
تھا ہر چند ماہی بے آب کی طرح تڑپا لیکن وہ منجدھار مین لیگیا اور تہ پر بٹھا دیا جب وہ ملعون اپنی
سزا کو پونچا آرام دل خیمۂ فردوس منزل مین آیا اوس روز وہان اور مقام فرمایا صبحدم ملک
چین کی طرف کوچ کا حکم دیا آدھی رات رہے سے خیمہ ڈیرہ لدنے لگا کوچ کا سامان شروع ہوا
جب آفتاب قریب طلوع ہوا آرام دل عماری دار ہاتھی پر سوار ہوا ملکہ حسن افروز پری پیکر اور
صنوبر اور سیمتن رشک قمر جدا جدا تینون ہاتھیون پر پردہ دار عماریون مین سوار پیش و پس چپ و
راست فوج ہزار در ہزار آگے شہزادۂ آرام دل پیچھے برابر وہ تینون حور شمائل مگر محمود کے اشارے
سے فیلبان ملکہ حسن افروز کا ہاتھی ذرا بڑھائے ہوے غرض اسی طرح خوش و خرم سوے
وطن منزلین طے کرتے چلے جب دو شہر پناہ ایک منزل باقی رہا آرام دل نے کئی ہزار ہرکارے
واسطے اطلاع کے بادشاہ کی حضور مین روانہ کیے شہر مین جو ایک غول اجنبی ہرکارون کا
نظر آیا ہر ایک گھبرایا کسی نے ڈرتے ڈرتے پوچھا کیون بھائی کہان سے آتے ہو اونھون
نے جواب دیا کہ حضرت ظلسبحانی خلیفۃ الرحمانی جہان پناہ شہزادۂ آرام دل بادشاہزادے
تمھارے آج شہر مین داخل ہونگے نامرادون کے مقاصد دلی حاصل ہونگے یہ سنتے ہی لوگ
سے خوشی کے پھول گئے سب کاروبار بھول گئے لوگون کو گویا عید ہوئی جلدی جلدی ہر ایک
نے کپڑے بدلے عطر لگایا کوئی ہاتھی پر سوار ہوا کسی نے گھوڑا کسوایا کسی نے کہا میرا تانجان
نکالو کسی نے کہا کہ سب سپاہیون کو ساتھ چلنے کے لیے بلا لو کوئی بولا میان جلد جاؤ رتھ کسوا کے
لاؤ کسی نے کہا جلد فلنس منگواؤ شہدون مین غل ہوا کسی نے پکارا ابے لیا لیک کے آ کوئی بجوا
کھیلنے کھیلنے اوٹھا اور جھوم کر کہتا ہوا چلا کہ ابے او گلابی تیرے پیر کو یون لوتن کرون دیکھ میرا سنجاف

لہ یا نام از ہا دارین از قوم [illegible] ۱۲

باہر لایا پھر ایک پریزاد کے سپرد کر آپ مع ملکہ حسن افروز اور سیمتن صنوبر کے پاس آیا وہ اس حال کو بچشم خود نگران تھی بشدت حیران تھی دل مین کہتی تھی کہ شاید غیب سے کوئی فرشتہ آیا جس نے اس بدذات کو گرفتار کیا اور مجھے اسکے فریب سے بچایا اسی تصور مین تھی کہ آرام دل مع ملکہ حسن افروز و سیمتن نمودار ہوا دیکھتے ہی صنوبر کا جی بیقرار ہوا دوڑکر شہزادے سے لپٹ گئی دیر تک رویا کی منہ آنسوؤن سے دھویا کی شہزادہ بھی بیقرار رہا برابر اشکبار رہا پھر صنوبر ملکہ کے گلے لگ کر رونے لگی ملکہ بھی بلک کر رونے لگی آخر سیمتن نے منہ پرسے رومال سرکایا ہر ایک کو سمجھایا پھر سب عاشق و معشوق ملکر بیٹھے غبار سبکے دل کے بیٹھے سب نے اپنے اپنے دکھڑے روئے دفتر حدیث دل آنسوؤن سے دھوئے صنوبر نے جب سیمتن کی جانفشانی سُنی اوسپر نہایت جان و دل قربان ہوئی تھوڑی دیر ادھر اودھر کا چرچا رہا پھر شہزادہ مع تینون شہزادیون اور قمر النسا کے تخت پر سوار ہوا اوس ملعون کو تخت کے پایہ سے باندھا کسیکو خبر نہوئی اور یہ ملک خاندیس کی طرف فلک سیر ہوا

پہونچنا شہزادۂ آرام دل کا ملک چین مین کیفیت سواری پھر ملازمت والدین اور جشن کی طیاری

پلا ساقیا آخری ایک جام	ہوا چاہتا ہے یہ قصہ تمام	مقاصد مرے دل کے بر آئے سب
لکھا خوب قصہ بامداد رب	مگر اب سبھون کو ملاؤن شتاب	اسی بات پر ختم کردون کتاب

محرران دفتر خوش بیانی و طے کنندگان ملک معانی لکھتے ہین کہ لشکر سلطانی لب دریا جہاز کے آنے کا منتظر تھا افسران فوج و جان نثاران شہزادۂ والا تبار اور محمود و فادار سب فقا بسبب توقف کے پریشان خاطر تھے ہمہ دم شہزادے کی تشریف آوری کے منتظر تھے ایک شب پہر رات رہے روند کے سپاہیون کو معلوم ہوا کہ ایک تخت دفعۃً آسمان پرسے روبزمین ہوا اور سراپردۂ شاہی مین جاگزین ہوا محمود کو خبر ہوئی فوراً خیمۂ سلطانی مین آیا دیکھا کہ شہزادۂ بلند اقبال سلیمان ثانی تینون پریون کے بیچ مین مسند پر رونق افروز ہے بائین طرف سیمتن اور صنوبر دہنے طرف ملکہ حسن افروز ہے تخت طاؤس روبرو موجود ہے پریزاد دست بستہ حاضر ہین خواصون اور غلامون کا ہجوم ہے شہزادے کے آنے کی تمام لشکر مین دھوم ہے الغرض شہزادے نے اپنی داستان حیرت بیان

بے اختیار آنسو نکل پڑے پھر ذرا نہ توقف کیا اوسی دم تخت پر بٹھالے اور ڈی اور باغ ارم مین داخل
ہوئی ملکہ حسن افروز شہزادے کے آنے کی امیدوار نہایت مضطر و بیقرار زار زار رو رہی تھی
کہ شہزادہ پہونچا بیخود ہوکر ہم آغوش ہوئی ایسی روئی کہ بیہوش ہوئی آرام دل پہلے تو وحشیون
کی طرح دیکھا کیا جب بوی پیرہن یار مشام جان تک پہونچی جنون کا نشہ ہرن ہوا پھر تو دونون خوب
روئے اور مسرور ہوے رنج و آلام مفارقت بعنایت جامع المتفرقین دور ہوے دونون نے پری
کا بہت سا شکر ادا کیا پھر شہزادہ سمیتن کے باپ کی ملاقات کو گیا اوسنے شہزادے کو آتے دیکھا
سرو قد تعظیم کو اوٹھا شہزادہ قدمبوس ہوا اوسنے سر اوٹھایا معانقہ کیا اور تخت پر اپنے برابر بٹھایا شہزادے
نے عرض کی کہ مجھے خلعت دامادی سے سرفراز کیجیے اور اپنی فرزندی مین لیجیے اوسنے بدل و جان
اس امر کو قبول کیا مگر کچھ جواب ندیا کہتے ہین کہ پرستان مین سوائے عقد کے اور کوئی دستور
نہین ہی پس فقط بادشاہ نے اوسی دم خطبۂ نکاح پڑھا اور سمیتن پری کو بلاکے اوسکا ہاتھ شاہزادے
کے ہاتھ مین دیا اور دونون کو رخصت کیا شہزادہ مع سمیتن گلزار ارم مین ملکہ حسن افروز کے
پاس آیا اور سمیتن پری سے فرمایا کہ افسوس ہماری قیمتی دریا مین حضرت خواجہ خضر کے نذر ہوئی
ملکہ نے کہا سبحان اللہ موئی قیمتی کا تو خیال آیا مگر صنوبر کو ذرا یاد نہ فرمایا کہ وہ بیچاری کدھر گئی جیتی
ہے یا مر گئی سمیتن پری نے سفید دیو سے کہا کہ تو ابھی جا اور صنوبر کی خبر لا دیو تو صنوبر کی تلاش
مین تیز پر ہوا سمیتن پری نے قیمتی شہزادے کو حوالے کی اور کہا جس وقت جہاز تباہ ہوا تھا مینے
یہ قیمتی اوٹھالی تھی یہ باتین ہو رہی تھین کہ سفید دیو آیا اور یہ خبر لایا کہ ملکہ صنوبر شہزادۂ سیاہ فام کی
قید مین گرفتار ہے شدت سے علیل ہے جان سے بیزار ہے یہ سنتے ہی آرام دل نے چلنے
کا ارادہ کیا سمیتن پری کو پوشاک شاہانہ پہنائی اوسنے سب اپنا لباس اوتارا شہزادیون کا زیور
زیب بدن کیا عزیزون کا اپنے اوپر الزام رکھا مگر دوست کی خوشی سے کام رکھا پھر شہزادہ تخت
پر سوار ہوا ملکہ اور سمیتن کو برابر بٹھایا پریزادون نے تخت اوڑایا تھوڑے عرصے مین وہ تخت شہزادۂ
سیاہ فام کی خوابگاہ مین جا اوترا شہزادہ تنہا اندر گیا دیکھا کہ دالان کے پردے گرے ہوے ہین
اندر شمعین روشن ہین صنوبر پری پیکر لب جان با چشم گریان مضطر و بے قرار ہاتھ مین کٹار مرنے پر
آمادہ ہجر یار مین دلدادہ زندگی سے سرد دست دست بردار شہزادہ سیاہ فام چھپر کھٹ مین لیٹا ہوا صنوبر
کو منت اور عاجزی سے اپنے پاس بلاتا ہے کبھی دھمکاتا ہے ڈراتا ہے آرام دل نے جو یہ حال
دیکھا تن بدن مین آگ لگ گئی جاتے ہی اوسی قیمتی سے اوس ناپاک کی مشکین باندھ لین اور گھسیٹتا ہوا

دکھائی دیتا ہے مجکو نہ تھاہ ہے ٭ دریاے عشق مین مری کشتی تباہ ہے ٭ ملکہ حسن افروز اور صنوبر کے فراق نے شہزادے کو مردے سے بدتر کردیا تفرقہ انداز چرخ کج نہاد نے مجموعۂ انبساط اور گلدستۂ نشاط کو اک آن مین ابتر کردیا آرام دل سوچا کہ دریا پیدا کنار ہے اب اس دریاے زخار سے نکلنا بہت دشوار ہے ہر دم اجل ہمکنار ہے مانا کہ بچے اور کسی طرح نکلے بھی تو کیا جب اپنے آرام دل اور دلبر اس طرح دنیا سے اوٹھ گئے اور اونھون نے ہمارے واسطے زندگی مین کیسی کیسی جفائین اوٹھائین آخر اپنی جانین گنوائین تو پھر ہم جی کے کیا کرینگے یہ سمجھکر مرنے پر مستعد ہوا اور یہ شعر پڑھکر تختہ چھوڑ دیا رند ہو اب رنج و غم کا عدم قافلہ ٭ ہماری بھی دنیا سے رحلت ہوئی ملکہ سیمتن ابھی قریب پہونچنے نہ پائی تھی کہ اونے دور سے شہزادے کو ڈوبتا دیکھا گھبراکر جھپٹی اور آتے ہی جلدی سے باہر نکالا شہزادہ بیہوش ہوگیا تھا پری شہزادے کو اپنی گود مین لٹا فلک سیر

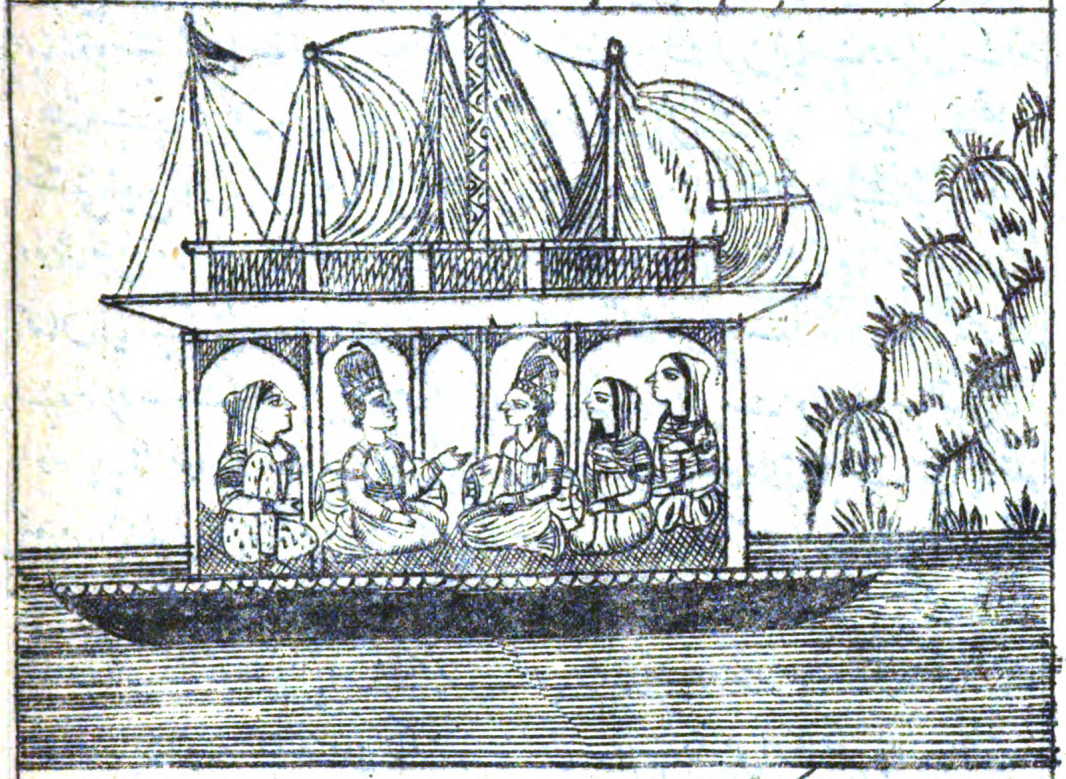


ہوئی پھر ایک جزیرے مین پہونچکر تخت اوتارا اور شہزادے کو ہوش مین لائی آرام دل نے جو آنکھ کھولی پری سے جھک کر مجرا کیا اور کہا فرمائیے کیا وعدہ تھا خوب اپنے قول پر ثابت رہے کیجیے اب آپکی کیا سزا اور جنکے آپ عاشق تھے کہیے وہ کہان ہین جنکے آپ دیوانے تھے بتائیے کدھر وہ پریان ہین شہزادے نے متحیر ہوکر پری کو دیکھا اور کہا نہ ہم کسیکے عاشق تھے نہ کوئی ہمارا شیدا تھا خدا جانے یہ کیا تھا اور کیا ہوا یہ کلام سنجودی اور یاس کا پری کے دل مین تیر سا لگا

آرام دل پسر شاہ چین کے شہزادے ہین یہ سنکر شاہ قاف نے بڑی تعظیم کی ہاتھہ پر بوسہ دیا
اور کہا کہ صاحبزادی زہے نصیب ہمارے کہ تمنے ہمارے غریب خانے کو اپنے قدوم میمنت لزوم
سے فردوس برین فرمایا اور خوشا طالع ہمارے کہ ہمنے تمکو دیکھا پھر سیمتن سے کہا کہ انکو گلستان ارم
مین لیجاؤ وہان کی سیر دکھاؤ ملکہ اوس سلیمان ثانی کے اخلاق دیکھکر ششدر تھی پری کی محبت اور
خاطرداری سے متحیر تھی سیمتن پری ملکہ کو گلزار ارم مین لیگئی سبحان اللہ عجب باغ تھا کہ اگر اوسکے
ایک تختے کی تعریف صد ہزار تختہ کاغذ پر بخط ریحان لکھون تو عقل سے دور ہے مگر حکماؤن کا دستور
ہے کہ مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ اس واسطے مشتے نمونہ از خروارے کچھہ مختصر لکھنا ضرور ہے کہ روش
پٹڑی بلور کی درخت جواہرات کے جڑ مونگے کی ٹہنیان پکھراج کی پتے زمرد کے پھل یاقوت کے اکثر
درختون مین مثل خوشہ انگور لعلون کا گچھا اور تاک مین مروارید کلان بیضہ کبوتر سے دو چندان درختون
پر بطور قدرت حق کا ظہور طوطی کے زمرد کے ریاقوت کی منقار گفتگو مین سحر بیان لعل حقیقتہ لعل مگر
خوش الحان بارہ دری عالیشان چارون طرف دیوارین ہیرے کے پتھر یاقوت کی انیٹین اندر
پکھراج کی صحنچیان زبرجد کے دالان یہ سب کچھہ سیر تھی ملکہ کی حالت غیر تھی جب سیمتن پری نے
ملکہ حسن افروز کو دالان مین لیجا کر بٹھایا ملکہ نے آبدیدہ ہوکر پوچھا کہ صاحب آپ کا نام کیا ہے
اور یہ باغ ارم کسکا ہے پری نے دست بستہ عرض کی کہ لونڈی کو سیمتن کہتے ہین اور یہ باغ اسی کنیز
کا ہے اسمین والد ماجد رہتے ہین ملکہ پری کا نام سنتے ہی آرام دل کے تصور مین زار زار رونے
لگی پہلے تو چپکے بیٹھی رویا کی بیقراری کو ضبط کرتی رہی مگر جب بہت دم گھبرایا اور ہجوم غم سے کلیجہ مُنہ
کو آیا تو ہائے شہزادہ کہکر پری کے گلے سے چمٹ گئی اور چیخ کر رونے لگی ایسی روئی کہ غش آگیا پری
نے ہاتھون پر روکا سنبھالا اوسکے بھی آنکھہ سے بے اختیار آنسو جاری تھے بیخودی کے عالم طاری
تھے دیر تک یہی کیفیت رہی دونون کو غش کی حالت رہی آخر سیمتن نے اپنے حواس درست کرکے
ملکہ کو نمکہ سونگھایا بید مشک چھڑکا کچھہ افاقہ ہوا ذرا ہوش آیا سیمتن نے تسکین کی باتون سے سمجھایا
خاطر آشفتہ کو ہر چند بہلایا مگر رونا اوس سے کیونکر چھوٹے جس سے ایسا دلبر چھوٹے ۔ پھر
پری نے عرض کی کہ ذرا حضور دل کو تسکین دیجیے تھوڑی دیر باغ کی سیر کیجیے دیکھیے مین ایک آن
مین گئی اور آئی اور دو گھڑی مین آپ کے پاس شہزادے کو لائی یہ کہکر سیمتن تخت پر سوار ہوئی
ملکہ کو وہین روتے چھوڑا اور آپ آرام دل کی تلاش مین فلک سیار ہوئی اب سنیے کہ جب جہاز
تباہ ہوا تھا شہزادہ ایک تختے کے سہارے بہتا زار زار روتا اور یہ کہتا چلا جاتا تھا صبا ساحل

کے گرد چینی کے نرگس دانون مین میوہ دار درخت سراسر بلندی مین قد خوبان کے برابر جنکا پھل
تصور سے مُنہ مین آئے جانور قصد سے لب تک آکر کباب ہوجاے سر شاخ ہر غنچہ و گل بلبل ہزار داستان
کا جھوم جھوم کر چہکنا پھولون کی خوشبو سے تمام جہاز کا مہکنا لب جو سرو اور شمشاد کے نئے نئے پیون
پر قمری کی صدا فاختہ کی کوکو چھوٹے چھوٹے پوندی آم کے درختون پر مور کا شور کوئل کی تو تو زمین مین
سیپ کا فرش اوسکے ہر وصل مین سبزۂ نوخیز نرگس دانون اور کیاریون کی مئی عنبر بیز پر پیزاد امرد
سیمبر زرین کمر زمردین بال جہاز کے موکل سرگرم کار شہزادہ آرام دل جب یہان سے روانہ ہوا فلک
تفرقہ انداز کو جہاز کی سواری دریا کی سیر کا بہانہ ہوا یعنی اوس نافرجام شہزادۂ سیاہ فام کو یہ خبر پہونچی کہ
آرام دل مع پریوشان حور شمائل تری کی راہ اسی طرف سے بسواری جہاز اپنے وطن کو جاتا
ہے جہاز شیشہ کا ہے پانی کے اندر چلتا ہے نہایت سریع السیر ہے کل دبانے سے اوپر نکلتا ہے
یہ سنتے ہی زیر قلعہ آیا کمال خوش ہوا پیر گردون نے فریب دیا دام مکر پھیلایا شہزادۂ سیاہ فام نے
اپنے اہتمام سے بہت بڑا جال فولادی دریا مین ڈلوایا اور منتظر وقت رہا شام کو جال ڈالا اوسکے
دوسرے روز قریب دوپہر طرفہ ماجرا رو بکار ہوا کہ گردون دام صیاد مین گرفتار ہوا جہاز جور و کا
کارپردازون نے کل دبائی جہاز سطح آب پر آیا مگر فولادی جال مین اوجھ گیا مطلق نہ چل سکا
یہ لوگ مستفسر حال ہوے جہاز روکنے کا سبب پوچھنے لگے اودھر قلعہ پر مورچہ بندی تھی جب جہاز
توپ کی زد پر آیا اوس ملعون نے شست باندھ کر نشانہ لگایا گولہ آتے ہی چھت پر لگا اوسنے
کام تمام کیا جہاز کو تباہی کے گھاٹ اوتارا بیٹھے بٹھائے دشمن نے میدان مارا جہاز کے ٹکڑے
اوڑ گئے پاش پاش ہوگیا کسیکو کسیکی خبر نرہی کون کدھر گیا کون جیتا رہا کون مرگیا صبا ہر گھڑی اک
طرفہ دکھلاتا ہے رنگ ÷ واہ کیا نیرنگ ہین افلاک کے ÷ ناگاہ اوس وقت سیمتن پری کا وہان گذر
ہوا اوسنے جو یہ کیفیت دیکھی ملکہ حسن افروز اور قمرالنسا کو کہ یہ دونون بیہوش یکدگر ہم آغوش
قریب الہلاکت عنقریب غرق ہوا چاہتی ہین اوٹھاکر اپنے تخت پر سوار کیا اور لے اوڑی چند ساعت
مین اپنے باپ کے پاس جو کوہ قاف کا شہنشاہ معظم تھا جا اوتارا اور جلد جلد عود قمارے عنبر سارا
انگیٹھیون مین سلگا کر ان دونون کی برودت اور خنکی کو دفع کیا پہر بھر کامل کے بعد ملکہ کو ہوش آیا ایک
پیر مرد باریش سفید تاج جنروی بر سر عبائے پرزر در بر اور ایک پری نازنین کو اپنے بالین پر موجود پایا
گھبراکر اوٹھ بیٹھی حیرت سے ایک ایک کا مُنہ تکنے لگی سیمتن پری نے ملکہ کو بہت ادب سے سلام کیا
اور اپنے باپ سے یہ کلام کیا کہ حضور یہ شاہ فارس آدم زاد کی صاحبزادی ہین اور شہزادۂ

آرام دل تو مصروف سیر و تماشا گر ملک حسن بافروز غواص گرداب تفکر صنوبر غریق ورطہ تحیر دونون
بحر غم و الم کی آشنا دو گھڑی جہاز اوپر رہا پھر یکایک پانی کے اندر ڈوب کر روان ہوا ڈوبتے ہی ایک ماہ
منور مہر درخشان کی طرح چمکتا ہوا نمایان ہوا بلور کی چھت مین ایک جلبی آئینہ مدور آفتاب سے



زیادہ درخشان ہوا جہاز کی یہ قطع تھی بہت عریض اور طویل سر بلند سب جہازون سے دو چند دیوارین
مع سقف بلور کی نور کے سانچے مین ڈھلی ہوئین شیشہ چار اونگل کا دلدار جہاز بالکل کلدار نیچے صندل
کی تختہ بندی لوہا نام کو نہین تمام نقرئی اور طلائی کام اندر متعدد کمرے سجے سجائے فرش فروس سے
آراستہ شیشہ آلات سے پیراستہ دن کو طلسم سے مہر درخشان روشن رات کو شمعہاے مومی اور کافوری
کی روشنی سے انجمن کا جوبن ہر ایک مکان مین علیحدہ علیحدہ مسند تکیے لگے ہوئے چھپر کھٹ پھولون
سے لدے ہرے پردے چھوٹے ہوے ادپے کسے ہوے ہر چھپر کھٹ مین پنکھا اس قسم کا کہ جسپر تک
شہزادہ آرام کرے خود بخود اسکو حرکت رہے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا سے دل کو فرحت رہے گلدستون
مین نئے نئے رنگ کے گل بوٹے جنکو باد خزان کی ہوا نہ لگے کبھی جھڑے نہ ٹوٹے پرستان کے میوے
کشتیون مین مے انگور شیشون مین ہر کمرہ سجا ہوا ایک سے ایک اچھا سامان عیش ہر جگہ مہیا صحن
کا طول نہایت معقول بیچ مین مختصر سا خانہ باغ روش پتری نازک نہر جاری فوارے سبک کیاریان
قطع دار اونمین موتیا چنبیلی سوسن کیتکی موگرا مدن بان نرگس لالہ نافرمان گل صدبرگ کی بہار ہر چمن

کرکے تاج بخشا خراج معاف کیا واقعی بڑا انصاف کیا جب اس سے فرصت ہوئی شاہ خدا گداے
خیرالوراصلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا رخصت طلب کی اوس ولی نے بخوشی اجازت دی ملکہ
حسن افروز نے وہین کہا کہ حضرت انھین منع کیجیے دریا کی راہ جانے نہ دیجیے سنتی ہون ایک
جہاز آیا ہے خدا جانے کہان سے منگوایا ہے کسنے بھیجا ہے کون لایا ہے وہ پانی کے اندر
چلتا ہے ہوا سے کچھہ سروکار نہین باد موافق کا مخالف پانی کے اندر ڈوب چلتا ہے عقل
مقتضی نہین کہ اوسپر سوار ہون اجل سے ہمکنار ہون مفت جانین گنوائین بیٹھے بٹھائے صدمے
اوٹھائین اور دیدہ و دانستہ سفینہ عمر زورق زندگانی کو ورطہ ہلاکت مین ڈبونا زبردستی جان کھونا
کہان آیا ہے کوئی حدیث ہے کوئی آیۃ ہے بلکہ ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ خدا نے بھی فرمایا
ہے شہزادے نے کہا دریا مین فتنہ انگیز ہوا ہے اکثر فساد اسی سے ہوا ہے جب بقول تمھارے
اوس جہاز کو ہوا سے علاقہ نہین تو پھر کچھہ پروا نہین یون تقدیر کا علاقہ جدا ہے اسمین گفتگو
نہین ان اللہ علی کل شئی قدیر ہر چیز پر قادر خدا ہے ورنہ ذرا سوچو تو ایسا مرکب بھی کہین غرق
ہوتا ہے پانی مین جانے کل کے جہاز اور بادبانی مین بڑا فرق ہوتا ہے یہ کہکر جہاز پر تشریف لایا
شاہ وارا ب نے ملکہ کو سمجھایا اور فرمایا کہ صاحبزادی ہم مجبور ہین وہ مختار ہین بخدا فرقت گوارا نہین
مگر مشیت ایزدی سے چارہ نہین کیا کرین ناچار ہین لازم ہے کہ تم بھی اونکا حکم بجا لاؤ جہان جس
طرح لیجائین بے تامل جاؤ ضد نکرو ذراسی بات پر نہ اڑو شوہر کی عدول حکمی مین خدا اور رسول
صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی ہے وہ اگر آگ مین جھونک دین اوسے گلزار جانو یہ تو بھلا پانی
ہے لو بسم اللہ طیار ہو وہ منتظر ہونگے چلو جہاز پر سوار ہو یہ کہکر صنوبر کو ساتھہ لیا ملکہ حسن افروز
کا ہاتھہ مین ہاتھہ لیا اور خضر دروازے سے نکلکر لب دریا تشریف لائے ملکہ نے دیکھا شہزادہ
سوار ہو چکا صنوبر کا ہاتھہ پکڑے مع قمرالنسا اور دلربا چند خواصون کو ہمراہ لے جہاز پر پہونچی اور
فرمایا بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا جب سب سوار ہوے جہان پناہ بہت اشکبار ہوے عورتون
نے رو رو کے کہرام مچایا پھر سب نے دعائین دیکر رخصت سے بلائین لیین ملکہ نے صنوبر سے کہا خدا خیر کرے
شگون بد ہوا قدم رکھتے ہی کان مین رونے کی آواز آئی یقین جانو جہاز کی سواری شہزادے
کو ناساز آئی بے طور دریا سے الم موج زن ہے رہ رہ کے دل جوش مین آتا ہے ہر چند سنبھالتی
ہون لیکن لطمۂ اندوہ و غم مین خود بخود دل ڈوبا جاتا ہے میر وزیر علی صبا گردش سے
آسمان کے چکرا رہے ہین ہم ✣ کشتی ہماری گھوم رہی ہے بھنور کے ساتھہ ✣ غرض شہزادہ

کوتباہی کے گھاٹ اوتارنا شہزادہ اور شہزادیون کا تباہ ہونا پھر بعنایات جامع المتفرقین بچھڑون کا ملنا اور سیم تن کا بیاہ ہونا

شناوران فلزم معانی احوال غواصان بحفت نیا وردہ گوہر مقصود غریق بحر ناکامی ناآشنائے زیان وسود لکھتے ہین کہ ایک روز شہزادہ آرام دل باہم ملکہ حسن افروز اور صنوبر قلعہ ہین شمن برج پر لب دریا بیٹھا کیفیت تلاطم بحر مواج اور تماشائے پیچتاب ورطہ گرداب ہوا کا زور پانی کا زور وشور دیکھ رہا تھا شراب کے نشہ مین ملکہ سے کہنے لگا بیگم تمنے کبھی پانی کے اندر جاکر سیر کی ہے آبی جانورون کے مکان انکے انڈے بچے اونکا چلنا پھرنا یہ کیفیت بھی دیکھی ہے ملکہ بولی ہان نئی لہر آئی خوب دل مین سمائی بھلا پہلے یہ تو فرمائیے انسان کا کام ہے کہ دریا کے اندر جاوے اور سیر کرکے سلامت پھر آوے حضرت ظلسبحانی کے سفینے کہان البتہ سیر کی ہے خدا کی قدرت ہے جانور کیا دریا مین ملک آباد ہین صاحب تخت وتاج امیر وزیر محتاج ہر طرح کے لوگ رہتے ہین شہزادے نے کہا تمنے تو کتاب مین لکھا دیکھا ہے ہم اگر تمھین کشتی پر سوار کرکے پانی کے اندر لیجائین اور سب سیر دکھائین تو کچھ انعام دوگی ملکہ نے عرض کی فی الواقع آب روان کے دیکھنے سے آدمی کی عقل تیز ہوتی ہے سیر دریا جنون خیز وحشت انگیز ہوتی ہے اگر حضور کے ذہن مبارک مین کوئی بات آئی ہو طبیعت لہرائی ہو تو عجب نہین آرام دل نے فرمایا ہان ارادہ ہے کہ سفینہ آبگینہ بنواؤن اور چین تک چین سے اوسی پر سیر کرتا ہوا جاؤن پھر زمرد محل مین آکر سفید دیو کو بلایا وہ آیا شہزادے نے کہا ایک جہاز چاہتا ہون جس مین بالکل جلتی آینے لگے ہون اور کل کام کل سے نکلے کل دبانے سے پانی کے اندر روان ہو جب ٹھہرائین ٹھہر جاوے ذرا شائے اوپر اوبھر آوے پھر جب پرزہ دبائین تہ آب ہو جاوے اور روان ہووہ بولا بہت خوب کل زیر قلعہ اوسکا لنگر ہوگا جیسا حضور سے ارشاد ہوا انشاء اللہ تعالے اوس سے بہتر ہوگا دیو تو یہ کہکر رخصت ہوا شہزادے نے محمود کو مع فوج ملک خاندیس کیطرف کوچ کا حکم دیا اور فرمایا کہ ماوراء النہر مین بحر عمان کے کنارے ہمارے منتظر رہنا کسی سے یہ حال نہ کہنا اوسنے حسب الارشاد سفر کا سامان کیا شب کو سب افسرون کو حکم سنا دیا جب ماہ غواص محیط ظلمت ساحل مغرب مین ڈوبا اور مہر آشنائے بحر پھر کنارۂ مشرق سے بتھرا تا نکلا محمود لشکر لیکر مع خزانہ روانہ ہوا ادھر جہاز بھی آپہونچا آرام دل نے دربار عام کیا کیا خوب انتظام کیا کہ اپنے سالے کو سسرے کی جگہ اورنگ نشین

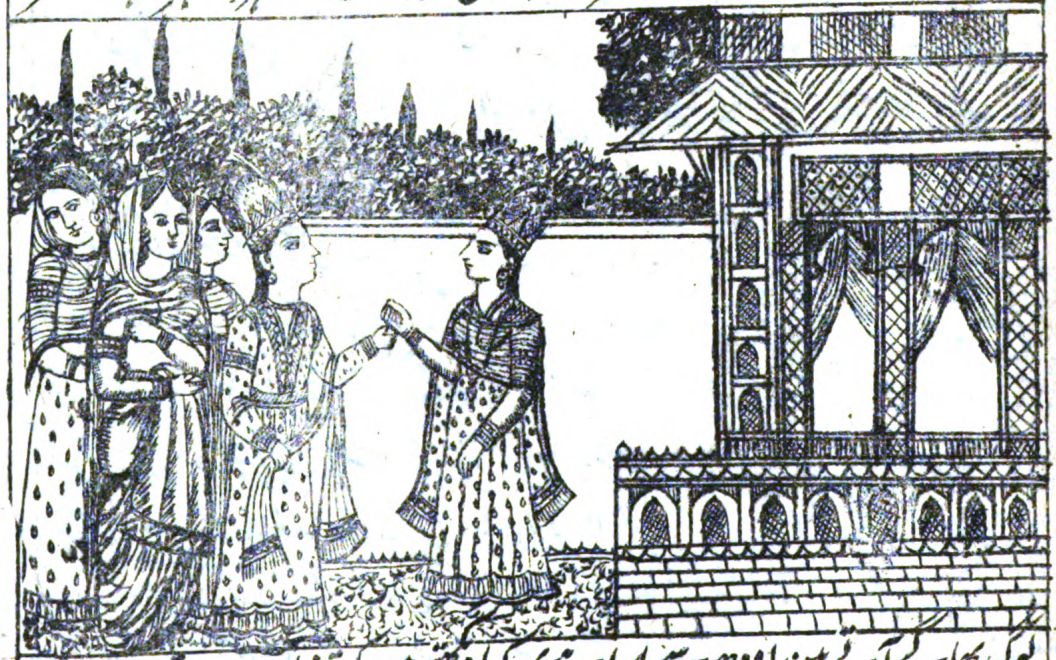
اور سمجھتے ہو اپنا سا سبکو سمجھتے ہو میان تو رشک وحسد کا نام نہین تو تو مین مین لڑائی جھگڑا کج بحثی اشراف کا کام نہین صنوبر نے چپکے سے کہا خدا کے واسطے جانے دو دور کرو اس سے کیا حاصل بس چپ رہو

حضرت غالب شکوے کے نام سے بیمہر خفا ہوتا ہے ٭ یہ بھی مت کہہ کہ جو کہیے تو گلا ہوتا ہے ٭ غرض دیر تک یہی صحبت رہی طعن وتشنیع رازونیاز چھیڑ چھاڑ بناؤ بگاڑ شکر رنجی کی باتون مین عجب کیفیت رہی پھر ملکہ حسن افروز صنوبر کی ماں کے پاس آئی رسم سلام بجالائی اوسنے چھاتی سے لگایا بڑی تعظیم کی آنکھون پر بٹھایا اور فرمایا کہ بی بی صنوبر کو اپنی لونڈیون کے برابر بلکہ اوسنے بدتر سمجھنا وہ کبھی تمھاری فرمانبرداری سے منحرف نہوگی ملکہ نے سر جھکالیا اور شرم سے کچھ جواب نہ دیا پھر صنوبر کے پاس گئی شب بھر وہین رہی تمامرات عیش ونشاط مین بسر ہوئی ہنستے کھیلتے سحر ہوئی دونون کا ستارہ ملگیا ایسی محبت ہوئی کہ سلف سے آج تک کسی مین کم ہوئی ہوگی صنوبر شہزادی کی شادی شہزادے سے پہلے ہوچکی تھی مگر دلھا کے نام مین بڑا اختلاف تھا سلطان عالم **آرام دل** اور شہزادۂ سیاہ فام مین بڑا اختلاف تھا دونون عقد کی صلاح ہوئی بادشاہ نے پانچ لاکھ اشرفی کا چبوترہ بنوایا اور ستائیسوین رمضان المبارک بعد نماز جمعہ شہزادۂ بلند بخت کیوان بارگاہ کو اوسی چبوترے پر بٹھا کر موافق شرع شریف دین مبین زادہما اللہ شرفا خطبۂ نکاح پڑھوایا دہ درہم شرعی مہر بندھا پھر شاہ نے اپنا تاج شہزادے کو پہنایا سیف کمر سے باندھی قلمدان آگے رکھا سلطنت کا مالک کیا یہ جہیز دیا اور آپ اوسی روز سے دنیا کو لات مار کر قناعت گزین ہوا سب سے کنارہ کش ہوکر گوشہ نشین ہوا نوشاہ نے اون اشرفون کو لتدیا اور طعام ولیمہ تقسیم کیا دوسرے روز جب شاہ مشرق اورنگ فلک پر جلوہ افروز ہوا **آرام دل** نے تخت پر جلوس فرمایا اور صنوبر کے بھائی اپنے سالے کو جو بہت صغیر سن تھا گود مین بٹھایا امورات مملکت بمشورۂ آراکین سلطنت بحسن وخوبی انجام پانے لگے بنا ظلم وستم منہدم ہوئی لوگ آسایش رہنے لگے ہزار طرح کے آرام پانے لگے غرض شہنشاہ کشورستان **آرام دل** جان جہان دونون شہزادیون کے ساتھ حسن مین مصروف ہوا غم وطن بالقوہ رہا مگر بالفعل موقوف ہوا

روانگی آرام دل سوی وطن طلسمی شیشے کے جہاز پر سوار ہونا شہزادۂ سیاہ فام کے دام مین گرفتار ہونا اوس ملعون کا توپ مارنا جہاز

نے رخش کی باگ اوٹھائی فوج عدو مین جا پڑا دشمن کی جان پر آفت آئی خوب لڑا خالی دیکر جس
سوار پر قبضہ کا ہاتھ بھرپور لگایا سر پر پڑا کہین نہ اڑا مع گھوڑے چار ٹکڑے کرکے زین سے زمین پر
اوتر آیا اوس رو مین بگ ٹٹ تک ودو مین جس پیدل بیدل پر ہاتھ چلگیا مطلق نظر نہ آیا جیسے
صابون مین سے تار نکل گیا مارتے مارتے ستھراو کر دیا دشت لاشون سے بھر دیا حساب کیا تو سوا
کے حصے مین ایک ایک شکار بھی نہ آیا بہت سے سوارون کی تلوارین پیاسی رہگئین اونھون نے
مردون کو چور نگ بنایا لہو ندیا تو اپنے بدن پر چرکا لگاکے تھوڑا بہت خون چٹایا ملکہ حسن افروز
اور صنوبر دلسوز دونون اپنے حواس مین نہین تھین بال کھولے ہوے گھبرا گھبرا کے قبلہ کی طرف
ہاتھ اوٹھا اوٹھا کے دعائین مانگ رہی تھین بارے شکر خدا کہ شہزادہ دشمن پر ظفریاب ہوا بخیر و
پیش شاہ داراب ہوا فوج عدو مین سے کوئی بشر زندہ نہ بچا سب وہین کھیت رہے مگر شہزادہ سیاہ فام
بچا جان بچاکر بھاگے بادشاہ شہزادے کے قریب آئے قوت اور جوانمردی کی تعریف کی ہاتھی
پر سوار کرکے محل مین لائے ملکہ حسن افروز اور صنوبر دونون زہرہ مشتری پھر رنگ محل مین آئین
دس ہزار اشرفیان شہزادے کے صدقے گین اوسی دم جابجا مسجدون اور مدرسون مین فقرا
طلبا مساکینون کو بھجوائین پھر شہزادے کو طلب فرمایا وہ تشریف لایا صنوبر کا عجب حال ہوا
فرط سرور نثار محبت سے چہرہ لال ہوا آرام دل جون جون قدم زمین پر رکھتا تھا صنوبر کی
آنکھین بچھی جاتی تھین دل استقبال کو باہر نکل آتا تھا شوق وصال دل مین گدگدی کرتا تھا دم
بدم ستاتا تھا شہزادہ آکر مسند پر بیٹھا مگر جیسے کوئی مہمان آتا ہے یا معشوق کہ اپنے عاشق سے
شرماتا ہے اول ہی ملاقات مین چھپا جاتا ہے صنوبر نے ملکہ سے کہا ہمین اسنے ملال ہے دلبر
صدمہ کمال ہے کہ یہ اتنے دنون کے بعد آئے مگر چھوٹے منہ سے یہ بھی نہ کہا کہ اس عرصے مین تجھپر
کیا گذری یا اب تیرا کیا حال ہے ملکہ نے کہا بہن یہ بڑے بیوفا ہین اپنے مطلب کے آشنا ہین
یہان تو یہ میرے دباؤ سے آئے ہین ورنہ یہ تو درکنار تم کبھی انکا سایہ تک دیکھتین یہ وہ بیمروت
پر دغا ہین شہزادے نے فرمایا بس ذرا خوشامد نہ کیجیے خاطر کی نہ لیجیے وہ باتین بھول گئین ذرا یاد کرو الزام انکا
ہمپر نہ دھرو جانتے ہین آپ کو اسنے کمال محبت ہے آج کی نہین مدت سے ہے اور بندہ تو بیمروت
ہے ملکہ بولی ہان بجا ہے اسمین شبہہ کیا ہے محبت نہ تھی تو آئے کیون تمھین زبردستی یہان لائے
کیون قصور معاف ہو اگر مرآت دل زنگ کدورت سے صاف ہو کبھی ایسی باتین زبان پر نہ آئین مگر
تمھاری تو ان دنون لڑائی پر طبیعت بڑھی ہوئی ہے ہر وقت آستین چڑھی ہوئی ہے ہر ایک سے

جلدی رنگ محل کو آراستہ کیا لوگ سنبھل بیٹھے پوشاکین بدل بیٹھے صنوبر نے جو سنا شاد شاد ہوئی
بند غم قید الم سے آزاد ہوئی شکر کیا اور کہا مصنف تو بھی چل جسم سے اے روح بے استقبال
نکہت زلف لیے باد صبا آتی ہے ٭ پھر بال جو سر پر و بال سے تھے چہرے پر سے سرکا کر درست
کیے دوپٹہ اچھی طرح اوڑھا گہنا پہنا جواہرات کے جوشن جو دبلے پن سے ڈھیلے ہو گئے تھے دوری
کھینچ کھینچ کر چست کیے ذرا آدمی کی شکل بنی ملکہ حسن افروز مع قمر النسا اپنی خواصون کے ہمراہ
بڑے تکلف سے رنگ محل مین آئین صنوبر مضمحل شکستہ دل بصد ناز و ادا تعظیم کو اوٹھی جھک کر
سلام کیا ملکہ نے کہا بوڑھ سہاگن صنوبر نے جواب دیا کہ یہ سہاگ خدا آپ ہی کو مبارک رکھے یہان
فراق مین بڑی لذت اوٹھائی خوب مزے چکھے بندی باز آئی کیسی محبت کہان کی آشنائی ملکہ بولی
صاحب کیا خوب جورو بنکے مکرتی ہو نکاح کروا کے بھول گئین میرے پاس تو طلبی کی دستاویز
موجود ہے غرض یہ رمز و کنایہ ہو کر پھر برابر کی ملاقات ہوئی صنوبر ملکہ کا ہاتھ پکڑ کر چند خواصون
کے ہمراہ زمرد محل مین گئی وہان سے کوسون کا میدان لشکر کا ہر جوان نظر آتا تھا یہ دونون
چھتر کی جالیون مین سے لڑائی کی سیر دیکھنے لگین دیکھا کہ فوج عدو ہزار در ہزار ہے ادھر کے



لوگ بھاگے آتے ہین ادھر سے مار مارے پھر کیا دیکھتی ہین کہ شہزادہ سمند برق دم پر سوار سر پر
تاج شاہی ہاتھ مین وہی قمچی بجاے تلوار پیچھے لاکھ ڈیڑھ لاکھ سوار سبکا ایک پر اتلوار رین سوتی
گھوڑون کو میٹھی میٹھی پوئی اوٹھائے دہنے سے کترا کے بائین طرف جھکے وزیر جو پہلے سے لڑ رہا
تھا گھوڑا جھپٹا کے شہزادے کے قریب آیا آتے ہی قدم چوم لیے پھر کچھ مشورہ کر آرام دل

ہو یا تحریر کرین ملکہ نے فرمایا کیا خوب سبحان اللہ کیا کہنا کیا ہی بیحیائی کا جامہ پہنا ہے کچھ کہو اثر نہین
جسکے دل مین محبت آنکھہ مین مروت نہ ہو وہ ہمارے نزدیک بشر نہین صاحب برائے خدا جس طرح
ممکن ہو صنوبر کے پاس چلو اور اس بیکسی مین اوس غمزدہ مظلوم ناکام پابند آلام کی خبر لو
آرام دل نے کہا بیگم اگر ہزار خطا آتے ہم نبھاتے مگر یہ آپکی خاطر ہے پھر نہ کہنا کہ تو ہی قاصد
ہے چلیے بندہ چلنے کو حاضر ہے غرض پہر رات رہے پھر کوچ ہوا دو منزلہ سہ منزلہ کرتے ملک
داراب کی طرف چلے وہان کا حال سنیے کہ سات روز تک وزیر خوب لڑا آٹھوین دن اوس
بدانجام یعنی شہزادہ نسیہ فام نے یلغار کیا اور ادھر کی فوج پر آپڑا شبانہ شب تلوارین چلنے
لگین تینون سے چمکا یان نکلنے لگین دونون لشکر مل گئے گتھا پیش قبض قرولی کھونسم گھانسا
کشتی طمانچہ کی نوبت آئی تو یخانہ نے فرصت پائی وہ خونریزی ہوئی کہ روح قبض کرتے کرتے
حضرت عزرائیل علیہ السلام کے ہاتھہ دکھہ گئے دوڑتے دوڑتے پاؤن تھک گئے نکیرین سوال
کرتے کرتے عاجز آئے رضوان و مالک دونون گھبرائے بہک گئے بھولے سے ایکا آدھہ بہشتی
جہنم مین چلا گیا دوزخی جنت مین داخل ہوا استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ غرض خوب
لڑائی ہوئی دشمن دبائی آتا تھا ادھر کی فوج کا جی چھوٹا جاتا تھا شہر مین کھلبلی تھی انسان وحیوان سبکو بیکلی
تھی بادشاہ اور بیگم صاحب سب چھوٹے بڑے گھبرائے بدحواس تنگ محل مین صنوبر کے پاس بیگم صاحب بار بار
زمین پر سجدہ کرتین جل جلال تو کی تسبیح پڑھتین بڑی بوڑھیان مصلون پر نالین رگڑتین بادشاہ لڑکی کو
گود مین لیے چھاتی سے لگائے نادعلی پڑھ پڑھ کے دم کرتے تھے ہر دم دم سر دھرتے تھے صنوبر دلفگار
و مضطر باپ کی گود مین بیٹھی پہر یکارنگ فق ہجوم غم سے سینہ شق آنکھون سے آنسو جاری کچھہ عجب عالم طاری ہو
دانتون مین دبائے سر دیوار اوٹھائے بندوقونکی آواز سنتی ادھر ادھر سر دھنتی خوف سے ہراسان آئینہ وار حیران
زندگی سے ہاتھہ دھوئی ہوش حواس کھوئی ہوی پر حسرت ارمان اور چپکے چپکے یہ شعر در زبان رند پروردگار
صدمے جو مقسوم مین یہ تھے + لوہے کا اگر تو دل ہوتا بجاے دل ۔ یہان تو یہ حال تھا
وہان **آرام دل** نے ملک داراب مین پہونچکر شہر سے دو کوس ادھر خیمہ ڈالا ملکہ نے شہزادے
سے کہا ہمین صنوبر کی ملاقات کا کمال اشتیاق ہی اگر اجازت ہو تو جائین شہزادے نے کہا
بسم اللہ کیا مضائقہ غرض ملکہ کی سواری تو شہر مین آئی اور شہزادے نے مع سپاہ رزمگاہ
کی طرف گھوڑے کی باگ اوٹھائی شاہ کو پرچہ لگا ملکہ حسن افروز کے آنے سے آگاہ ہوا
فوراً سوار ہوا اور شہزادہ کی تمناے دیدار مین روانہ وہ شاہ ہوا یہان خواصون نے جلدی

اے بانی ظلم و جور و آزار — اے ظالم و قاتل و ستمگار — اے عاشقان زار میرے جانان — اے زخمی غمزۂ حسینان
اے دردِ حسن کی باختہ ہوس — اے عہد شکن خدا فراموش — اے باعث سوز عاشق زار — اے وعدہ خلاف محو دلدار
اے عاشقوں کی ستانے والے — اے دل جو کسی کے جلانیوالے — افسوس کہ تو وہان ہو خرم — یاں ہمکو ہو ہجر کا ترے غم
ہو غنچۂ لب ترا شگفتا — پژمردہ کنول ہوئے میرے دل کا — وعدہ تو کیا تھا جانے جانے — مہندی نہین چھوٹتی جو آتے
ہے اب تو یہ حال او دلارام — روتے ہین سحر سے روز و شام — ہے رات انکو آہ و گریہ زاری — دنکو تڑپ اور بے قراری
لاغر ہین وہ ہجر مین تمھارے — جیتے ہین بس آہ و سہارے — فرقت کے سبب ہے جان عاری — ہے رے بدنکو بیقراری
زلفین تری ہجر مین پریشان — آنکھین ہین تمھارے واسطے ہین گریان — ابرو کا فقط تو ہی ہے مقصود — مژگان ہے مدام خون آلود
ہاتھون نے بڑی جفا اوٹھائی — کسدن ہے کلائی کو کل آئی — کیا حالت جسم ناتوان ہے — جان بس کوئی دم مین اب ہے
یا تک تو جو کچھ گذرتی ہو خیر — پر آگے کچھ اور دیکھیے سیر — گردونکی جفائین اب بتائین — حال دل غمزدہ سنائین
شہزادہ سیاہ فام آیا — دولاکھ سوار ساتھ لایا — آتے ہی لیا ہے شہر کو گھیر — قسمت کا لکھا دونکی ہین پھیر
اندر کوئی دم مین ہو داخل — خلقت کو بنائیگا وہ بسمل — تاراج کریگا ملک دل کو — لیجائیگا مجھ سی مضمحل کو
کیا دیکھین فلک دکھائے افسوس — افسوس ہے ہائے ہائے افسوس — گر زیست ہماری چاہتے ہو — تو مہر خدا یہان تم آؤ
بیتابی دل ستا رہی ہے — جان اب تو لبون پہ آ رہی ہے — ہم زیست سے اپنی اب خفا ہین — کر چور کہ قابل جفا ہین
یہ نامۂ سخن کا قاصد اے — اور جلد جواب اسکا لاوے — نامہ پڑھتے ہی ملکہ کے آنسو گر پڑے بے اختیار دل

بھر آیا خوب روئی اوسی دم شہزادے کو بلایا خط دیا اور فرمایا کہ ہائے عشق کمبخت بھی کیا بڑی بلا ہے جسکے مریض کو کبھی صحت نہین ہجر مین تڑپے دیدار کو ترسے تمام عمر فراق مین ہزار طرح کے صدمے اوٹھائے آخر تمام ہو پھڑک پھڑک کر مر جاے جان سے گذر جاے مگر وصال تا قیامت نہو افسوس جسے دیکھا گور کنارے دیکھا جانبر ہوتے کمتر جان کھوتے اکثر سنا لا **اعلم** یہ عشق وہ ہے کہ پتھر کو دم مین آب کرے ✤ لگاوے دل وہی جسکو خدا خراب کرے ✤ عاشق ازل سے ابد تک وصل سے محروم ہے معشوق باوفا پیدا نہین کوئی والہ و شیدا نہین اگر ایک آدھ ہوا تو اوسکا اعتبار کیا الشاذ کالمعدوم ہے واللہ تبون کے دل مین مہر ذرا نہین یہ بیوفا کیسکے آشنا نہین کوئی مرے یا جیے انھین مطلق پروا نہین وہ جو کبھی عاشق کا غم کھاتے ہین بر سر رحم آتے ہین تو یہ تائید ربانی ہے اوسکی عنایت کا سبب ہے ورنہ کرم انکا ستم ہے لطف انکا عین غضب ہے پھر شہزادے سے کہا کیون صاحب صنوبر تو یہ مصیبت ہو اور تمھین یہ عیش و عشرت ہو واللہ زدولا تنقص **آرام دل** تو بڑے جلساز بشدت دمساز تھے کہنے لگے بھلا بتاؤ تو کیا تدبیر کرین جواب قلم انداز

اوڑھے ہوے چولی کھنچی صاف وشفاف لچکے کا موباف پی جمی گلوری کلہ مین دبی ہاتھون مین
سونے کے کڑے پانون مین تین تین چھڑے گلے مین چنپا کلی دھکدی بازو پر نورتن ناک مین بیسر
کانون مین سادے سادے پتے بالیان ناز سے پانچے اوٹھائے تیوری پر بل ڈالے ناک بھون
چڑھائے بعضی کی حسن وجمال کی تمام لشکر مین دھوم ڈیرے پر عاشقون کا ہجوم جون کنٹھے گلے
مین ڈالے بانڈیان ہاتھون مین سنبھالے نشۂ مردانگی کے متوالے البیلون کی طرح بازار
مین ٹہلتے کوئی جلسے مین بیٹھا طنبل بجاتا کوئی لکھنؤ کی ٹھمری گاتا غرض یہ کہ جنگل مین منگل ہو گیا
آرام دل مع ترقی خواہان وجان نثاران زر بفت کے شامیانے کے نیچے جواہر نگار
کرسی پر بیٹھے سیر وتماشا مین مصروف تھے خیمۂ سلطانی مین ملکہ جہان اپنی خواصون اور سہیلیون
کے ساتھ بیٹھی فضاے صحرا جو صحن فرودگاہ مین واقع تھا ملاحظہ کر رہی تھی یا دوطن مین ہر دم سرد بھر
رہی تھی کہ اس عرصے مین ایک کبوتر بے قرار ومضطر پیاس کے مارے تھر تھراتا پانی کی طرف
جاتا نظر آیا ملکہ کا جی للچایا فرمایا اسے پکڑو خبردار جانے نپائے مگر پانی پی لینے دو جب کبوتر پانی
پیکر نہایا اور پر کھولکر ذرا بازو جھاڑے دو چار خواصین لپکین دوپٹہ ڈالکر پکڑا قمر النسا لائین شہزادے
کو دیا ملکہ نے اوسے ہاتھ مین لیکر پیار کیا طائر تیز بال ہماے فرخندہ خصال فرخ فال کے گلے کی
بال جو ہوا سے اوڑے ایک کاغذ نظر آیا ملکہ نے ٹٹولا پھر جلدی سے کھولا اور پڑھا لکھا تھا



نامہ از صنف

ای جان وجہان جان عالم	ای گلبن بوستان عالم	ای غنچۂ گلشن تمنا	اے بلبل شاخسار زیبا
ای عاشق زار حسن افروز	اے ہمدم ویار حسن افروز	اے نیر برج دلربائی	اے گوہر درج کج ادائی

اور نامہ پہونچنا صنوبر کا بیقرار ہونا آرام دل و لبر کا پھر متوجہ ہونا طرف ملک ارا ب کے شہزادۂ سیاہ فام سے لڑنا اوسکو بھگانا اور شادی کرنا صنوبر سے

پلا ساقیا آب گلنار رنگ ٭ کہ اب ہجر مین ہے بہت حال تنگ ٭ پلا ساغر بادۂ ارغوان ٭ لکھون اک نئے طور کی داستان ٭ میکشان خمخانۂ سخن و تازہ کنندگان داستان کہن رقم کرتے ہین کہ شہزادۂ آرام دل با ہزاران ہزار کرو فر لشکر فیروز اثر شاد کام فائز المرام منزلین طی کرتا چلا جاتا تھا جب سرحد ملک فارس سے نکلا ایک دوسرے ملک مین پہونچا شہر سے سات کوس آگے جاکے ڈیرے ڈالے خیمے ایستادہ ہوے پلٹنین جو آگے تھین لال پردے کے قریب پہونچکر تھم گئین دو رستہ ادھر اودھر جم گئین دری بچھنے لگی سلامی کی توپ دغنے لگی پلٹنون کی پشت پر سوارون نے طمنچے سر کیے سیف نکالکر سلامی دی جب سواری خیمۂ فردوس منزل مین پہونچی پلٹنون کے نشان گڑ گئے سپاہیون نے کمرین کھولین سوار اوترے گھوڑے رسالون مین بندھے توپ خانہ الگ کھڑا ہوا ایک طرف فیلخانہ بنا ایک سمت رکھہ خانہ اور شتر خانہ درست ہوا بیچ سے شامیانون کے نیچے خاصے گھوڑے جدا جدا خیمون مین پانچ کوس تک ادھر پانچ کوس تک اودھر سپاہ بیچ مین شہزادے کی فرودگاہ خاص بردار سراپردۂ شاہی کے گرد حلقہ مارے ہوے اپنے اپنے خیمون مین باعیش و آرام پہرہ چوکی والے ہوشیار سب خبردار ادھر پلٹنین اودھر خاص بردار اودھر توپ خانہ ادھر سوار بیچ مین اردو بازار آراستہ ہوا دوکانین جم گئین کٹورہ بجنے لگا ہر ایک اپنی اپنی دوکان سجنے لگا حلوائی نان بائی کبابی عطار پنساری کنجڑے برف والے خوانچہ والے تنبولی پھول والے کوئی آواز لگاتا ہے ملائی کی برف کے کوئی سناتا ہے حلوا سوہن ہے جاڑے کا کبھی ندا آئی تڑاقا ہے پٹی مین کبھی صدا آئی گلاب جامن ہے مصری کی ڈلیان کوئی بولا لونگ چڑے کباب کسی نے کہا گنٹھے ہین موتیا کے اور دو رستہ جابجا ساقینین عجب آن بان سے کورے کورے مدارے تارے کیے چلمین برابر برابر آگے رکھے ہوے اومین سلفے کا تمکو جما ہوا گڑوا لے پھرتے گلے مین خلتہ ہاتھہ مین حقہ دو چلمین ایک طیار حقے پر دو سہ مین رومال وہ خلتہ کے اندر لشکر کی رنڈیان نوجوان پانو مین زرد مخملی بوٹ گلبدن کا پایجامہ سامر لیٹ کی چوڑی چوڑی گوٹ دیکھنے والون کا جی لوٹ پوٹ لاہی کی انگیا کرتی مصاحہ ٹکا کرتی سر کی پیٹ کھلا اوپر سے دوشالے کی فرد

کی طرح اوٹھنے لگے حشر برپا ہوگیا یہان تو یہ جنگ عظیم ہونے لگی وہان اوس آفت رسیدۂ روزگار یعنے صنوبر بیقرار کے کان مین جو دفعتًا توپ کی آواز آئی وہین دل دھڑکا کہ شاید آرام دل کے آنے کی سلامی دغی طبل جنگ صدا پر دھوکا ہوا کہ یہ وردی بجی جب لوگون کو سراسیمہ دیکھا اور شہزادے سیاہ فام کے آنے کا حال سنا چہرے پر مُردنی چھاگئی جان سینے مین تلملا گئی بقول شخصے موے پر سودرّے سکتا ہوگیا چھت سے آنکھین لگ گئین دیر تک ٹکٹکی بندھی رہی پھر غش آگیا آنکھین بند کرلین لوگ ایک تو پریشان ہو رہے تھے اور بھی بیحواس ہوگئے جلدی جلدی گلاب چھڑکا نخلخہ سونگھایا ہاے خدا خدا کرکے بڑی دیر مین ہوش آیا آہستہ آہستہ بزبان فصیح فرمایا کہ ہاے اے فلک یہ کیا کیا بیٹھے بٹھائے پھر فتنہ اوٹھایا یہ کیسا حشر برپا کیا ارے ظالم ہمتو بے موت مر رہے ہین زندگی کے دن بھر رہے ہین **میر وزیر علی صبا** کس دن شب غم جان کو آفت نہین ہوتی ٭ کس شام سے یان صبح قیامت نہین ہوتی ٭ اب یہ اور آفت اوٹھائی اچھا جو تیری رضا یہ کہکر خاموش ہوگئی روتے روتے پھر بے ہوش ہوگئی اب جاے غور ہے کہ ادھر تو فراق کا زور اودھر اس قرمساق کا شور ہجر کے غم فلک کے جور وستم عزت کا خیال آبرو کا دھیان جن باتون سے تنفر جنکے نام سے ننگ وعار وہی سب بر روے کار اوپر یہ کہ فراق جانان جو ایسی مصیبتون مین پھنسا ہے وہی کچھ خوب جانتا ہے صنوبر کو جو غش سے افاقہ ہوا اور ان نحسین باتون کا تصور بندھا تو ہنسکر کہا لا اعلم غم صیاد و خوف باغبان ہی ٭ دو عدد مین ہمارا آشیان ہے پھر رو کر دعا مانگی کہ الٰہی مین سخت مصیبت مین گرفتار ہون پابند آلام بے مونس و بے یار ہون آجکل ہمپر فلک ستم شعار کی بڑی عنایت ہے کہ ایک مواے تقصیر درپے آزار و اذیت ہے شکر ہے شکایت نہین مگر اب نہ جاے ماندن نہ پاے رفتن سخت ناچار ہون کیا کرون تو مجیب الدعوات تو قاضی الحاجات سواے تیرے اور کس سے کہون صدقہ اپنے عز و جلال کا مجھ ناکام کو اس سیاہ فام موذی پلید سے بچا اور بہ تصدق اپنے حبیب کے مجھ مہجور دور از سرور کو میرے محبوب سے ملا یہ کہکر دل جو بھر آیا خوب روئی پھر قلمدان طلب فرمایا اور با چشم خونبار شہزادۂ فراموش کار بادۂ انبساط کے سرشار کو نامہ لکھا اور کبوتر کے گلے مین باندھکر ملک فارس کی طرف روانہ کیا یہان دل مین طائر غم نے آشیانہ کیا

ورود لشکر فیروز اثر صحراے پرفضا مین کیفیت اردوی معلّے

تو دیکھو کہ بعد مدت کشش محبت سے اگر آئی بھی تو باہر ہی باہر رہے پھر چلے گئے اور ہمین صورت نہ دکھائی ہمارے
دم پر بنی جان پر کیا کیا آفت نہ آئی وہ کہتین بیگم گھبراؤ نہین انشاء اللہ تعالے پھر آئینگے خدا نے چاہا
تو تھوڑے دنون مین یہ غم والم دور ہو جائینگے تو کہتی صبا لاکھہ قربان کوئی جان کرے ✤ بخدا
وہ جو بت کسیکا ہو ✤ صاحبو ایک مرتبہ آنے کا وعدہ تھا وہ اونھون نے وفا کیا اب بھلا کیون
آنے لگے ایک بیچاری مجھہ غریب مصیبت زدہ کے واسطے مصائبات سفر کیون اوٹھانے لگے
ذوق لبون پر جان عبث ہے منتظر وہ شوخ کب آیا ✤ اگر جیلم کو بھی آیا تو ہم جانینگے اب آیا ✤
دلربا جب شہزادی کی بے اعتنائی اور بے پروائی کا خیال کرتی تو کہتی کہ ہے ہے لوگو خدا کی
قسم سچ ہے ایسی بے دید جورو کے مرید بھی دنیا مین کم ہونگے صنوبر جواب دیتی **جرأت** آہ کیونکر
نہ جدا تجھسے وہ پیارا ہوتا ✤ وہ نہین ہم ہین کہ وہ جس سے ہمارا ہوتا ✤ یہان تو شب و روز سوز عشق
مین جلنا شمع سان پگھلنا رات دن آہ وزاری ترقیون پر بیقراری تھی وہان فلک ستم شعار درپے
آزار تھا اپنی گھات مین لیل ونہار تھا یعنی شہزادہ سیاہ فام جو فرار ہو گیا تھا جسکا باپ فی النار
ہو گیا تھا چند روز مین دو لاکھہ سوار ساتھہ لیکر چڑھہ دوڑا اور یہ ارادہ کیا کہ یکایک شہر مین جا پڑے
جو مقابل آئے اوس سے لڑے پھر محل مین گھسکر بادشاہ زادی باغی فساد کو گرفتار کیجیے اور بادشاہ کو
بھی سزا دیجیے یہان تو ایک دفعہ دھوکا کھا چکے تھے بڑی زک اوٹھا چکے تھے وزیر باتدبیر پہلے سے
ہوشیار تھا ہر طرف سے خبردار تھا جا بجا گڑھون پہاڑون اور ٹیکرون پر مورچے لگا رکھے تھے بلا مت
کوچہ کھدوا رکھے تھے قلعۂ فلک شکوہ کے برجون پر توپین چڑھا رکھی تھین کمند کی حفاظت کے لیے فصیل
کے کنگرون پر نولادی میخین جڑوا رکھی تھین فوج نہایت آراستہ ہر طرح کی حرب وضرب سے پیراستہ تھی
شب کو تین چار کوس تک روند گشت کرتی تھی طلایا پھرتا تھا جو اکیلا دوکیلا آدھی رات پچھلے پہر سے
روندوالون کو ملجاتا بے اجازت جانے نپاتا غرض کمال بندوبست تھا کسی کو کسی طرح کا کھٹکا نہ تھا
ہر ایک الست تھا وہ ملعون جو باگین اوٹھائے آیا آگے نہ بڑھنے پایا شہر سے سات کوس پر مورچہ
تھا فوج نے وہین روکا گولہ انداز نے گولا مارکے وہین لوکا بادشاہ کو خبر ہوئی تمام شہر مین مشتہر ہوئی
وزیر پچاس ہزار پیدل اور ساٹھہ ہزار سوار لیکر لپکا آتے ہی میدان مین فوج کو جمایا دس پلٹنین
یمین اور دس یسار آگے توپخانہ پشت پر سوار پانچ چار پلٹنین سلامت کوچے مین لٹاوین دس پانچ
پیچھے مدد کے واسطے رکھین پھر تو وہ جم کے لڑائی ہوئی کہ گاؤ زمین کے پانون اوکھڑ گئے آسمان کے
کنگرے جھڑ گئے زمین ہل گئی اذا زلزلت الارض زلزالہا کا نقشہ ہو گیا دھوین کے بادل سے بندوقون کی

لگے پنجۂ غم کا دل پر خراش	ہر اک بات پر ہو دل پاش پاش	ہر اک فقرے مین ہے اک نوک جھوک
ہر اک قافیہ جیسے برچھی کی نوک	دکھاؤن غم آباد کی کیفیت	لکھون ایک ناشاد کی کیفیت

غمکشان الم دوست بیماران استخوان دپوست نوحہ گران برشتہ دل روے راحت نادیدہ نقشہ بیکران نیم بسمل شبہا تا آرمیدہ حال خراب اوس جگر کباب خستہ و بیتاب صورت سیماب زاویہ نشین کلبۂ رنج و محن ہمدوش شام غربی روے نادیدۂ صبح وطن خونین جگر چراغ سحر یعنے مفنور بے بال و پر کا یون رقم کرتے ہین کہ فراق شہزادہ بیوفا ناآشنا بانی صد جور و ستم یعنے شہزادۂ آرام دل مہر شیم اور یورش فوج غم و الم سے کچھہ عجب حال ہوگیا کہ گل سا بدن سوکھا ہوا کانٹا آنکھون مین حلقے سنبل زلف پریشان صورت آئینۂ حیران سر و قد بار غم سے سرنگون بالکل پوست و استخوان رنگین نمودار الگ الگ تار تار غیرت مجنون رنگ محل مین اوسی پلنگ پر جہان آرام دل سے ملاقات ہوئی تھی منہ لپیٹے ناکام با درد و آلام لیٹی ہوئی سینہ ناوک غم سے فگار سینے مین دل بے قرار لب خشک چہرہ زعفرانی ہر دم آہ سرد دل مین سوز نہانی ہاتھہ پانؤن ٹھنڈے کلیجے مین درد آنکھین نیم باز آنسو رواں عشق کی طرف سے نازادھر سے نیاز لب جان پرارمان اور بصد حسرت و یاس یہ مطلع درد زبان رند زیست کے دن اپنے پورے کر چکے ✤ تکتے تکتے راہ تیری مر چکے ✤ ہر دم فراق کا زور نالون کا شور جوش جنون دل خون چشم گریان صدمہ فرقت وصل کا ارمان نہ جیے رہنے کا مقام نہ کچھہ کہنے کا ہنگام اس حال مین جو دل بے قرار ستاتا تو بے اختیار یہ شعر لب پر آتا **جرات** اوسکو جاتا تھا لو کیون موت نہ آئی اللہ ✤ ایسی رسوائی کا جینا ہمین درکار نتھا ✤ الٰہی یہ پہاڑسی رات کیونکر کٹے گی ہاے کیا کرون یہ بھاری سل چھاتی پر سے کب ہٹے گی **ذوق** مجکو ہر شب ہجر کی ہونے لگی جیون روز حشر ✤ مجھے یہ کسدن کے بدلے آسمان لینے لگا ✤ خواصین مغلانیان سہیلیان سب کہتین کہ بیگم خدا کو یاد کرو امید وصل سے دل شاد کرو رنج والم کی بھی انتہا ہوتی ہے ذرا گل و گلزار کی سیر سے جی بہلاؤ کہ دل کو تقویت ہو جسم مین توانائی آئے تو اون کو جواب دیتی **جرات** آرام ہو چکا مرے جسم نزار کو ✤ رکھے خدا جہان مین دل بے قرار کو ✤ صبا شور جسکا ہے وہ ہے عشق جنون نا دل مین ✤ بدھ گیا ہے تمکین حسن کا سودا دل مین ✤ کون سی شب نہین رہتا ہے خیال گیسو ✤ یہ وہ طائر ہے کہ لیتا ہے بسیرا دل مین ✤ جلوۂ عشق بنا گوش صنم دیکھو تو ✤ اوتر آیا ہے عجب عرش کا تارا دل مین ✤ کس طرح آگے خوشی گرد پھٹکنے پائے ✤ فوج اندوہ کا رہتا ہے طلایا دل مین ✤ اے صبا جسکے لیے ہون مین پریشان خاطر ✤ چاہتا ہے مجھے وہ گیسوون والا دل مین ✤ شومی قسمت اور گردش گردون دون ہے

بگڑ جاتے ہر جھونکے کے ساتھ دو چار جڑ پیڑ سے اوکھڑ جاتے باد صرصر کے زور سے ٹوٹے پھٹے ہوے پتون سے مہر لبریز کنوئین پٹے ہوے بجاے بلبل زاغ زیب گلشن قمری کی جگہ بوم شوم کا مسکن موتی محل ویران نہ فرش نہ وہ تکلف نہ وہ زیبایش نہ وہ سامان جابجا جانورون کے گھونسلے آشیانے کوؤن کی بیٹ خس وخاشاک کے ڈھیر کہین کنکر کہین پتھر کہین اینٹ یہ سیر دیکھکر حضرت ظل سبحانی عالم سکوت مین ششدر وحیران تھے ہو الغفور الودود ذی العرش المجید فعال لما یرید کہتے تھے اور گریان تھے سبحان اللہ جہان گذران سراے فانی کچھ عجب مقام ہے جسے دیکھو با درد و آلام ہے آیندہ روند کا تانتا ہے ہر ایک سے رشتہ ہی ناتا ہی مگر ثبات بجز ذات پروردگار نہین ع یکے ہمیرود و دیگرے ہمے آید ٭ کسیکو اس دہر ناپایدار مین قرار نہین جو لوگ فنا فی اللہ ہین اونکی تو کیا کہتے نہین تو وہان سے شوق دیدار مین آتے ہین آب سرد نان گرم سایۂ دیوار شاہد گلعذار باغ وبہار جہان کی نعمتون کے فرے اوٹھاتے ہین حب وطن یاد آتا ہے ع حب وطن از ملک سلیمان خوشتر ٭ کہتے ہوے اعمال نیک یا بد ساتھ لیکر چلے جاتے ہین رشتۂ الفت ہر ایک سے توڑ جاتے ہین سکبور وتا چھوڑ جاتے ہین سید محمد خان رند کیے ہین خوب سے نظارے باغ ہستی کے ٭ جہان کو بس مرے پروردگار دیکھ چکے ٭ ہوے سفید وسیاہ جہان سے واقف ٭ بہت سی گردش لیل ونہار دیکھ چکے ٭ القصہ آرام دل باین جاہ وحشم ملک فارس سے سوے وطن روانہ ہوا یہ قصہ زبان زد انام ہوا اور ہر ملک ودیار مین ان باتون کا فسانہ ہوا ہر روز کوچ در کوچ

مقام در مقام یونہین منزلین طے کرتے چلے

تھوڑا حال اوس رنجور دور از سرور عاشق صادق ہدف ناوک غم مجروح سنان الم بے یار وغمگسار یعنی صنوبر عاشق زار کا پھر شہزادۂ سیاہ فام کا آنا فتنۂ خوابیدہ جگانا صنوبر کا گھبرانا پھر نامہ لکھکر آرام دل کو طلب فرمانا

پلا ساقیا ساغر لالہ فام	کوئی دم تو دل ہو مرا شاد کام	لکھی اب تلک عیش کی واردات
مگر ختم پائی نہ وہ غم کی بات	خوشی کا رہا ہر طرح نغمہ سنج	نہ لکھا مگر تو نے انجام رنج
نظر دلفگاروں پہ اصلا نہ کی	جلا دل مرا تو نے پروا نہ کی	وہ ساغر بلا پر زنج والم
کہ اک غم ہو کیا لکھون مین بھی غم	وہ فقرے جو دل مین کھٹکنے لگین	جسے سنکے عاشق بلکنے لگین

سے خلقت کا چھوٹنا تمام عالم کی گریہ وزاری ہر صغیر وکبیر نہ بیقراری کا عالم طاری یہ کیفیت جو نظر
آئی مہر منور چرخ چہارم پر مضطر ہو کر بنظر عبرت تماشا دیکھنے نکلا فلک ستم شعار کہ اس سیر کو بچشم انجم نگران
تھا اوس نے بھی نہ دیکھا گیا گھبرا کر آنکھین بند کرلین چاند کی رنگت فق ہوگئی منہ پر ہوائیان اوڑنے لگین
آخر مہتاب نے اسی غم مین گھلا گھلا کے آپ کو ہلاک کیا سحر نے اپنا گریبان چاک کیا سبزے کے
دل مین غم کی برچھی لگی بے اختیار شبنم کے آنسو ٹپک پڑے درخت حیرت سے کف افسوس ملتے تھے
کھڑے پہاڑ مین شیر نے اللہ ہو کا نعرہ مارا مرغ سحر اللہ اکبر پکارا ہر جانور خدا کی یاد کرنے لگا ہوا لباقی
کا دم بھرنے لگا شہزادے کی فرقت مین در و دیوار چرند پرند انسان حیوان سبکو رقت دشت کو
وحشت آسمان کو حیرت صحرا جنگل کوہ سنسان بیابان ہو کا مکان عجب عالم نظر آیا سنگدلون کا
بھی دل بھر آیا روتے روتے لوگون کی ہچکی بندھ گئی کلیجے بھر آگئے ہزارون کو غش آگئے سیل اشک
آنکھون سے جاری تھا بیخودی کا عالم طاری تھا آخری دیدار تھا لوگ بار بار حسرت کی نگاہون سے
دیکھتے تھے زار زار روتے تھے اور یہ کہتے تھے رندہ مژدہ اے گردون برآیا تیرے دل کا مدعا +
شہر سے آباد آتا ہے نظر ویرانہ آج + سواری جب دور نکل گئی لوگ ناچار بادل داغدار وجگر فگار
اپنے اپنے گھر آئے مگر کہان کی بھوک کہان کی پیاس سب کا جی بے چین چہرہ اودا اس شہر اوجاڑ
مکان پہاڑ ویران بازار گل وگلزار بدتر از خارہ نظر آنے لگا سب کا دم گھبرانے لگا بادشاہ خلقت
کی بیقراری زن ومرد کی آہ وزاری دیکھتے تھے اور بھی صدمہ دلپر ہوتا تھا قصہ کوتاہ جب سواری دور لائے
پہونچی اور خزانہ توپخانہ سیگزین اردوے معلے خیمہ ڈیرہ جاچکا بادشاہ باچشم اشکبار محل مین تشریف
وہان دیکھا تو سبھون کی روتے روتے بُری حالت بیگم صاحب کو غشی کی ذوبت گھبرا کر جی بہلانے کے
لیے باغ حیات بخش مین تشریف لائے وہان عجیب رنگ نظر آئے روش پتری بگڑی ہوئی سبزہ
پامال تمام باغ مین پت جھڑ درختون کا بُرا حال سرو مین بل شمشاد مین خم لالہ داغ بردل نرگس چشم پُرنم
گلاب کے درخت مین پھول کیسا کلیون پتے نام کو نہین سوکھا ہوا کانٹا موتیا بے آب چنبیلی کی ٹٹی خراب
بنفشہ پژمردہ ریحان بیجان سوسن خاموش سنبل پریشان نہر خشک بے آب مچھلیان زبان نکالے
ہوے بیتاب انگور مثل دل عاشقان مرجھائے زعفران کے تختہ کی طرف دیکھو تو بے اختیار رونا
آئے نہ وہ باغ نہ وہ بہار نہ وہ گل نہ وہ خار نہ بلبل کے چہچہے نہ وہ درخت سرسبز لہلہے نہ قمری کی
گوگو نہ کوئل کی تو تو نہ مور کا شور نہ ساونون کی گھٹا گھنگھور نہ نسیم نہ صبا نہ کہین صیاد کا نام نہ گلچین کا
پتا نہ سبزہ نہ صحرا نہ کیفیت گلزار نہ موسم خزان نہ فصل بہار جب آندھی کا جھونکا آتا درختون کے ہوش

بلکہ اس سے بہتر اندر گنگا جمنی چلمنین باہر کارچوبی پردے مخملی فرش اوسپر مسند تکیہ لگا دیوار گیرون
پر چھوٹے چھوٹے دو الماسی کنول روشن عماری مین موتی محل کا جوبن ملکہ والدین کی مفارقت
عزیز و اقارب کی مہاجرت مین فرط آلام سے خاموش سرنگون دل مین ہزارون وسواس مگر راضی
برضاے ایزد بیچون قمر النسا دل بہلانے کی باتون مین سیر و تماشے کے حرف و حکایاتون
مین مصروف ان دونون ہاتھیون کے گرد ہزارون غلام سیمبر زرین کمر بے انتہا خواجہ سرا الماس
فیروز بسنت یہ اونکے افسرون کا پتا جھرمٹ مارے ہوے لال سبز توغین ہاتھون مین لیے
ہوے لالٹینین بلوری روشن کیے ہوے سواری جو اسد برج کے نیچے پہونچی شہزادے نے
جلدی سے پیچوان الگ کیا اور ہاتھی پر کھڑے ہوکر شاہ کو آخری مجرا کیا بادشاہ کی آنکھون سے
آنسو گر پڑے منہ پھیر لیا وزرا امرا زار زار رونے لگے رومال آنسوؤن سے بھگونے لگے اوس
وقت سقون کی گلابپاشی صبا کی جانفزا شی خوشبو کا لہکنا دشت کا مہکنا صبح کا جھٹ پٹا وقت
نسیم سحر کا فرفر چلنا شمعون اور مشعلون کا جھلملا جھلملا کے جلنا سورج کی کرن کا پھوٹنا شہزادے



پائونون مین بنارسی دھوتی پگڑی پر داڑھی باندھنے کے رومال کی گرہ لگی ہوئی ایک ایک لپیٹ
خوردنو کا جوتا پائونون مین جیسے لکھنؤ کے جوہری یا متھرا کے سیٹھ مقیش کی باگ ڈور مین کندھون پر
گنگا جمنی ڈنڈیون کی چوڑیان ہاتھون مین پھر پلٹنین اکبری حسینی اخترى نادری اونکے پیچھے پچھیرا پلٹن
اوسپر عجب جوبن بارہ بارہ برس کے جوان رشک غلمان لکھنؤ کے بوٹ پائونون مین چوڑی دار
پائجامے سرخ اطلس کے انگرکھے سیلے کرسے بندھے گلنار مندیل کی بتیان کرن کے طرے چھوٹے
چھوٹے ٹیمچے اور کتیان پیچک کی جوڑیان کمر مین ہلکے ہلکے رفل کندھون پر ساز و سلینگڑے درست
انتہا کے چالاک و چست باجا بجاتے برابر قدم اوٹھاتے زنبور کی صدا قرنا کی ادادف کی آواز
گھنگھرو بانسلی کی دھن جھانجھ کا شور خلقت بھی کیفیت دیکھ رہی تھی کہ نقیب اور چوبدارونکی آواز
کانون مین آئی اونھون نے آواز لگائی کرو مجرا شہزادۂ عالم پناہ سلامت پھر ایک غول انمودار
ہوا سواری قریب پہونچی ہر شخص بے قرار ہوا دیکھا دس بارہ ہزار خاص بردار خاصیان کندھے
پر اونکے غلاف کاشانی مخمل کے گردپوش صاف صاف ململ کے پایجامے اطلس کی چکنین
زربفت کے شالی پٹکے سر پر باندھنو کا چیرہ بیش قیمت مندیل نما پیچھے آرام دل عماری دار
ہاتھی پر سوار خواصی مین محمود وفادار ہاتھی فلک شکوہ پر تمکین باعظمت و شان سب ہاتھیون سے
دونا لاکھہ دو لاکھہ مین ایک رنگا رنگا یا وضعدار خرطوم سے تا بہ مستک شنگرف گلنار دہنے بائین دو
برچھی والے ہاتھون مین بھالے سنبھالے دانتو پر سونے کے جڑاؤ مہالے مستک پر فولادی سپر
اوسپر گلنی گلے مین طلائی ہیکل کانون مین بالیان اون مین موتیون کے مالے ناظرین کے
جی بے چین کرنے والے سلطانی بانات کی جھول تخمیناً دس گز کا عرض پندرہ گز کا طول کارچوبی
بہت سنگین کام سلمے ستارے سے مغرق تمام سرخ ریشم کا رشتہ جواہر نگار عماری جواہرات مین جڑی
ہوئی ساری فوجدار خان خوشرو جوان بجاے فیلبان دہنے ہاتھہ مین جواہر نگار کجیاک بائین ہاتھہ
مین پیچوان مستک پر رکھے ہوے آسن دبائے مہرہ اوٹھائے ہاتھی کے خرطوم مین چنور دم بدم
ناز و ادا سے شہزادے پر ہلاتا معشوقانہ جوبن دکھاتا آرام دل کے برابر ذرا ایک قدم پیچھے
ہٹ کر ملکہ حسن افروز پردہ دار عماری مین فیل خوشخرام پر سوار مصاحبت مین قمر النسا پری پیکر
حور کردار اوسکے پیچھے پندرہ ہزار ہاتھی ہودج اور عماری کا خاص شہزادے کی سواری کا اونکے
بعد کئی سو رتھون مین مامائین اصیلین مغلانیان خواصین پیش خدمتین سوار ملکہ کے ہاتھی پر
خواجہ سرا فیلبان ہاتھی کی وہی شوکت وہی شان عماری طیاری مین اوسی عماری کے برابر

سلسلہ بچھیرا پلٹن نام فوج سپاہیان نوجوان ۱۲

پانچ کوس تک دورستہ آدمیون کی بڑی کثرت تھی کوٹھون اور برآمدون پر بھی یہی کیفیت تھی شہزادہ رخصت ہونے لگا بادشاہ نے روکر آرام دل کو گلے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا پھر بازو پکڑکے سورۂ فاتحہ پڑھی اور یہ کہکر رخصت فرمایا مولانا نظامی سپردم بہ تو مایۂ خویش را ✤ تو دانی حساب کم و بیش را ✤ جب شہزادہ سوار ہوا تو میخانہ سر ہوا شاہ ثریا جاہ اسد برج مین تشریف لے گئے اور وہان سے سواری کا جلوس دیکھنے لگے پہلے دو لاکھ سوار زرق برق دریائے آہن مین غرق نوجوان گھوڑے وہ کہ جسپر ابلق لیل و نہار نثار پانون مین موزے کتان کے پائجامے حریر کی قبائین اوسپر زرہ سر پر خود ہاتھون مین داستانے پشت پر گینڈے کی ڈھال بے مثال کمر مین بندی کی کٹار آبدار ڈاب مین تلوار قبور طپنچے کی جوڑی بندوق چقماق کندھے پر برچھا ہاتھ مین ہر جوان کی تیکھی چتون نوک جھوک بات بات مین طرق کے طرق پرے کے پرے گھوڑے کڑکاتے لوگون کو پھڑکاتے کنوتیان ملائے باگین اوٹھائے دریائے فوج مین سے موج کی طرح نکل گئے پھر آگے دتیل ہاتھی پر علم ظفر پیکر پیچھے لکھنے پر چھتر بعد اوسکے ماہی مراتب سورج مکھی شیر دہان اب سواری کا سامان شروع ہوا ہر شخص دیکھنے کو رجوع ہوا ہزار بارہ سو سانڈنی جنکے شان مین فرماتا ہے والے الابل کیف خلقت بغدادی دکھنی مارواڑی دو دو سو کوس کے دھاوے کی مقیش کی باگین طلائی مہارین گلے مین سونے کے گھنگرو صندل کی کاٹھی کمخواب کی جھولین اونپر پندرہ پندرہ برس کے جوان سوار بناتی پائجامے سرخ کرتی جینی بتی پشت پر سپر ترکش مین تیر پرتلے مین تلوار دوش پر کمان کم سن خوب صورت نوجوان ہاتھ مین کوڑا مہارین کھینچے مہرے کاٹھی سے ملائے طاؤس کا جوبن دکھائے اور دو ہزار پچھیرا ناکند ناپ کا پورا جنکی تعریف خالق کونین نے فرمائی ہے والعادیات ضبحا کہکر قسم کھائی ہے اوسمین دو سو دریائی باقی سب عراقی ترکی عربی ایرانی کابلی کچھی خراسانی ختائی دکھنی کاٹھیاوار کامدانی گردنیان گردمونیون کی جھالر مقیش کی چوٹیان مخملی کارچوبی گدے لیس کے فراخی قائزہ کھنچی کلیل کرتے ہاتھی کی آواز سے ڈرتے اور سات سو خاصہ کوتل بانات چارجامے کارچوبی زین پوش اوسپر کوتل کش سونے کی رکابین کمخواب کے تنگ پر زردوشالون کے زیربند طلائی کلغی جواہر نگار پوزی دمچی گردنون مین یاقوت کے اسکے سونے کے توڑے گلے مین ہیکل پانون مین جھانجھین پٹھون پر موتیون کی پاکھر رنگین دم دو دو انگل پرنالے پڑے طیاری سے دم سم سائیسون کے ہاتھون پر اوڑجانے کی گھاتون پر معشوقون کی طرح پھڑکتے توپ کی آواز سے بھڑکتے سائیسون کے ہاتھون مین سونے کے موٹے موٹے کڑے کانون مین سونے کے مرکیان سر پر گلناری پگڑی گلے مین اطلس کی مرزائی

بیان جلوس سواری اور بخدم و حشم روانہ ہونا

چل اے تو سن خامہ فرخندہ گام ٭ کہ سامان شادی ہوا سب تمام ٭ برآیا مرے دل کا سب
مدعا ٭ جو کچھ چاہتا تھا وہ حاصل ہوا ٭ مگر اب ذرا حال رخصت لکھون ٭ بہار خزان سیر غربت
لکھون ٭ سیاحان دشت پیمادرہ نوردان آبلہ پا احوال رخصت شہزادہ آرام دل مہر سیما
یون لکھتے ہین کہ ایک شب شہزادے نے چھپر کھٹ مین لیٹے لیٹے ملکہ سے کچھ اشتیاق ملازمت
والدین کا اپنے ظاہر کیا اوس رضا جو کو تو خوشی خاطر اپنے محبوب کی بدل منظور تھی فی الفور جواب دیا
کہ **نسیم لکھنوی** چلیے گا تو ساتھ ہین بلا عذر ٭ رہیے گا تو بندگی مین کیا عذر ٭ شہزادے کی تو
یہی آرزو تھی صبحدم آتے ہی شاہ سے اپنا حال عرض کیا **نسیم لکھنوی** دعوی نہین کچھ دیے ہوے
پر ٭ قائم رہیے کیے ہوے پر ٭ لازم جو ہوا وسمین کد نہ کیجے ٭ سائل کا سوال رد نہ کیجے ٭ بادشاہ
یہ سنتے ہی گھبرائے فرمانے لگے کہ ملک حکومت فوج سلطنت خزانہ سب کچھ موجود ہے پھر حضت
چہ معنی دارد بسم اللہ حکمرانی کرو مین ایک اولاد کے سوا دوسرا فرزند نہین رکھتا جو بعد میرے وارث
تاج و تخت ہو پھر کیا سبب جو ایسا کلمہ زبان پر لائے ہو ناحق بیٹھے بٹھائے مصائبات سفر اوٹھائے
ہو شہزادے نے دست بستہ عرض کی کہ قبلۂ عالم منصفی شرط ہے حضور کی سلطنت سے کمترین
کو کچھ کام نہین مگر حضور اپنے اوپر ہی قیاس فرمائین کہ آپ کو جب مفارقت اپنے فرزند کی ایک
لحظہ گوارا نہین تو وے بر حال میرے والدین کے کہ ایک مدت دراز سے مجھ نالائق کی تمنائے
دیدار مین مضطر اور بیتاب ہونگے لوگ بیچارے میری تلاش اور جستجو مین خراب ہونگے بادشاہ نے
فرمایا اچھا ایک برس اور توقف کرو پھر رخصت کرونگا شہزادے نے عرض کی حضرت اب تو ایک
ایک ساعت ایک سال کے برابر ہے میرے حال پر رحم فرمائیے رخصت کیجیے اگر میری
خوشی مدنظر ہے غرض بادشاہ نے ہر چند سمجھایا بہلایا راہون کا نشیب و فراز سنایا مگر وہ کب
سنتا تھا **نسیم لکھنوی** دو دل جو ہون چاہنے پہ راضی ٭ یہ جان نے کیا کرے گا قاضی ٭
ناچار بادشاہ کو سوائے رخصت اور کچھ بن نہ آیا وزیر اعظم سے واسطے طیاری سامان سفر کے
ارشاد فرمایا تاریخ ٹھہری دن مقرر ہوا جبراً قہراً مہینہ بھر اور رکھا جب مہینہ گذر گیا بموجب حکم بارک اللہ
یوم السبت و الخمیس جمعرات کے دن آدھی رات رہے سے کوچ کی طیاری ہوئی اوس شب
لوگون کو نیند نہ آئی پہر رات رہے سے زن و مرد لڑکے بوڑھے جوان کا ہجوم ہوا ہر شخص سواری
کا جلوس دیکھنے چلا **میر حسن** یہ خالق کی تھی قدرت کاملہ ٭ تماشے کو نکلی زن حاملہ ٭

لگے پہلے کھیر کھلائی پھر گلبازی ہوئی قدرت حق کی کارسازی ہوئی دولھا نے دولھن گلبدن
کی طرف پھول پھینکے لوگون نے دولھن کے ہاتھ سے وہی پھول بآہستگی دولھا کی گود مین رکھدیے
قطعہ گلبن اوس طرف گل افشان ہوا اور اس طرف کو تو + پھول چن چن کے مجھے زور سے مارے
تک تک + اور جبھی مین بھی کوئی پھول تفنن کے لیے + پھینکون دانستہ خود اتنا کہ نہ پہونچے تجھہ تک +
پھر آہستہ سے دولھا نے پھولون کی چھڑی دولھن کو ماری قمرالنسا نے دولھن کے ہاتھ سے دولھا
کو زور سے چھڑیان لگائین اب کہان تک شرح کرون طول دون خلاصہ یہ کہ سب رسمین عمل مین
آئین جب دولھا دولھن چوتھی کھیل چکے دولھن کو لوگون نے چھپر کھٹ مین پہونچایا رنڈیون نے حشر
مچایا دولھا پر چارون طرف سے چھڑیون کی مار اخروٹ اور بادامون کی بوچھار پڑنے لگی کسی کمبخت نے
سیب اس زور سے کھینچ کر مارا کہ دولھا کے لگتے ہی پاش پاش ہوگیا کسی بیدرد نے بیگن کھینچا
کسی خام پارہ نے چھوارا کھینچ کر مارا کسی نے پیتے وقت باجی کو پکارا شہزادے نے بھی جس سہیلی
نکیلی مست سرشار صورت دار رنڈی پر تاک کر انگور کا خوشہ مارا وہ آنکھہ کے گوشے مین لگا آہ
کرکے بیٹھہ گئی سب نشاہرن ہوا جسکو کچی شکر قند ہاتھہ مین لیکر دکھائی اوسنے فوراً اپنی صورت
پردے مین چھپائی جب لگائی پردہ توڑکر جسکے لگی اوہ کرکے اوچھل پڑی چلائی نارنگی جب
پھینکی چھاتی کے سوا اور کہین نہ لگی کیلا جب مارا پنجے ہی کا دھڑ تاک کے مارا انار جب پھینکا جب
چہرے پر جسکے لگا کھل گیا دانون کے ساتھہ دو ایک دانت بھی جھڑ گئے پانچ چار اوکھڑ گئے
ایسی چوتھی کھیلی وہ مار دھاڑ کی کہ تین پانچ بھول گئے شیشے شدر رہ گئے خوشی کی بات تھی ایسکے
سب سہگئے جب چوتھی کھیل چکے سب ہنگامہ موقوف ہوا شہزادہ خوابگاہ مین تشریف لایا پھر وہی
عیش کا سامان تمام ہوا وصل کا سر انجام ہوا اوس رات نے عجب لطف دکھائے دونون طرف
دل کھلے ہوے حیا و شرم کا نام نہین کسیکو کسی طرح کا رنج و آلام نہین دلون کو سو سو طرح کے مزے
آئے ہر روز اسی طرح باعیش و نشاط ساغر تمنائے وصال سے معمور ہوتا دل بادۂ سرور سے
مسرور ہوتا شہزادے کو دن عید اور رات شب برات تھی وصل جانان ایام گذشتہ کی مکافات
تھی صبح و شام بادۂ نشاط سے سرشار عیش و نشاط مدام نہ ہجر سے کچھہ مطلب نہ فراق سے
کچھہ کام تھا نہ بیم فلک کینہ ور نہ خوف گردش ایام تھا

عزم آرام دل سوے وطن رخصت ہونا شاہ سے

آرام دل نے موقع پاکر بکمال منت و سماجت عرض حال کیا اور فرمایا صبا اس گھڑی ٹالیے نہ باتون پر ٭ اس سے کیا اسے حضور ہوتا ہے ٭ ملکہ نے کہا اجی دیکھو تمھین خدا کی قسم یہ کیا کرتے ہو واہ کیسکی جان جائے یارہے مگر تم انھین باتون پر مرتے ہو صفیر آج سڑبن تمھین زیادہ ہے ٭ دیکھو دیکھو یہ کیا ارادہ ہے ٭ آخر کار بصد تکرار شہزادے نے دست دراز بڑھایا بڑی گھاتون سے دم دلاسے کی باتون سے اوس گل کو داؤن پر چڑھایا لا اعلم

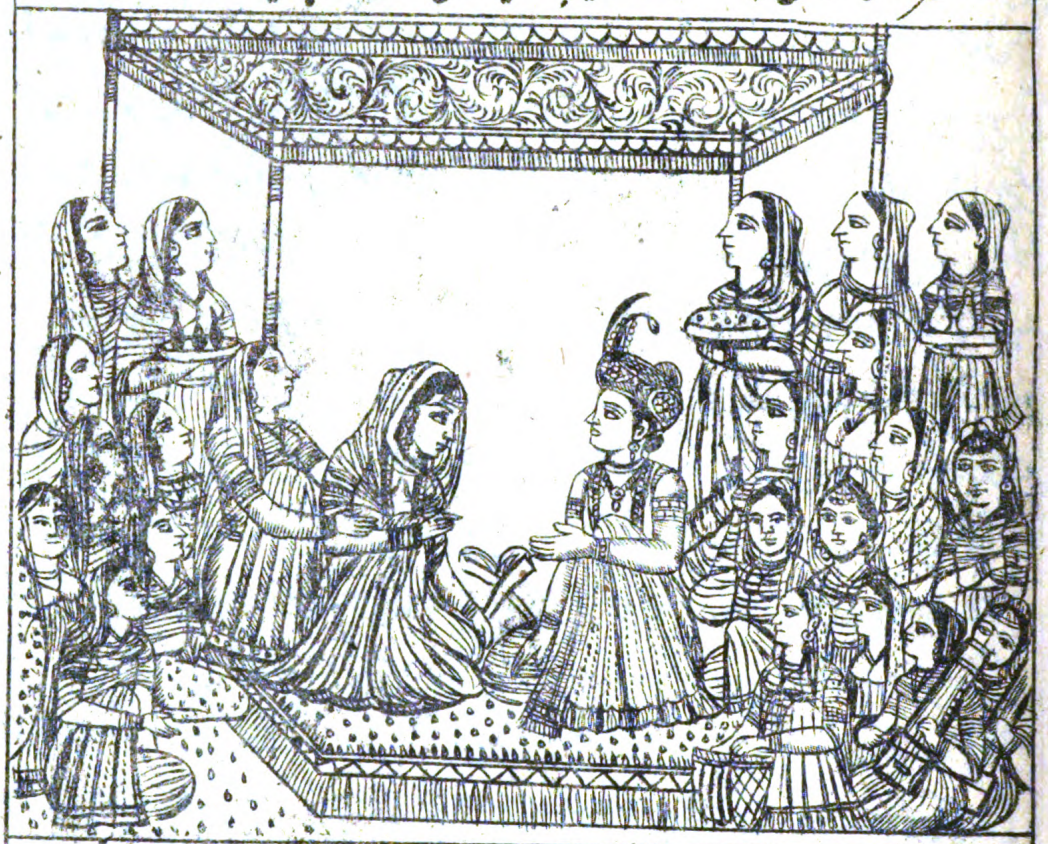
وصل کی شب کو صنم سے ہمین موقع یہ ملا	دور اغیار ہوے عیش کا سامان ہوا
نازک اندامی سے اوس شوخ کا کچھ بس نہ چلا	چاہتا تھا وہ بہت پر نہ ہوا مجھے جدا
غنچۂ خاطر ناشاد کھلا آخر کار	بعد مدت کے خزان دور ہوئی آئی بہار

جب دل سے دل ملا غنچۂ یاسمین کھلا دشمن کمبخت کا پردہ فاش ہوا آخر پاش پاش ہوا داماں سرو گلعذار ہوا وہ خنداں یہ اشکبار ہوا ملکہ کو غش آگیا تھا جب ذرا ہوش آیا تو فرمایا مثنوی آپ کا سارا پیار دیکھ لیا ٭ خوب حیران محجوب تمنے کیا ٭ آبرو آپ کی مزید ہوئی ٭ خون بہا میرا تمکو عید ہوئی ٭ خوب کی مجھ سے واہ واصاحب ٭ اجی شاباش مرحبا صاحب ٭ غرض صبحدم نسیم لکھنوی جب اوڑھی عروس مہ نے چادر ٭ نکلا پردے سے شاہ خاور ٭ ثابت جو وہ شب کو تھے ستارے ٭ خورشید نکلتے ہی سدھارے ٭ یعنے آرام گہ سے دلخواہ ٭ نکلے دولھا دولھن سحرگاہ ٭ ایک سرخرو دوسرا زرد دونون آنکھین ملتے اوٹھے ایک دوسرے کو حیرت سے تکتا تھا ادھر حیا سے بری حالت تھی اودھر سے اسے سکتا تھا جب شہزادہ حمام مین داخل ہوا ہمنشینین جو رات کو تاکتی پردون کو پھاڑ پھاڑ کے جھانکتی تھین ملکہ کے پاس آئین رات کی باتین ایما اور اشارے مین زبان پر لائین قمر النسا نے کہا بیگم تمھین میری جان کی قسم سچ کہنا رات شہزادے کو کے جوتیان لگائین ملکہ پتے کی سنکر شرم سے سر اوپر نہین اوٹھاتی تھی بحر خجالت مین ڈوبی جاتی تھی وہان شہزادہ نہا دھوکے پاک صاف ہوکے دربار مین گیا یہان دولھن کو خواصون نے نہلایا دوشالے عروسی اور زیور پر تکلف سے آراستہ کیا چوتھی کا جوڑا پہنایا دربار برخاست ہوا دولھا محل مین تشریف لایا دولھن کے ساتھ خاصہ نوش فرمایا جب شام ہوئی چوتھی کی طیاری ہوئی صدہا من ترکاری ہر قسم کی اور منون میوہ سب طرح کا طلائی خوان اور جڑاؤ کشتیون مین بھرا ہوا خوانون پر گنگا جمنی سیلیون کے کھانچے کشتیون پر کاشانی مخمل کا رچوبی خوان پوش پڑے بڑے تجمل اور دھوم سے چوتھی شہزادے کی طرف سے محل مین آئی پھر دولھا طلب ہوا چھپنے والیان چھپ گئین دولھا دولھن چوتھی کھیلنے

جو کچھہ بنے گی اپنے ہی دم پر بنے گی کسیکا کیا جائے گا صدمے اور اذیت اپنا ہی دل اوٹھائیگا
اور وقت مصیبت مین کون اپنا ساتھہ دیگا بھٹی کو کون ہاتھہ دیگا دیکھیے کیا ہوتا ہے کیسا حشر
برپا ہوتا ہے بخدا اگر زبردستی کرینگے تو ہم پہلے سمجھائینگے اگر اسپر بھی وہ نہ مانینگے تو کوئی اور تدبیر نکالینگے
باتون مین لگاکے وہ وقت ٹالینگے گالیان دینگے چٹکیان لینگے ہنسی ہنسی مین رولا لینگے
یہان تو یہ اودھیڑبن تھی شہزادے کو وصل کی دُھن تھی جب وقت شام ہوا وصل کا سرانجام
ہوا دولہا دولھن چھپر کھٹ مین ہم آغوش ہوے مارے مستی کے بیہوش ہوے **نسیم لکھنوی**
پیارا تھا بنی بنے کا جوڑا ✣ خلوت مین دولہا دولھن کو چھوڑا ✣ بے پردگی ہوتی تھی جو اون مین ✣
دروازے نے بند کرلین آنکھین ✣ سہاگ کا عطر پھولون کی مہک اور بٹنے اور حنا کے تیل کی
لہک ریت کا جوڑا سالو کی خوشبو معطر کن مشام جان دافع خفقان مقوی روح وروان عالم شباب
فرط شوق سے دل بیتاب نیند کا خمار مستیون کے اوتار ادھر گرمجوشی اودھر خوف سے ٹھنڈی
ٹھنڈی سانس کبھی حیا سے خاموشی ادھر سے چھیڑ چھاڑ اودھر بناوٹ سے بگاڑ دولہا کا موقع پہ
ہاتھہ لگانا دلہن کا حیا سے بدن چُرانا شرمانا شہزادے نے کہارنڈ وصل کی شب یونہین
اے قاضی حاجات رہے ✣ حشر کے روز تلک صبح نہورات رہے ✣ یہ باتین جنپر گذر گئی ہین وہی
لوگ خوب واقف ہین یا جو عاشق مزاج ہین اونپر منکشف ہین پھر شہزادے نے ملکہ کا گھونگٹ اوٹھاکر
کہا **سید محمد خان رند** گلے لگاؤن بلاؤن لین تمکو پیار کرین ✣ جوبات مانو تو نت ہزار بار
کرین ✣ ملکہ نے مطلب کی سمجھکر حیا سے سر جھکالیا زانو پر جو شہزادے کا ہاتھہ گیا تھا آہستہ سے
زانو سرکالیا **آرام دل** نے ہاتھہ جوڑے بلاؤن لین پاؤن دبائے لاکھون منتین کین مگر وہان
کب دعا قبول ہوتی تھی تمنائے دل کب حصول ہوتی تھی جب منت سماجت سے کام نہ نکلا تو شہزادے
نے کہا **صبا** بندہ اب ناصبور ہوتا ہے ✣ عفو کیجے قصور ہوتا ہے ✣ ملکہ نے آہستہ سے جوابدیا
کہ معاف تو ایک کوڑی بھی نہین ہوتی قصور کروگے تو سزا پاؤگے زیادہ بڑھ چلوگے منہ کے
بل گروگے زک اوٹھاؤگے شہزادے نے کہا رند برا نہ مانیے ہم عرض حال کرتے ہین ✣
فقیر لوگ سخی سے سوال کرتے ہین ✣ ملکہ نے جواب دیا کہ صاحب اگر دشمن محتاج ہین تو دروازے
پر جاکر سوال کرو یہان کیا رکھا ہے اس سے کیا فائدہ ہے **آرام دل** نے کہا واہ سبحان اللہ
صبا خوب عاشق کا پاس کرتے ہو ✣ ہر گھڑی دور دور ہوتا ہے ✣ یہ کہکر سوال وصال
کیا ملکہ نے بچنبال دور اندیشی ٹال دیا پھر ہزار ناز و انداز فرمایا ع ایسی باتین زبان سے نہ کہو

کے دعائین دینا بادشاہ کا محل مین آنا بیٹی کو گلے لگانا بار بار سورتین اور دعائین پڑھ پڑھ کے
دم کرنا یہ سب باتین دیکھکر دولھن کیا سبکی چھاتی بھر آئی غم کی گھٹا کشت زار دل پر چھائی سواری دروازے
پر طیار تھی دولھا نے دولھن کو گود مین اوٹھایا سبکے دل بیٹھ گئے رو رو کے کہرام مچایا پھر سب نے
بسم اللہ بسم اللہ کہکر دولھن کو دروازے تک پہونچایا دولھا نے دولھن کو نالکی مین سوار کیا قمر النسا
ہمراہ بیٹھین ماں باپ کو چھوڑا مگر اپنی شہزادی کا ساتھہ اختیار کیا کہارون نے نالکی اوٹھائی بسم اللہ
کا ہجوم ہوا بسم اللہ الرحمن الرحیم کی آواز لگائی بارات رخصت ہوئی سبکی بری حالت ہوئی اندر محل مین تو
ہجوم غم و الم سے ماتم تھا باہر کچھہ عجیب عالم تھا آسمان و زمین در و دیوار مکان و مکین جھاڑ کنول فرش
فروش طیور و وحوش سب پر عجب طرح کی اوداسی تھی نوکر چاکر شاگرد پیشہ از رئیس تا سئیس ہزاری ہزاری
سبکو بیجو دی تھی کسکا فرش کہان کا اسباب اور سامان سب اوسی طرح جہان تہان وہ پڑا رہگیا
یہ کیفیت دیکھکر سبکو حیرت ہوئی جو جہان کھڑا تھا کھڑا رہگیا اس کارگاہ بے ثبات مین کچھہ عجب
کارخانے ہین کوئی روتا ہے کوئی ہنستا ہے کوئی رہا ہوتا ہے کوئی دام مین پھنستا ہے کوئی گھر
اوجڑتا ہے کوئی بستا ہے اس سرائے فانی مین کوئی رہرو کمر کھولتا ہے کوئی کستا ہے یعنے ایک پیدا
ہوتا ہے دوسرا مرتا ہے آدمی کبھی شاد ہوتا ہے کبھی نوحہ اور واویلا کرتا ہے مگر جب شادی و غم
دونون توام ہین تو لوگ ناحق مبتلائے اندوہ و غم ہین ؎ صبا یہ اوسکا ہے موجد وہ اسکا
موجد ہے ؎ بلبشر ہے غم کے لیے اور غم بشر کے لیے ؎ سامان برات اگر مکرر لکھون قند مکرر کا مزا آئے
مگر اسی سیر مین کہانی ناتمام رہجائے غرض اوسی تجمل اور شان و شوکت سے بارات دن کو موتی محل
مین آئی نامرادون نے مراد پائی شہزادے نے یہ کہکر نالکی کا پردہ اوٹھایا لا الہ الا اللہ لائے اوسنت
کو التجا کرکے ؎ کفر توڑا خدا خدا کرکے ؎ جب دولھا نے دولھن کو گود مین لیکر اوتارا شہزادے کو عید
قربان تھی ہر ادا پر صد قے جان تھی بکرا فوج کرکے دولھن کے انگوٹھے مین لہو لگایا ملکہ جہان گرچہ ظالم تھین
مگر وہ بھی اوس وقت آرام دل کی ایک ایک ادا پر بسمل ہوئین عشق کا توڑ تھا مہاجرت کا بچھڑ تھا
ذرا سا لہو لگاکے وہ بھی شہیدون مین داخل ہوئین غرض دولھن محل مین آئی سب نے مل کے کھیر کھلائی
جب یہ سب رسمین ہوچکین شہزادے نے بے قرار ہوکر دعا مانگی کہ الٰہی جلد اب شام ہو اور دور غم و
آلام ہو ادھر ملکہ کا یہ عشق و محبت تقاضائے سن سے عجب حال تھا کہ مہدم جی نڈھال تھا
انکھین نیچی کیے شرمائے سر جھکائے بیٹھی تھی اور دل مین کہتی تھی کہ او کمبخت خانہ خراب دل تو پہلے
لگا بیٹھی جگر آتش عشق جلا بیٹھی مگر یہ نہ سمجھی کہ جب وصال ہوگا تو اوس وقت کیا حال ہوگا اوس دم تو

کہکر سبھون نے غل مچایا جب تو شہزادہ بدمزاج ہوا بہت غصے مین آیا لوگون نے قہقہہ مارا ٹھٹھو
مین اوڑایا سبحان اللہ یہ وقت قابل دید ہوتا ہے عاشق کمبخت اسی دن کے لیے روتا ہے ان
باتون کے مشتاق عالم مین خاک چھانتے ہین جہان کی نعمت کو اس مزے کے آگے خاک جانتے ہین
قصہ مختصر دولہا دولھن کو دوشالہ اوڑھایا پردہ کیا آرسی مصحف روبرو آیا خدا نے یہ دن دکھایا



عنایت جامع المتفرقین سے ساعت قمر اور مشتری مین قران السعدین ہوا دل بے قرار کو چین
ہوا آتو جی نے سورۂ اخلاص پڑھکے دم کی ڈومنیون نے اور ریت رسم کی چشم بد دور آئینہ روبرو
ماشاء اللہ صورت خوب دلخواہ محبوب دوبدو کوکب بخت برسر یاری محویت کا عالم طاری شہزادے
نے ملکہ کی پیشانی پر ہاتھ رکھکر کہا کہ بی بی مین تمھارا غلام ہون بندۂ بے دام ہون فرمائیے آنکھین
کھولو لقمہ کچھہ منہ سے بولو یہ سنکر ہجولیون نے قہقہہ لگایا یہ کلام دولھا کے عجز و نیاز کا سنکے دلون کو
بھایا ملکہ بھی در پردہ مسکراتی تھی دل ہی دل مین کھلی جاتی تھی غرض جب سب رسمین ہوچکین دولھن
وداع ہونے لگی زار زار رونے لگی ہرچند دلشاد اور خوشباش تھا مگر اس وقت ڈومنیون کا یاد نہین
گانا لوگون کا رو رو دھوم مچانا دولھن سے ایک ایک کا ملنا اور رونا بیگم صاحب کا بلک بلک کر
جان کھونا بڑے بوڑھون کا گلے لگانا تسکین خاطر حزین فرمانا رو رو کے بلائین لینا ہاتھ پھیلا پھیلا

گشت کرتے خاص بازار اور نخاس بازار کو طے کر کے پھر خاص محل مین پہونچے دولھا کو ہاتھی
پر سے اوتار اگھوڑے پر سوار کیا محل کی ڈیوڑھی پر لائے خواصون نے طشت پر آب گھوڑے
کے سمون پر ڈالا زر و جواہر نثار کیا دلون کا ارمان نکالا جب دولھا محفل مین تشریف لایا دونون
رنڈیون نے برابر کھڑے ہوکر ایک سُر مین یہ سہرہ گایا **مصنفہ** اے شہ حسن بندھا جبکہ ترے
سہرا + پایبوسی کو جھکا فخر سے بڑھکر سہرا + باغ فردوس سے رضوان نے جو گل بھیجے ہین +
جب بنا ہے کہین اے گل ترا گز بھر سہرا + اسلیے بطن مین رکھے تھے صدف نے گوہر + آبرو
پائینگے اکدن ترا بنکر سہرا + مارے شادی کے شگفتہ ہوے جاتے ہین یہ پھول + کیسا بکھرا ہے
ترے چہرے پہ کھلکر سہرا + صاف ہین اے فلک حسن شفق مین تارے + رخ پہ مقنع ہے ترے
مقنع کے اندر سہرا + عکس رخسارۂ روشن سے ترے رشک قمر + چاندنی بنکے پڑا فرش کے اوپر
سہرا + اے قمر مستحق گوہر تحسین ہوا + تیرا لایا ہے **سخن** آج جو کہکر سہرا + نماز کے وقت قاضی
صاحب تشریف لائے ناچ رنگ گانا بجانا سب موقوف ہوا جھنڈی بردارون نے پیچوان اور حقے
جلدی جلدی محفل سے اوٹھائے نکاح پڑھایا گیا ہفت اقلیم کے خراج پر مہر بندھا جب عقد سے
فراغت ہوئی قاضی صاحب تشریف لے گئے ناچ شروع ہوا پھر وہی کیفیت ہوئی نامرادون
کی مراد بر آئی رنڈیون نے بہار بھیروین مین یہ مبارکباد گائی **مصنفہ** بلبلان موسم گلزار مبارکباد
عاشقان جلوۂ دلدار مبارک باشد + ابر بر دور فلک جلوہ نما شد ساقی + مجمع خانۂ خمار مبارک باشد +
تا ابد باد وصال گل و بلبل قائم + دشمنان راہمہ تن خار مبارکباد شد + جلوۂ عیش بماند بطرب خانۂ دل +
حسن یوسف بخریدار مبارکباد شد + در جہان با دطرب باز قران السعدین + بہ سخن اینچنین اخبار مبارک
باشد + پھر دولھا کو محل مین بلایا قمر النسا نے آنچل ڈالا لوگون نے اور بہت سے ٹوٹکے کیے
مسند پر بٹھایا دولھن کو گود مین لائے دولھا کے برابر بٹھایا ریت رسم ہونے لگی پرستش صنم ہونے
لگی پہلے ایک خواص آئی دولھن کا پائجامہ لائی اور کہنے لگی لو میان اسمین ایک ہاتھ سے ازار بند
ڈالو ادھر اودھر نہ دیکھو بھالو پھر ایک لڑکی بہت خوبصورت آئی دولھا کا کان زور سے مل گئی
چٹکیون مین دل مسل گئی یہ بے ادبی اور گستاخی آرام دل کو ناگوار خاطر ہوئی رنجش باطنی
چہرے سے ظاہر ہوئی قمر النسا نے کہا حضور دولھن لیجانا کیا آسان ہے خفا نہو جیے گھبرائیے
نہین ابھی تو دلون مین بہت سا ارمان ہے پھر ڈومنیون نے بنات چنوائی مصری ڈبکا ڈبکا
کر کھلائی جب شکر پان کا بیڑا کھلایا وہ گلے مین پھنسا یہ کھل کھلاکر ہنسا گھبراکر تھوکنے لگا نہین پان

وان جم گیا منہ پہ رنگ امید ۔ یان غازہ سے رخ شفق مین خورشید ۔ یہ یان جو گلاب سے نہائی
وان تازگی آبرو نے پائی ۔ افشان ہوئی یان ستارہ افشان ۔ وان جبغہ سے روشنی دوچندان
یان مانگ سے رنگ کہکشان ماند ۔ وان شملۂ سر سے ہالے مین چاند ۔ یان زلف نے کھائے
پیچ پہ پیچ ۔ طرّہ کاغی پہ وان تھا سر پیچ ۔ آنچل ہوے یان نقاب عارض ۔ سہرہ ہوا وان حجاب عارض
زیبا ہوا یان بدن پہ گہنا ۔ وان جامہ دفا کا اوسنے پہنا ۔ محرم کے کسے گئے ادھر بند ۔ ہمت کا
بندھا اودھر کمر بند ۔ یان گل سے بہار بوستان ہے ۔ آرایش تخت گل وہان ہے ۔ مہتاب ہی
چاندنی کا یان فرش ۔ وان چرخی سے چرخ مین سر عرش ۔ یان جلوے حنائی اوگلیون کے
وان روشنی کے تھے پنجشاخے ۔ بادل جو یہان گرج رہے تھے ۔ وان دھوم سے باجے بج رہے
تھے ۔ پہر بجے بارات طیار ہوئی سواری کی خبر سنتے ہی توپخانہ دغا برابر کئی فیر ہوے پھر تمام فوج
مین کمربندی ہوئی آتشبازی کی آتشباری سے زمین و آسمان کرۂ نور ہوا رسالون کے طنبور بجنے
سے شور نشور ہوا مہتابیان جو چھوٹین چاند کے منہ پہ ہوائیان اوڑنے لگین انار کے پھولون پر فلک
نے ستارون کا گنج نثار کیا ہتہ پھول کا تماشا دیکھہ چرخ گردان چکر مین آیا پلٹنون مین جابجا بجا
بجا ہر ایک نے اپنے تئین سجا اتنے مین دولھا فیل خوشخرام پر سوار گردویش شاہ دوشہر یار نام خدا
ظل ہما سریر بخت یاور اقبال اوسکا ایک ادنے فرمان بردار ہمراہ رکاب ظفر انتساب عالم کا
ہجوم خلقت کی دھوم ہزارون امرا ساتھہ سب پیادہ کوئی ہاتھی کی جھول پکڑے رستا تھامے
ہوے وزیر اعظم مورچھل بردار اس سامان و شوکت کے ساتھہ دیوان خاص سے دیوان عام
مین بامد ہوا پھر ہزارہا پنجشاخہ روشن ہوگیا افراط نور اور روشنی کے وفور سے جنگل وادی امین
ہوگیا علم ظفر پیکر ہاتھیون پر بلند ہوے نشانون کے پھریرے کھول دیے آگے آگے ماہی مراتب
اور شتر سوار زنبورون کے سر ہونے سے آسمان و زمین دھوان دھار پیچھے رسالونکی پے کچھہ ہندوستانی
کچھہ ترک سوارون کی صدا و جد مین ہر شاہ و گدا آرایش تخت رشک تختہ گلستان تخت روان پر
کسبیون کے رقص سے اوتنا رستہ غیرت پرستان خاصہ گھوڑون کی قطار پھر پلٹنین اونکے بعد ہزارہا
خاص بردار اور نیزہ بردار اور میر تزک عربی گھوڑون پر سوار اہتمام کرتے چوبدار سونے کے عصا ہاتھون
مین لیے برابر قدم بڑہاتا شانے سے شانہ رگڑتا جابجا نشان کے جھنڈے گڑتے فیل سبک رو کے پیچھے
دوڑے پڑتے آگے آگے روشن چوکی بجتی اوسکے سُرون مین بہاگ اور سورٹھہ کی دُھن وہ دیہیے
سُر کہ تمام عاشق سن بیچہے سبکے ہاتھی پر نقارہ کٹتا زر و جواہر لٹتا آہستہ آہستہ قدم بقدم چوک سے

عالم پسند ہوئی اس روشنی کی کیفیت مین دو کانون کا سجنا اور غضب تھا غور کر کے جو دیکھا تو عطر
کی مہک سے شہر رشک ختن تھا آئینہ بندی سے غیرت حلب تھا ہر دوکان کے آگے ایک ایک
رنڈی کا طائفہ نقار خانون کے چار چار دروازے ہر دروازے پر ایک ایک کتھک کا لونڈا آدمیون
کی تو یہ کثرت کہ تمام شہر اُمڈا ہوا سارا لکھنؤ بھرا ہوا مگر عجب طرح کا اہتمام اور کچھ طرفہ انتظام تھا کہ نہ
کہین شور تھا نہ غل تھا یہی اہتمام بالکل تھا یہان تو یہ کیفیت تھی وہان موتی محل مین الماسی جھاڑ کنول
روشن ہوے مکان جنت نشان پر عجب جوبن ہوے **آرام دل** کے آنے کے روز پانچ لاکھ
بتی چڑھی تھی اوس روز پچاس لاکھ گلاس عطر اور گلاب کا چڑھایا گیا شہر مین سہاگ کا عطر بھک رہا
تھا یہان عنبر کا عطر جلایا گیا اودھر سے ساچق کا اہتمام ہوا ادھر سے اوسی تاریخ مہندی کا سر انجام
ہوا اگر ساچق کی آرایش مین سے ایک تختہ کی آرایش لکھون باغ حیات بخش کہ رشک گلزار ارم ہے
حسرت سے خار کھائے اور اگر مہندی کی زیبایش اور شوخی تحریر کرون لکھنا کیسا اگر اسکا تصور
بھی آئے قلم شاخ مرجان اور پنجۂ خیال رنگین ہو جاے اور بھی خیال کیا کہ طوالت کے سبب ناظرین
کے دل اوچٹ جاتے ہین ایسے ایسے مقامون پر ورق کے ورق اولٹ جاتے ہین ہجر اور وصال
کا مزا جانتے ہین تمام دفتر اسی کے لیے چھانتے ہین ہزار کھوکب مانتے ہین قصہ مختصر جب برات کا
روز آیا چھوٹا بڑا پھولون نہ سمایا شام کو شہزادہ **آرام دل** حمام مین داخل ہوا جلوہ افروز ہوے آتشین
وہ ماہ کامل ہوا **میر حسن** ہوا جبکہ داخل وہ حمام مین ✣ عرق آگیا اوسکے اندام مین ✣ تن نازنین
نم ہوا اوسکا کل ✣ کہ جس طرح شبنم مین ڈوبے ہے گل ✣ خواصین وہ باندھے ہوے لنگیان ✣
مہ و مہر سے طاس لیکر دہان ✣ لگین ملنے اوس گلبدن کا بدن ✣ ہوا آب سے ڈھڈہا وہ چمن ✣
نہانے مین یون تھی بدن کی دمک ✣ برسنے مین بجلی کی جیسی چمک ✣ ہوا قطرۂ آب یون چشم بوس
کہے تو پڑے جیسے نرگس پہ اوس ✣ لگے ہونے ظاہر جو اعجاز حسن ✣ ٹپکنے لگا اوس سے انداز حسن
وہ گورا بدن اور وہ بال اوسکے تر ✣ کہے تو کہ سانون کی شام و سحر ✣ زمین پر تھا اک موجۂ نور خیز
ہوا جبکہ فوارہ سان آب ریز ✣ نہا دھو کے نکلا وہ گل اس طرح ✣ کہ بدلی سے نکلے ہے مہ جس طرح
غرض شاہزادے کو نہلا دھولا ✣ دیا خلعت فاخرہ پہنا ✣ جواہر سراسر پنھایا اوسے ✣ جواہر کا
دریا بنایا اوسے ✣ جب اس سیج دھج کا بنا بنا فلک نے ستارون کو نثار کیا اودھر ملکہ **حسن افروز**
کو بھی دولھن بنا یا دلون کا ارمان نکالا اودھر دولھن کی آرایش تھی اودھر دولھا کی زیبایش
تھی **سیم لکھنوی** یہان مہندی نے چومے پاے خورشید ✣ وان سبز ہوا نہال امید ✣

خوان میوہ جات انار بہی ناشپاتی پستہ بادام اخروٹ انگور ولایتی مع ایک ایک ہزار روپیہ نقد انعام
اور اعلیٰ سبکو عنایت کیے جو دو چار شہر مین باخدا اور ولی تھے انھون نے نعمت دنیا سمجھکر انکار کیا
نہین نہین کہکر بہت اصرار کیا جو بدار شاہ کا حکم بجا لائے اور وہ خوان اونکے دروازے پر رکھکر چلے
آئے جب تورے بندی ہوچکی منادی نے ندا دی کہ خبردار کوئی کسیکو تکلیف نہ پہونچائے زبردستی
نکرے سب لوگ اپنے اپنے گھر مین جشن کرین کوئی کسیکو کسی طرح کا رنج نہ دے یہ سنکے حضرت عزرائیل
نے بھی قبض روح سے ہاتھ کھینچا جامع مسجد کے شہدون کو کوتوال کا خوف بالکل جاتا رہا پھر تو
بیغم نکلی اوڑانے لگے ہزار ہزار روپیہ جو نقد سرکار سے ملے تھے اونکی ایک ہی ایک موٹھ آنے
لگے اگر گشت مین کہین کوتوال صاحب سے ملاقات ہوگئی تو وہین جھک کر سلام کیا اور موچھون
پر تاؤ دیکر یہ کلام کیا کہ کیون پیر و مرشد ایک ہفتے تک کیا کیجیے گا اب تو ہمارے پو بارہ ہین اب
اسی شہر مین ایک دو نہین اٹھارہ ہین اب کسکا جو اپکڑکے سزا دیجیے گا الغرض جو تھانے نشاط سے
سرشار تھا محمود تھا رنج و محن جسے کہتے ہین وہ ایک ادنے ادنے مزدور سے منزلون دور تھا چار سو
طائفے عمدہ عمدہ رنڈیون کے موجود تھے مگر وہ بھی کافی نہوے اور ملکون سے رنڈیان آئین
لکھنؤ مین ڈھونڈھو تو رنڈی کہین گھس لگانے کو نہین ملتی تماش بین کوٹھون پر جاتے محجوب ہوکر پھر
چلے آتے محل سے باہر دیوان خاص تک اور وہان سے تمام شہر مین اور در شہر پناہ سے پانچ کوس
نحاس تک دورستہ ٹھاٹھر بندھے جابجا نقارہ خانے نئے روشنی کے ٹھاٹھ ہوئے صندلی لکڑی
کے ٹھاٹھر بجاے بندھن طلائی گل میخین اوپر نقرئی چراغ رکھے ہوے ٹھاٹھر کے قریب برابر برابر
بلوری لالٹینین شام ہوتے ہی اون مین شمع مومی اور کافوری روشن ہوئین سب کا گل بندھگیا
گلگیر کا تو غم نہ تھا غیرت گلشن ہوئین بادشاہ نے چراغون مین بجاے روغن سہاگ کا عطر جلوایا
قصے کہانیون امین سنا کرتے تھے مگر شاہ گردون بارگاہ نے نقل کو اصل کر دکھایا آتش اندرے
ہماری تکلف شب وصال ٭ روغن کے بدلے عطر جلایا گلاب کا ٭ جابجا حوض بنے ہوے چہ بچے
کھدے ہوے اوسمین صدہا من عطر بھرا ہوا اچھے اچھے سفید پوشون نے ٹھاٹھرون پر روشنی کی
خوشبو کے لالچ سے یہ جبر اختیار کیا ذرا نہ انکار کیا روشنی کرتے وقت دو ایک چراغ اپنے اوپر گرا لیے
کسی نے جو کہا کہ یہ کیا کیا تو وہین پھر گئے ہنسکر کہنے لگے بھائی واللہ بھولے سے گر گئے نقار خانون
مین جب شام کی نوبت بجی ہر دوکان دار نے اپنی اپنی دوکان سجی نیچے سے اوپر اور اندر سے
باہر تک قد آدم آئینے لگا دیے جھاڑ کنول جلا دیے آئینہ بندی سے روشنی اور دوچند ہوئی

اسلیے شمشاد کا نام باغ حیات بخش مین گلشن آباد ہوا نہر لطافت بہر مین حوض کوثر کی لہرائی باغ نمونہ فردوس برین ہوا تسکین بخش دلہاے حزین ہوا گل بوٹہ برگ و بار کے نشو و نما مین قدرت حق جل وعلا نظر آئی اوس باغ جنت داغ مین کچھہ عجب کارخانجات شاہ بلند مکان تھے کہ مالنین پریزاد حورین تھین باغبان حسین غلمان تھے غرض گلہاے ناشگفتہ خوشی سے پھولے ممنون باد بہاری ہوے طاؤس باغ کا جوبن دیکھکر رقصان ہوے نہر مین قطار قطار فوارے کہ دو دو گز کے بلا صیقل پر نصب تھے جاری ہوے صدہا من بادلہ کتر اگیا نہر مین چھڑکا گیا زمین پر ستارے نظر آنے لگے مصنف فوارے جو سارے چھوٹتے تھے ٭ گردون ستارے ٹوٹتے تھے ٭ عجب کیفیت نمایان ہوئی باغ رشک آسمان ہوا نہر غیرت کہکشان ہوئی روشون پر مینا بازار لگا دشمنون کے دلون مین خار لگا حلوائیون نے طرح طرح کی مٹھائی دوکانون مین لگائی خوانچہ والے پکار پکار کر سودا بیچنے لگے ایک روش پر کبابیون نے اپنی اپنی دوکان جمائی القصہ یہان آرام دل نے زعفرانی جوڑا پہنا وہان بیگم صاحبہ نے اچھی ساعت سُبھہ گھڑی ملکہ حسن افروز کو مانجھے بٹھایا دالان کے پردے چھوڑ دیے آفتاب کو ابر مین چھپایا بادشاہ نے شہر مین کیسر اور شہاب کی نہرین جاری کردین اور جلاد فلک کو حکم دیا کہ جسے رنگین دیکھہ اوسے چمکا دے جو سفید پوش نظر آئے اوسے دریاے خون مین نہلا دے نیرنگ ساز چرخ کجباز نے تمام شہر چھان ڈالا مگر کوئی سفید پوش نظر نہ آیا گلابی یا زرد جسے دیکھا اونھین دو رنگ مین ڈوبا پایا جن بادشاہون راجہ بابوؤن کو فرمان شاہی اور شقے پہونچے وہ سب آئے شہر کے باہر پانچ کوس تک ہزارہا خیمہ استادہ ہوگیا جو جس کام پر معین ہوا وہ اوسکی بجا آوری مین آمادہ ہوگیا پانچ روز کی راہ تک مینا بازار اور خاص بازار جوہری بازار راہ رنخاس بازار نہایت کیفیت اور عمدگی کے ساتھہ آراستہ ہوا جسنے دیکھا اوسے سکتا ہوگیا راہ چلنے والا کھڑا ہوگیا در شہر پناہ سے انتہاے بازار تک دو رستہ تنور گڑے ہوے دکانون کی کثرت اور خلقت کے ازدہام سے وہ کشمکش کہ کسیکو بیٹھنے کی مہلت اور جگہ نتھی سب حلوائی اپنی اپنی دکانون کے آگے کھڑے ہوے گھنٹے والے کا قلاقند شہدرے کی برفی اور بالوشاہی برفی جیسے برف کی ڈلی پیٹھے کی مٹھائی قلمین اور کچھے متھرا کے پیڑے دلی کی جلیبی دہی اور بالائی کے پیالے گرما گرم تازہ تازہ دودھ سبحان اللہ کیا قدرت رب ودود کہ پانچ منزل تک چلے جائیے اوتھی خرچ نہ ہو اور کھانے کو ہمہ نعمت موجود شہر مین بادشاہ نے سواے دعوت کے توسے بندی کی فی کس دو خوان پلاؤ زردہ قورمہ متنجن کباب بریانی کلیجہ پسندہ فرنی مربا اچار باقرخانی اور دو

پہنچانا اور سمجھا کہ شہزادہ آرام دل آیا اس ملعون کو جہنم مین پہونچایا ملکہ کو لیگیا اس نابکار کو قرار واقعی
سزا دیگیا پھر نعش کو ہاتھیون پر بار کر کے بادشاہ کے دکھانے کے لیے لے آیا یہان پہونچکر باادب
شاہ اور شہزادۂ جہان پناہ سے مشرف ہوا دیو کی لاش جو آئی تمام شہر اُمڈا چھوٹا بڑا دیکھنے چلا
ہر خورد و کلان پیر و جوان نے دیو پر نفرین کی شہزادے کی شجاعت اور دلیری پر تحسین کی غرض
شہزادے کی قوت کا غلغلہ زماہی تا بماہ ہوا شور تھا کہ کیسا جوانمرد داماد شاہ ہوا

ترانہ سنجی عندلیب خامہ در بیان شادی و کیفیت عروسی و دامادی

پلا ساقیا ساغر پر سرور ✣ کہ لکھنا ہے سامان شادی ضرور ✣ پلا دے مئی شادمانی کا جام اوٹھا لے ذرا ساغر لالہ فام
بہت مدتون مین رہا خستہ حال ✣ بس اب دختر رز سے کر دے وصال ✣ صنم ماہ رویا کے مسرور ہون
تری مین عنایت کا مشکور ہون ✣ کوئی بوتل اچھی سی لادے مجھے ✣ اگر ہو برانڈی پلا دے مجھے ✣
شب وصل برتر ہے از روز عید ✣ پلا دے پھر اب کیا ہے گفت و شنید ✣ مشاطہ فلک جواہر سلک
عروس مدعا کو حجلۂ بیان مین یون آرایش دیتی ہے کہ وزیر حسب الحکم شاہ ثریا جاہ کار و بار شادی کا منتظم
ہوا شہزادے کی طرف متہم ہوا باغ حیات بخش مین آیا داروغہ باغ کو تیاری کا حکم سنایا باغ حیات بخش
مین آرایش ہوئی شاہدان گلعذار نے اپنا اپنا سنگار کیا اور ہی زیبایش ہوئی در باغ پر نقار خانہ رکھا
گیا شادی کی نوبت آئی نوبت بجنے لگی موتی محل آراستہ ہوا کوٹھی سجنے لگی باغ مین از سر نو چمن بندی
ہوئی روش پٹڑی درست ہوئی باغبانون نے اپنی اپنی کاریگری دکھائی سانون بھادون مین جھنڈا
جاری ہوا فصل بہار آئی زعفران کی کیاریون پر نئے نئے بنگلے بنے شاہدان بوستان بخزان
بن ٹھن کر طیار ہوے سوسن نے مسی کی دھڑی جمائی طوطی کے درخت نے ہاتھون مین مہندی
لگائی گل صدبرگ نے چنبیلی چیرا باندھا چنبیلی نے سفید پوشاک پہنی اس سادگی سے معشوق طرحدار
ہوے معشوقون کے کم بولنے کی ادا اختیار کی یہ بھی اپنی دانست مین وضعدار ہوے سنبل نے
زلف پیچان بنا کر پڑے ناز و ادا سے کمر تک لٹکائی نرگس نے دنبالہ دار سرمہ لگا کر بلبل سے آنکھ
ملائی شاہد گل نے گلابی جوڑا پہنا کیوڑے کا عطر لگایا داؤدی نے زعفرانی جوڑا زیب بدن کیا
سماک کے عطر مین اپنا بدن بسایا انگور خوشی کے سرور مین مست ہوا لالہ نے انبساط کا مستوالا شراب
ارغوانی کا پیالا بدست ہوا نافرمان کی اودی پوشاک دل مین کھبنے لگی سبزۂ نو دمیدہ کی دھانی
رنگت آنکھون مین چبھنے لگی سرو دلجو معشوقون کی طرح اکڑنے لگا شاد ہوا قد دلدار سے مشابہ ہی

یار کی بغل سے اوٹھی بے قرار ہوکر دوڑی اچھی طرح ازار بند بھی نہ باندھنے پائی کوئی انگنائی مین ننگے سر ہوکر سجدے کرنے لگی کوئی کوٹھے پر سے اوترنے لگی کسی دلسوز نے گھی کے چراغ جلائے کسی نے اللہ پیر منائے کسی نے پکارا ارے چینا اوسنے جو کہا جی آئی تو برہم ہوکر للکارا کہ او قطامہ ادھر آ کسی نے ملک کر کہا کہ الٰہی تیرا شکر کہ تو نے چھوٹی بیگم کو ہمسے ملایا کوئی بولی ارے چلو بیگم صاحبہ کہتی ہونگی کہ ہم اتنے دنون کے بعد آئے گویا ہماری دوبارہ زندگی ہوئی مگر کوئی اب تک ہمارے دیکھنے کو بھی نہ آیا کوئی جھٹ پٹ پاندان کھولنے لگی اور کہنے لگی کہ میری بیگم نے مدت سے گلوری کھائی ہوگی ہے ہے کتنے کھلائی ہوگی مین تو ایک گلوری بناکر لیے چلتی ہون غرض بیگم صاحبہ موتی محل مین تشریف لائین قمر النسا اور ملکہ کی مانی اور خواصین سہیلیان سب آئین ماں اپنے نور بصر لخت جگر کے گلے لگ کر خوب روئی ملکہ ایسی بیقرار ہوئی وہ اشکبار ہوئی کہ روتے روتے غش آیا یہ حال دیکھکر سبکو ایک سکتا ہوگیا عجیب ماجرا سے حیرت فزا ہوگیا جب رونے دھونے سے افاقہ ہوا سب ملکہ کو خاص محل مین لائے جلدی جلدی صدقے اوترنے لگے شہزادی کے زندہ اور سلامت آنے کی تمام شہر مین خبر مشہور ہوئی بلکہ تمام قلمرو مین دور دور ہوئی جب سے یہ حادثہ ہوا تھا بادشاہ نے دربار نہین کیا تھا تمام شہر مین ماتم تھا ہر ایک کا عجب عالم تھا اوس روز صبح ہوتے ہی بادشاہ نے تخت پر جلوس فرمایا شہزادے کو برابر بٹھایا سب امرا وزرا چھوٹے بڑے شاد ہوے نوبتخانون مین خوشی کی نہ نقارہ باشکلکین دغین محبسون کے دروازے کھل گئے ہزارون قیدی دائم الحبس رہا ہوے لاکھون برسون آزاد ہوے خزانے مین توڑون کے منہ کھول دیے جنھون نے پیسا کبھی نہ دیکھا تھا کہ کیسا ہوتا ہے اونھین روپے گنتی دیے شہر مین ہر فرد بشر نے اپنے گھر مین جشن کیا ساری دولت باپ دادا کی جمع کی ہوئی ذرا سی خوشی مین لٹا دی خزانچی نے شاہ کے حکم سے پچاس لاکھ اشرفیان بات کی بات مین لٹا دین دوپہر تک عام دربار رہا ہر شخص آرام دل کو دیکھکر اوسکے حسن خداداد اور جوہر شجاعت پر جان و دل سے نثار رہا شاہ نے دوپہر جشن جمشیدی کرکے دربار برخاست اور وزیر اعظم کو نہ انتظام شادی کا حکم دیا اب سنیے کہ وزیر جو بموجب حکم شاہ کوہ البرز کے تپے پر تلاش ملکہ حسن افروز روانہ ہوا تھا اوس روز کی راہ چار روز مین طی کرکے اوس پہاڑ کے نیچے پہونچا ہر روز اوس مکان کے گرد پھرتا اندر جانیکی گھات لگاتا مگر کہین دروازے کا نشان نہ پاتا نسیم لکھنوی اوس برج مین تھا طلسم کا ڈر + شش در ہوا چار سمت پھر کر + آخر دیوار توڑکر اندر گیا دیکھا کہ دیو کا تن سر سے جدا ہے شہزادی کا پتا نہین رومال پڑا ہے وزیر نے ملکہ کا عرق چین

مین ہزارون گالیان دونگی شہزادے نے وہی قمچی اپنی کمر سے لپیٹ کر ملکہ کو آغوش مین دبالیا



اور دل مین ملک فارس جانے کا ارادہ کیا ملکہ نے گود مین مچلکر کہا کہ واللہ ہمسے نہ بولو ہمین ستاؤ
ہم کچھہ کہہ بیٹھین گے ہمارا زیادہ منہ نہ کھلواؤ یہ فقرہ تمام بھی نہ ہونے پایا تھا کہ دونون موتی محل مین
داخل ہوے آرام دل نے کہا صاحب بے وجہ طبع نازک پر ملال ہے بھلا یہ کیا موقع ہے کیا محل
ہے ذرا تمھین میرے سر کی قسم آنکھہ کھولکر دیکھو تو یہ کسکا باغ ہے کونسا محل ہے ملکہ حسن افروز
غصے مین بھری بیٹھی تھی کچھہ نہ بولی مگر موتی محل اور باغ حیات بخش کو دیکھکر حیران ہوئی دل مین
کہنے لگی کیا مین خواب دیکھہ رہی ہون جو اپنا باغ اور محل اور وہی نہر وہی تالاب دیکھہ رہی ہون یہ تو اسی فکر مین غلطان پیچان
رہی وہان کسی خواجہ سرا نے یہ خبر مسرت اثر بادشاہ کے حضور مین پہونچائی بادشاہ یہ خبر سنتے
ہی گھبرائے ہوے موتی محل مین آئے شہزادہ قدمبوس ہوا بادشاہ نے سر اوٹھایا دست و
بازو چومے پیشانی پر بوسہ دیا پھر ملکہ کو گلے لگایا خوب روئے شہزادہ یہ کیفیت دیکھکر دیوان عام
مین تشریف لایا خاص محل مین جو یہ خبر معلوم ہوئی مبارک سلامت کی ہر طرف دھوم ہوئی بیگم صاحبہ
نے ماتمی لباس اوتارا خواصون مین غوغا ہوا موتی محل مین جانے کے لیے شور وغل ہے عجب
ہنگامہ ہوا کوئی گھبراکر پایینچے اوٹھاکر چلنے کو طیار ہوئی کوئی سوتے سوتے چونک پڑی شور وغل
سنکر بیدار ہوئی کوئی ننگے سر دوپٹے کا آنچل انگیا مین کھونسکر چڑیا کی طرح اوڑی ہوئی آئی کوئی

سی رہے ہین **آرام دل** دوڑکر ہم آغوش ہوا خوب چلا چلا رویا ایسا رویا کہ بیہوش ہوا ملکہ حسن **فروز** پہلے تو ایک فقیر برہنہ کو بے تکلف اپنے پاس آتے دیکھکر ڈری مگر پھر بغور جو ملاحظہ فرمایا اپنا آرام دل اپنا محبوب حائل پایا دیکھتے ہی کلیجہ پھڑکا دل نے شاہی دی دہین دھڑکا پھر تو دونون عاشق ومعشوق ہم آغوش ہوکر خوب روئے دفتر غم والم مدتہاے مدید کے دھوئے روتے روتے ہچکی بندھ گئی غش آنے لگے پھر دامنون سے آنسو پونچھکر باہم سمجھانے لگے **مصنف** عشق نے دونون کو جدا کرکے + پھر ملایا خدا خدا کرکے + جب بیقراری سے تسکین ہوئی طمانینت اضطرار کی جگہ جاگزین ہوئی ملکہ نے اپنی بیکسی اور بے قراری دیو لعین کی زبردستی اور ستمگاری پھر اپنا حفظ جان کرنا اور اپنی آبرو اوس ظالم سے بچانا پھر اوسکا گاہ گاہ آنا جانا سب حقیقت کہہ سنائی اور آنسو پونچھکر کہنے لگی کہ دیکھیے خداوند کریم مجھ گنہگار کی کب خبر لیتا ہے کس دن اس موذی بدذات کے ہاتھ سے جان اور آبرو کے ساتھہ نجات دیتا ہے یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک پہاڑ کالا سامنے نظر آیا اور مانند باد تند کے دھواں دھار فلک پہ چھاگیا پھر رفتہ رفتہ زمین پر اوتر آیا دیکھا تو وہی عفریت پلید تھا ملکہ خوف کے ماری کوٹھری مین چلی گئی **آرام دل** باستقلال تمام وہی بانس کی چھڑی لیکر ہوشیار ہوا دیو کرناس نے آتے ہی جھنجھلاکر شہزادے پر خنجر مارا انگشتری سلیمانی سپر ہوگئی ذرا نہ کارگر ہوا پھر اوس موذی نے منتر پڑھکر پھونکے انکا بھی کچھہ نہ اثر ہوا جب دیو اپنا وار کرچکا شہزادے نے تیور بدل کر اور کئی ہاتھ زمین سے اوچکر دیو کی گردن مین قمچی ماری **نسیم لکھنوی** غش کھاکر زمین پر گرا دیو موجود ہوے ہزارہا دیو + بدلی کی طرح جو امڈے دشمن + لاٹھی سے ہوا یہ برق خرمن + موسیٰ کا عصا تھا لٹھہ جوان کا + ایک ہی لاٹھی سے سبکو ہانکا + سرمہ کیا کوہ پیکرون کا + جی چھوٹ گیا دلاورون کا + غرض شاہزادے نے سبکو بھگایا مار مار خوب بھگایا جب سب بھاگ گئے تو دیو کرناس کی لاش پر آیا سر اور جسم اوسکا ایک جا کیا پھر خدا کا شکر ادا کیا مدعاے دل بر آیا ملکہ کے پاس آیا اور کہا ذرا باہر نکلکر دیکھو وہ دیو لعین اور مکار تمھارا مجرم اسر اڑا ہے ملکہ نے کہا کیا خوب میرے دشمنون کا مجرم اسر رہتا تھین کچھہ سودا تو نہین ہوا ہے جو برو گالیان دیتے ہو خدا جانے کب کا بدلا لیتی ہو واہ واہ تم تو خوب اپنے دل کے پھپھولے پھوڑتے ہو نئے نئے رشتے جوڑتے ہو شہزادے نے کہا صاحب خفا کیون ہوتی ہو دل تو دد منزل ہنسی ہنسی مین کیون رنجور ہوا ہمنے تو تفریح کی ایک بات کہی تھی اور اگر سچ پوچھو تو درست کہی تھی اچھا معاف کیجیے قصور ہوا ملکہ نے کہا دیکھو پھر تم وہی کہے جاتے ہو اپنی حرکتون سے باز نہین آتے ہو خدا کی قسم مین اپنا منہ پیٹ لونگی مجھے نہ ستاؤ

مین ہزارون گالیان دونگی شہزادے نے وہی قمچی اپنی کمر سے لپیٹ کر ملکہ کو آغوش مین دبالیا



اور دل مین ملک فارس جانے کا ارادہ کیا ملکہ نے گود مین مچلکر کہا کہ واللہ ہمسے نہ بولو ہمین ستاؤ ہم کچھہ کہہ بیٹھین گے ہمارا زیادہ منہ نہ کھلواؤ یہ فقرہ تمام بھی نہ ہونے پایا تھا کہ دونون موتی محل مین داخل ہوے آرام دل نے کہا صاحب بے وجہ طبع نازک پر ملال ہے بھلا یہ کیا موقع ہے کیا محل ہے ذرا تمھین میرے سر کی قسم آنکھہ کھولکر دیکھو تو یہ کسکا باغ ہے کونسا محل ہے ملکہ حسن افروز غصے مین بھری بیٹھی تھی کچھہ نہ بولی مگر موتی محل اور باغ حیات بخش کو دیکھکر حیران ہوئی دل مین کہنے لگی کیا مین خواب دیکھہ رہی ہون جو اپنا باغ اور محل اور وہی نہر وہی تالاب دیکھہ رہی ہون یہ تو اسی فکر مین غلطان پیچان رہی وہان کسی خواجہ سرا نے یہ خبر مسرت اثر بادشاہ کے حضور مین پہونچائی بادشاہ یہ خبر سنتے ہی گھبرائے ہوے موتی محل مین آئے شہزادہ قدمبوس ہوا بادشاہ نے سر اوٹھایا دست و بازو چومے پیشانی پر بوسہ دیا پھر ملکہ کو گلے لگایا خوب روئے شہزادہ یہ کیفیت دیکھکر دیوان عام مین تشریف لایا خاص محل مین جو یہ خبر معلوم ہوئی مبارک سلامت کی ہر طرف دھوم ہوئی بیگم صاحبہ نے ماتمی لباس اوتارا خواصون مین غوغا ہوا موتی محل مین جانے کے لیے شور وغل سے عجب ہنگامہ ہوا کوئی گھبراکر پایینچے اوٹھاکر چلنے کو طیار ہوئی کوئی سوتے سوتے چونک پڑی شور وغل سنکر بیدار ہوئی کوئی ننگے سر دوپٹے کا آنچل انگیا مین کھونسکر چڑیا کی طرح اوڑی ہوئی آئی کوئی

سی بڑھے ہین **آرام دل** دوڑکر ہم آغوش ہوا خوب چلا چلا رویا ایسا رویا کہ بیہوش ہوا ملکہ **حسن افروز** پہلے تو ایک فقیر برہنہ کو بے تکلف اپنے پاس آتے دیکھکر ڈری مگر پھر بغور جو ملاحظہ فرمایا اپنا آرام دل اپنا محبوب حائل پایا دیکھتے ہی کلیجہ پھڑکا دل نے شاہدی دی وہین دھڑکا پھر تو دونون عاشق ومعشوق ہم آغوش ہوکر خوب روئے دفتر غم والم مدتہاے مدید کے دھوئے روتے روتے ہچکی بندھ گئی غش آنے لگے پھر دامنون سے آنسو پونچھکر باہم سمجھانے لگے **مصنف** عشق نے دونون کو جدا کرکے + پھر ملایا خدا خدا کرکے + جب بیقراری سے تسکین ہوئی طمانینت اضطرار کی جگہ جاگزین ہوئی ملکہ نے اپنی بیکسی اور بے قراری دیو لعین کی زبردستی اور ستمگاری پھر اپنا حفظ جان کرنا اور اپنی آبرو اوس ظالم سے بچانا پھر اوسکا گاہ گاہ آنا جانا سب حقیقت کہہ سنائی اور آنسو پونچھکر کہنے لگی کہ دیکھیے خداوند کریم مجھ گنہگار کی کب خبر لیتا ہے کس دن اس موذی بدذات کے ہاتھ سے جان اور آبرو کے ساتھہ نجات دیتا ہے یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک پہاڑ کالا سامنے نظر آیا اور مانند باد تند کے دھواں دھار فلک پہ چھاگیا پھر رفتہ رفتہ زمین پر اوتر آیا دیکھا تو وہی عفریت پلید تھا ملکہ خوف کے ماری کوٹھری مین چلی گئی **آرام دل** باستقلال تمام وہی بانس کی چھڑی لیکر ہوشیار ہوا دیو کرناس نے آتے ہی جھنجھلاکر شہزادے پر خنجر مارا انگشتری سلیمانی سپر ہوگئی ذرا نہ کارگر ہوا پھر اوس موذی نے منتر پڑھکر پھونکے انکا بھی کچھہ نہ اثر ہوا جب دیو اپنا وار کرچکا شہزادے نے تیور بدل کر اور کئی ہاتھہ زمین سے اچھلکر دیو کی گردن مین قمچی ماری **نسیم لکھنوی** غش کھاکے زمین پر گرا دیو شش موجود ہوے ہزارہا دیو + بدلی کی طرح جو امڈے دشمن + لاٹھی سے ہوا یہ برق خرمن + موسیٰ کا عصا تھا لٹھہ جوان کا + ایک ہی لاٹھی سے سبکو ہانکا + سرمہ کیا کوہ پیکرون کا + جی چھوٹ گیا دلاورون کا + غرض شاہزادے نے سبکو بھگایا مار مار خوب بھگایا جب سب بھاگ گئے تو دیو کرناس کی لاش پر آیا سر اور جسم اوسکا ایک جا کیا پھر خدا کا شکر ادا کیا مدعاے دل بر آیا ملکہ کے پاس آیا اور کہا ذرا باہر نکلکر دیکھو وہ دیو لعین اور مکار تمھارا محرم اسرار پڑا ہے ملکہ نے کہا کیا خوب میرے دشمنون کا محرم اسرار ہوتا تھین کچھہ سودا تو نہین ہوا ہے جو برو گالیان دیتے ہو خدا جانے کب کا بدلا لیتی ہو واہ واہ تم تو خوب اپنے دل کے پھپھولے پھوڑتے ہو نئے نئے رشتے جوڑتے ہو شہزادے نے کہا صاحب خفا کیون ہوتی ہو دل تو دو منزل ہنسی ہنسی مین کیون رنجور ہوا ہمنے تو تفریح کی ایک بات کہی تھی اور اگر سچ پوچھو تو راست کہی تھی اچھا معاف کیجیے قصور ہوا ملکہ نے کہا دیکھو پھر تم وہی کہے جاتے ہو اپنی حرکتون سے باز نہین آتے ہو خدا کی قسم مین اپنا منہ پیٹ لونگی مجھے نہ ستاؤ

رخصت چاہی فقیر نے ایک قمچی ہرے بانس کی دیکر کہا کہ بابا یہ چھڑی لو اور اسکے خواص سُن رکھو جس دشمن پر وار کروگے تیغ دوپیکر کا کام کریگی رزمگاہ مین عدو کو ماریگی تمھارا نام کریگی مقید کی زنجیر مین چھوا دوگے زنجیر ٹوٹ پڑیگی رہا وہ گرفتار ہوجائیگا جس جانور کے تسخیر کا ارادہ کروگے جب اس قمچی کا اشارہ کروگے وہ جانور مطیع اور فرمانبردار ہوجائیگا کمر سے لپیٹ لوگے طاقت پرواز ہوگی جہان چاہو جاؤ اختیار ہے ٹوٹنا جانتی نہین بے تمھارے کسی سے ہل نشکیگی اگرچہ سکبار ہے دشمن کی گرفتاری کو حلقہ کمند ہے مریض کے بدن مین بہ نظر شفا چھوا دوگے اکسیر کا کام کریگی دوائے دل دردمند ہے جس شخص کی طرف تبدیل شکل کا قصد کرکے اس چھڑی سے اشارہ کروگے اوسکی صورت فی الفور بدل جائیگی جس آسیب زدہ کو دیکھا دوگے آسیب دفع ہوگا بلا آئی ہوئی ٹل جائیگی مگر خبردار اسکو اپنے پاس سے جدا نکرنا نہین تو بہت پچھتاؤگے پھر ایسی چیز کہین نپاؤگے اب بسم اللہ کرکے اسے کمر مین باندھو اور ملکہ کے پاس جانیکا ارادہ کرو انشاء اللہ تعالے کرناس دیو پر مظفر اور منصور ہوگے ملکہ کے وصال سے کامیاب اور مسرور ہوگے شہزادہ یہ سب باتین اپنے ذہن نشین کرکے درویش طریقت کیش کا قدمبوس ہوا اور بہت سا شکریہ ادا کیا پھر شاہ صاحب نے اپنے دست مبارک سے وہ قمچی شہزادے کی کمر مین باندھی شہزادے نے ملکہ کے پاس جانیکا ارادہ کیا دل تو اودھر ہی رجوع تھا مگر اور بھی آمادہ کیا بعزم عزم کوہ البرز پر جس مکان مین وہ دلدار دور از یار بے یار و مددگار محبوس تھی جا پہونچا دیو کو پیغام اجل آپہونچا **آرام دل** نے جو آنکھ اوٹھائی **نسیم لکھنوی** دیکھا تو در قبول وا تھا ✦ بے تکلف دروازے مین قدم رکھا ناگاہ ایک صدائے دردناک بانالہ و آہ جانکاہ کان مین آئی کہ ارے ظالم شبہائے فراق تو ور روکے بسر ہوئین اب صبح قیامت آئی مگر افسوس تو نے خبر نلی ہماری جان پر کیا کیا آفت نہ آئی **رند** مصرعہ ہیرے چھوٹون مجھے راحت ہوجاے ✦ دم نکلجاے کہین جلد فراغت ہوجاے ✦ جو میسر ہو الفت مین شہادت ہوجاے ✦ فخر کونین ہو عاشق کی سعادت ہوجاے **آرام دل** نے آواز اپنی جانی کی پہچانی گوش دل سے سنا دلبر کی بیکسی اور بے بسی پر رویا پھر یہ شعر پڑھتا ہوا شوق دیدار مین چلا ناسخ مردے کو جلاتی ہے تری نازکی آواز ✦ اعجاز کا اعجاز ہے آواز کی آواز ✦ اندر جاکر دیکھا کہ ملکہ دالان مین بیٹھی رو رہی ہے گلستان حسن مین خزان ہے سنبل سے زلف پریشان ہے عارض گلبرگ طمانچون کے داغ سے رشک سوسن ہے تار تار پیرہن ہے نہال قد بار غم سے سرنگون ہے ضعف ہے درد ہے جنون ہے نرگسی چشم شبنم دار گریان ہے کسی کے انتظار مین واہے گسیو نگران ہے **نسیم لکھنوی** بال اوسکے وبال سے بڑھے ہین ✦ ناخن بھی ہلال

شب خیزی و فن چشتی بپشت جنبتی بخشش نہ چین بیت ازرنگ بینیش حسنش بے غش ۔ بنینی تیزی
جن پیش جذبش ۔ سو سوا سو برس کا سن و سال بھوؤن اور پلکون کے سب سفید بال تلاوت
قرآن مجید مین مصروف ہین ضیاے انور سے وہ حجرہ تنگ و تار روشن ہی صندلی رنگ ہے
گیروا پیرہن ہے چہرۂ مبارک سے آثار بد مزاجی نمایان ہین کسیکی طرف سے رنجیدہ خاطر ہین ملول
ہین آرام دل نے بکمال ادب سلام کیا اوس ولی اللہ نے منہ پھیر لیا پھر شہزادے نے
السلام علیکم کہا جب بھی جواب نہ دیا شہزادہ فقیر کے غضب سے ڈرا اور قدمون پر گر پڑا اوس
رہبر کامل نے شہزادے کا سر پاؤن پر سے اوٹھایا گلے لگایا پاس بٹھایا اور فرمایا کہ اے فرزند



بس اتنی ہی تکلیف مین تمنے کریم کارساز کو بھلا دیا مرنے پر مستعد ہوے ذرا صبر و تحمل نکیا
ان اللہ مع الصابرین کا بھی اعتقاد دل سے اوٹھا دیا خیر آج توقف کر انشاء اللہ تعالے
علے الصباح رخصت کرونگا یہ سنکے شہزادے کو گونہ تقویت ہوئی رنگ زعفرانی ارغوانی ہوگیا
بشاش طبیعت ہوئی پیر روشن ضمیر پایا اظہار مطلب سے کچھہ مطلب نہ رہا سر پنا جھکا کر دوبارا قدم
چومے نعلینون کو آنکھون سے لگایا دن تو یاد اللہ اور تلاوت کلام اللہ مین بسر ہوا شام ہوتے
ہی شاہ صاحب نے کھانے کے بدلے ایک چیز ایسی آرام دل کو کھلائی کہ کھلاتے ہی
شہزادے کے جسم مین فورًا اصلی تاب و توانائی آئی صبح کو شہزادے نے اوس درویش کامل سے

شکم مین نار التنور کا عالم ہوا دل کیا ہر ہر استخوان ہیزم کی طرح جلنے لگا آہ کے ہمراہ پیچاب کھا کھا کے
دھوان نکلنے لگا دانت کڑکڑ بجنے لگے لب یاقوت سے نیلم ہوے عارض انور کو ہمرنگ برگ گل تر تھے
سردی کے گزند سے برگ سوسن ہوے ہاتھ پانون ٹھنڈے تھے اونگلیان ٹھٹھری جاتی تھین جو خانہ
بغل سے باہر نکلتی تھین اس کڑکڑاتے جاڑے مین تڑاقے کی گرمی کا مزا تھا لطف تو تھا وے جان گزا
تھا کہ جو قدم آگے پڑتا تھا آبلہ پا کی صراحیان ریگ بیابان کے شورے مین جھلتی تھین جب مجمر فلک
مین آفتاب کا انگارہ روشن ہوا آرام دل کے جسم کو گرمی پہونچی سردی کے گزند سے امین ہوا
قدم تو بڑی گرما گرمی سے اوٹھایا مگر ناتوانی سے بڑھا نہ گیا چکرا کر گرا بیقرار ہوکر یہ اشعار زبان پر لایا +
ناسخ ضعف ہے راہ طلب مین جیسے دامنگیر پا + آتی ہین رگہاے پا محکو نظر زنجیر پا +
لے چلے ہین کوے جانان سے یہ وحشت مین مجھے + وادی پرخار پر موقوف ہے تعزیر پا +
گرتے ہی ناتوانی سے غش آنے لگے نالہاے دل زار سنانے لگے بے چین ہوا گھبرایا پانون جستجو
دلدار مین تھک گئے وصال یار کی طرف سے یاس ہوئی رو رو کر یہ ارشاد فرمایا میر تقی آہ سحر نے
سوزش دل کو مٹا دیا + اس باد نے ہمین تو دیا سا بجھا دیا + اس موج خیز دہر مین ہمکو قضا نے آہ
پانی کے بلبلے کی طرح سے بٹھا دیا + بوے کباب سوختہ آتی دماغ مین + شاید جگر کو آتش غم نے
جلا دیا + اسی طرح تین شبانہ روز گذر گئے حضرت عشق اپنا کام کر گئے دن کی دھوپ رات کی اوس
بیکسی اور ناتوانی پر صد ہزار افسوس ایسے ناتوان ہوے کہ ہل نہ سکے میر سر اوٹھاتے ہی ہو گئے
پامال + سبزۂ نودمیدہ کے مانند + آرام دل اپنی جان سے بیزار ہوا بے یار اس ذلت و خواری
کی زیست سے شرمسار ہوا ارادہ کیا کہ اب کسکی کنونمین مین آپ کو گرائے دیدار یار حشر تک منقصیب ہوگا
فلک ستم شعار درپے کین وجفا ہے موت بھی خفا ہے پھر اس جینے کو کیا کہتے ہین بس آپ اپنے
تئین ہلاک کیجیے مرجایئے محمد ابراہیم ذوق کیون جی کے ہجر مین ہوے شرمندہ یار سے +
اب مرتے ہین اوسکی پشیمانیون مین ہم + یہ سوچکر جبرا قہرا اوٹھا سامنے ایک چھپر اور کوان نظر پڑا
دیکھا اوس جھوپڑی کے آگے آگ روشن ہے خیال کیا کہ شاید کسی زمیندار کا مسکن ہے غرض وہ
یوسف عہد چاہ سے گھبرا کر گرنے کی چاہ مین چاہ کی طرف چلا لب چاہ آتے ہی جو نہین چاہ مین گرنیکو
چاہا ایک آواز سنی کہ دیکھ کیا ستم کرتا ہے خدا کو بھول گیا کیون بے موت مرتا ہے آرام دل نے
یہ سنکر جان دینے سے ہاتھ اوٹھایا اور اوس جھوپڑے کی طرف آیا دیکھا کہ منقوط شیخ جی چپ
تخت نشین ہے جی جی نے بق بق جنت بن بجین چین غضب نقش جبین فیض بخش غیب مین

نہین جانتے تھے کہ صورت خوب جہان کو مرغوب ہے حسین عالم کا محبوب ہے دیو تو کیا پری
بھی دیوانی ہے اگرچہ حسن مین لاثانی ہے طلسم جہان مین یہی کارخانہ ہے جن و بشر پر موقوف
نہین یہ طبیعت کا آجانا ہے غرض بادشاہ اپنی فکر مین حیران تھے عقلا وزرا پریشان تھے کہ
ایک خواص نے شاہ کے حضور مین عرض کی کہ غلام علم رمل اور نجوم مین خوب ماہر ہے حال ماضی
اور استقبال اور اب جو مرشد زادی پر گذر رہا ہے وہ سب تا بعد اپر ظاہر ہے ایک دیو کرناس نام
کوہ البرز پر کہ وہ پہاڑ یہان سے دس منزل جانب مشرق ہے شہزادی کو لیگیا ہے ہم سبکو رنج
والم دے گیا ہے اوس پہاڑ پر اوسکا ایک مکان عیش و نشاط کا سامان ہے یہ سنتے ہی شاہ
نے اوسی دم وزیر اعظم کو با فوج جرار کوہ البرز کی طرف روانہ کیا اور آپ بیقرار ہوکر بار بار بدرگاہ
قاضی الحاجات دعا کرتا فقرا اہل اللہ صاحب دل لوگون سے اپنی التجا کرتا **سطرے چند در**
صنعت منقطع الحروف آرام دل دل دادہ وارث[1] داد رس رہ رو راہ ذوق
دور رو و دود آرام رم اثر درد م آزردہ دل رنج زدہ راز دار درد دل داغ آزردہ آواز زاغ زاری
دل آرزو دل ذرہ ذرہ دوری دل آرام دل آثار دل **آرام دل** داغدار روز[2] راہ رو در
وادی ذوق و داد و داد از درد دوری داد داد ۔ ورائے دل روح کو آثار آوارہ وادی دردرواں[3]
دو دردان وار آہ دل دوز آب[4] رہ روزی روزہ[5] روز فقیرانہ بھیس کیے تن تنہا آہ و بکا کرتا چلا جاتا
تھا ایک روز علی الصباح ایک صحرائے وسیع مین گذر ہوا شہزادہ سخت متحیر ہوا دیکھا کہ بیابان
فراخ چون صفحۂ آسمان ہے مگر کہین کسی انسان یا درخت کا پتا نہین صاف میدان ہے جاڑے
کی یہ شدت ہے کہ کھیت کے کھیت اوجڑے پڑے ہین کہین لب جو جو دو چار جانور آبی مین
مارے سردی کے اینٹھ رہے ہین اکڑے پڑے ہین جو ایک آدھ ارنڈ کا درخت ہے اوسی جاڑے
سے جو پالا پڑا ہے اوپر سے نیچے تک گلا ہے اندر سے باہر تک سڑا ہے رات کو آسمان سے برف
گرتی ہے زمین طبقۂ زمہریر ہے اس جنگل مین لطف صحرائے کشمیر ہے کھیت کی جو کیاری دیکھی
کھنے کی کیاری پائی ہے کوئین کو جو بغور دیکھا تو ثابت ہوا کہ کسی دہقانی برف والے نے اپنی
بڑی قفلی مین پانی کی برف جمائی ہے صبح کا وقت سرد سرد ہوا جاڑے کی یہ شدت اوسپر طرہ یہ کہ
شاہ صاحب کے تن پر کپڑا نہ پانون مین جوتا فقط ایک لنگی اوسپر لنگوٹ ایام سردی مین خصوصًا
صحرا نوردی مین بھلا اوسکی کیا اوٹ شہزادہ مارے سردی کے بیچین ہوا قدم بڑھایا سردی
سے کانپنے لگا آگے بڑھتے ہی قدم لڑکھڑایا تھرائے کی ہوا تیرسی لگنے لگی آتش غم دونی سلگنے لگی

[1] وارث داد رس راہ
[2] ازنکہ جن افزود دخترش ۱۲
[3] روزن بمعنے نظر کہ سعنت موزون کرد ۱۲
[4] روان اسے جان ۱۲
[5] آب رواں و آب زلال ۱۲
[6] روزہ روز برخ فاقہ کشی ۱۲

تمھارے عاشق زار تھے جدائی سے بیقرار تھے دیو عشق کا نام سنکر اور بھی شاد ہوا کہنے لگا کہ اچھا
ہم تا صحت آپ سے نہ بولینگے یہ سنا اور الگ مکان مین جا در گور ہوا یہان پھر وہی گریہ وزاری
تڑپ اور بیقراری پھر وہی نالون کا شور ہوا تمام رات اسی طرح بسر ہوئی خدا خدا کرکے سحر ہوئی دیو تو
صبح اوٹھتے ہی روانہ ہوا غم والم نے ملکہ کو پھر آڑے ہاتھون لیا مرغ سحر نے اذان دی صور کی طرح
آواز لگائی صبح کیا ہوئی گویا قیامت آئی داغ جنون کا حساب ہونے لگا دفتر حدیث دل کھلنے
لگے نامۂ اعمال دل بیقرار اور چشم اشکبار میزان امتحان مین تلنے لگے عشق کے گنہگار بندون پر
عذاب ہونے لگا القصہ کبھی کبھی دیونا بکار آتا دو ایک ساعت ملکہ کے پاس ٹھہرتا پھر چلا جاتا
ملکہ حسن افروز رو رو کے دن بسر کرتی رات کو تارے گن گن کر سحر کرتی آرام دل کے آنے
کی مدام منتظر رہتی فراق کے صدمے سہتی اوسکے انتظار مین ہمہ وقت دروازے کو تکتی جب راہ
دیکھتے دیکھتے دم گھبرا جاتا جوش جنون سے کلیجہ مُنہ کو آتا دیوانون کی طرح بکتی اسی طرح چند روز گذرگئے
مہینا قریب الاختتام ہوا اس عرصے مین کسی مرتے جیتے نے خبر نہ لی ملکہ کو بڑا صدمہ ہوا آلام ہوا
شب و روز بدرگاہ مجیب الدعوات اپنے حفظ آبرو کی التجا کرتی اپنی بیکسی اور بے نصیبی پر زار زار روتی
لیل و نہار آہ و بکا کرتی ذوق گر شرح جنون سے کیجے رقم اور زیادہ ✣ ہو چاک ابھی جیب قلم اور زیادہ

**معلوم ہونا احوال دستبردی کرناس دیو بد نظر کا اور فوج کشی کرنا پدر ملکہ حسن افروز
حور منظر کا پھر آوارگی آرام دل مصیبت زدہ روزگار ملاقات پیر مرد خجستہ خصال
پھر بعنایات جامع المتفرقین او رتوجہ باطنی درویش کامل ملاقات ملکہ حسن افروز حور شمائل
پھر دیو کی لڑائی اوسکو جہنم مین پہونچانا اور ملکہ حسن افروز کو فارس مین لانا**

پلا ساقیا ساغر غم زدا ✣ کہ فرقت سے ہے حال ابتر مرا ✣ پھنسا پنجۂ دیو غم مین ہی دل ✣ شب و روز
رہتا ہون مین مضمحل ✣ مدد کر مری ساغر عیش سے ✣ رہائی ہو تا دام غم سے مجھے ✣ نہ کیونکر ہو دل شاد
اور باسرور ✣ کہ ہے بعد محنت کے راحت ضرور ✣ سیاحان ملک معانی ورہ نوردان صحرائے خوش بیانی
احوال آوارگان دشت ادبار روی نادیدۂ شاہد مدعا اور ستم رسیدگان روزگار کا یون لکھتے ہین
کہ جب ملکہ حسن افروز حور شمائل اور شہزادۂ آرام دل دونون غائب ہوے شاہ فارس
کو رنج ہوے تعب ہوے انکے غائب ہونے مین عقلا ذہن لڑاتے تھے مگر مدعا کی طرف اصلا

سر پر خاک ڈالی آپ کو برباد کیا کبھی اپنی تنہائی اور بیکسی سے ہراسان ہوئی گھبرائی کبھی اشکبار ہو کر
فراق یار مین بیقرار ہو کر یہ غزل ارشاد فرمائی نواب سید محمد خان رندیان نالہ سرد و آہ
مین اپنے اثر نہین ٭ او بیخبر تجھے بھی ہماری خبر نہین ٭ حیرت کا ہی مقام تعجب کی جاے ہی ٭ اس
دہر مین کسیکو کسیکی خبر نہین ٭ الام الیتیام بدپری کے جا چکے ٭ ناسور اب تو ہو گیا داغ جگر نہین ٭
پہونچا دے اوسکو کون خبر میری حال کی ٭ ہمدم نہین شفیق نہین نامہ بر نہین ٭ خستہ عارفانہ تجاہل ہی یار کو
کیونکر کہون کہ حال کی میرے خبر نہین ٭ کبھی درد جدائی سی بیقرار ہوتی یہ کہتی اور زار زار روتی رندیان
سی لائین اب اوسکو جو ہمکنار کرین ٭ تسلی کیا تری او جان بیقرار کرین ٭ الہی کیا کرون کہان آن پڑی اس موذی کے
ہاتھ سی کیونکر نجات پاؤنگی خدایا کس مصیبت مین جان پڑی ملک چھوٹا مان باپ سے جدائی ہوئی فراق محبوب وصال
نامرغوب سے دم نکلا جاتا ہی دیو کی صورت دیکھکے خوف آتا ہی ملعون کے پھندے مین گرفتار ہین موت بھی نہین آتی جان
سے بیزار ہین افسوس کیا تھا اور کیا ہو گیا کیون پروردگار یہ کیا شان کبریائی ہوئی میر حسن
فلک نے تو اتنا ہنسایا نہ تھا ٭ کہ جسکے عوض یون رولانے لگا ٭ آہ مجھسا بھی بدنصیب کوئی
بشر نہوگا اور جیسا میرا دل ہے ویسا بھی کسیکا جگر نہوگا حضرت غالب میری قسمت مین غم
گرانسا تھا ٭ دل بھی یارب کئی دیے ہوتے ٭ غرض اسی طرح روتے روتے جان سے بیزار ہوئی
تپ غم نے آدبایا رشک مسیحا کے الم مین بیمار ہوئی اس عرصے مین وہ سفاک ناپاک آیا ملکہ نے
بغور جو دیکھا پھر غش آیا وہ بدذات ابلیس صفات ملکہ کے قریب آیا اور زبردستی ہوش مین لایا
ملکہ جو ہوشیار ہوئی حضرت عزرائیل کو بالین پر موجود پایا راضی برضاے پروردگار ہوئی دل مین سوچی
کہ ہماری تقدیر مین یہی لکھا تھا یہی ہونا تھا مدام رنج و آلام مین رہنا تھا تمام عمر رونا تھا خیر شکر ہے لیکن
اب وہ تدبیر کرو کہ اس موذی کے ہاتھ سے جان بھی بچے اور آبرو بھی رہے یہ سوچ سمجھکر دیو سے کہنے
لگی کہ تم ہمین تنہا چھوڑ صبح سے کہان گئے تھے اور جو ہمین کوئی اور لیجاتا تو تم کیا کرتے آخر یہی ہوتا
کہ میرے فراق مین اور اوسکے آتش رشک مین جل مرتے دیو مرغی کا یہ میٹھی میٹھی باتین سنکر شہد
کی چھری سے ذبح ہوا بسمل ہوا خنجر عشق کا گھائل ہوا بولا کسی کا کیا مقدور جو تمکو بھر نظر دیکھے اگر
دیکھے تو اوسی دم قلم اپنا سر دیکھے اس بات سے تم اطمینان رکھو طبیعت اپنی نہ پریشان رکھو مگر
بغیر وصال اب حال غیر ہے شراب عشق سے مخمور ہین شیشہ دل چور تمھارے بغیر ہے ملکہ حسن افروز
نے کہا پانچ چار روز سے ہم بیمار ہین اس سبب سے ناچار ہین ایک مہینا توقف کرو ایسے کیون گھبراتے
ہو تمھین کیا خیال ہے ہم تو تمھارے پاس موجود ہین پھر وصال کیا امر محال ہے اور ہم تو مدت سے

اوٹھا ساقیا جام مینائے زرد + پلا دے وہ مے جسمین ہو دور درد + پلا دے اگر ایسی مے ہو کہین + وگرنہ کچھہ اسکی بھی خواہش نہین + محبت مین خون جگر پیتے ہین + گزک بخت دل کھاکے ہم جیتے ہین + قلم بریدہ سرو کلک چاک جگر احوال ملکہ حسن **افروز** سراپا گداز ہمہ تن سوز کا یون تحریر کرتا ہے کہ جب ملکہ جگر افگار کو وہ دیو ستمگار شہزادے کے پہلو سے جدا کرا اور اوس گلبدن کو پھول کی طرح اوٹھا کر لیچلا ملکہ نے ایسی صورت منحوس تو کبھی دیکھی نہ تھی بیک نگاہ بیہوش ہوگئی سروپا کی مطلق خبر نرہی شراب غفلت سے مدہوش ہوگئی **نسیم لکھنوی** حیرت چھائی تو کھوگئی وہ + غفلت آئی تو سوگئی وہ + کرناس نسناس نے ملکہ بے آس کو سراپا یاس بیچین اور اوداس کو کوہ البرز پر لیجاکر دالان مین لٹا دیا اور آپ پاس بیٹھکر ملکہ سے باتین کرنے لگا وہ گدھا بیہوشی اور ہوشیاری کیا جانے بقول شخصے ع چہ داند بوزنہ لذات ادرک + ملکہ نے جو کچھہ جواب نہ دیا تو ہاتھہ پکڑکے اوٹھایا بٹھایا جب آنکھہ نہ کھولی تو پھر لٹایا اور سوچا کہ یہ تازہ گرفتار ہے اپنے ماں باپ کی مفارقت سے بے قرار ہے ابھی نہ ستانا چاہیے پھر ملکہ کو تنہا چھوڑ آپ حسب معمول سیر و شکار کو روانہ ہوا یہان بلبل زار کا گل سے چھوٹ کر گلستان سراسر خار صد آزار مین شجر الم پر اشیانہ ہوا ملکہ کو جو ہوش آیا آپ کو کنج مزار مین پایا سوزش درونی سے کلیجہ جلنے لگا گھبراہٹ سے دم نکلنے لگا ابر غم کشت زار عیش و نشاط پر گھر آیا دل نے برق کی تڑپ دکھائی رعد کی طرح شور مچایا خوف کے مارے دل کھول کے رونکی نالہاے دل نالان گلے مین پھنس گئے گرفتار پنجۂ دیو کرناس ہوئی دلبر کے وصال سے یاس ہوئی دیوارون سے سر ٹکرایا ماہی بے آب کی طرح تڑپی بے قرار ہوئی عندلیب روح قفس تن مین پھڑکنے لگی خوف سے چھاتی دھڑکنے لگی اپنے گلبدن رشک مسیحا سے جدا ہوکر بیمار ہوئی وقت صد آزار ہوئی اپنی بیکسی اور بربادی پر زار زار رونے لگی زندگی سے ہاتھہ اوٹھایا تڑپ تڑپ کے جان کھونے لگی کبھی گھبراکر اوٹھی ٹھوکر جو لگی منہ کی کھائی کبھی کلیجے پر ہاتھہ رکھکر بیقرار ایسے اشعار زبان پر لائی **حضرت اسد اللہ خان غالب** یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا + اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا + کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیر نیم کش کو + یہ خلش کہان سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا + رگ سنگ سے ٹپکتا وہ لہو کہ پھر نہ تھمتا + جسے غم سمجھتے ہین یہ اگر شرار ہوتا + کہون کس سے مین کہ کیا ہے شب غم بری بلا ہے + مجھے کیا برا تھا مرنا اگر ایک بار ہوتا + ہوے مر کے ہم جو رسوا ہوے کیون نہ غرق دریا + نہ کبھی جنازہ اوٹھتا نہ کہین مزار ہوتا + کبھی اپنے آرام دل راحت جان کو یاد کیا اوسکی ویرانی اور سرگردانی کا تصور کرکے

ہڈیون کو ہاتھہ مین پیسکر چہرۂ انور پر بھبھوت رمائی عشق صنم مین جوگی ہوے کسی جوگی نرہے اشکون کی سیلی گلے مین ڈالی اپنے غزال رعنا کی یاد مین مرگ چھالے کا پشتارا باندھا زلف رسا کی جٹا کمر تک لٹکائی سوزش درونی کی دھونی رمائی اور نماز کے وقت جنگل کی راہ لی **فقرات چند در صنعت عاطلہ** حاصل کار آرام دل سوگوار گرم رو راہ الم اور صرصر وار آوارۂ عالم ہوا اسد اللہ ہوس طرۂ طرارا ورا + حرص وصل سر دلدارا ورا + اوسکا طالع کم رسا محروم رہا مدعا وصال معدوم رہا گوکہ اوس دم آرام دل کا سہو محو کا عالم اور دگر حال ہوا مگر سہل ہوا اوسکو وہ کہ ہر کس کو محال ہوا دل والہ اوس والا گہر کا گل کھا کر دم طاؤس ہوا اوس آہو رم کا دس کوس گم کردہ جوا کو صحرا کوہ اور کوہ صحرا محوس ہوا سر وصال دلدار مریم در دول رہا دل دواد محمل کو اوس مل کا سرور حاصل رہا آرام دل مرحلہ گرد مسلک الم رہرو راہ عدم کو ہم طرح رم ہمدم گل کا سرور کار ہوا کہ روح کو صدمہ ہوا دل درد آلود کرایا مگر سلسلہ امل کو محکم رکھا اور رو کر کہا کلام کو عصا آہ کا دل اور سہارا کر لو + صدمۂ و درد و الم کو ہو گوارا کر لو + ہر گاہ ملک ملک کردار کو احوال آرام دل صحرا گرد کا معلوم ہوا روح کو صدمہ کمال ہوا دل کو دوسرا ملال ہوا حاسد کا مدعا حاصل ہوا سر و صدہا کوس دور ملول ہر دل ہوا مہر و ماہ گم ہو کر عالم سواد آمود ہوا در ہر گھر کا مسدود ہر اک گم صم ہر دم ملول اور او داس رہا دل کو سو سو طرح کا وسواس رہا کل مردم کو اکل ماکول حرام ہوا وہ الم ہوا کہ وہ ماہ ماہ محرم الحرام ہوا گلکدۂ سرور کا الم گل کھلا اس دو حرام کو الم کا گل ملا ہر اک کا دو طور کا احوال ہوا کمال صدمہ ہوا ملال ہوا اک ادھر سر ہلا ہلا رو رہا دوسرا ادھر آہ آہ کر کر دم کھو رہا محل آرام آلام گاہ ہوا ملک ملک اسکا حال معلوم ہوا ہر اک آگاہ ہوا کلک عطارد کردار اس دس سطر کو لکھکر سر گھس گھس کر ہلاک ہوا مدادسر اسر سواد کو امساک ہوا سردار کو سرکار والا کا حکم ہوا کہ ملکہ اور آرام دل کو ہر طرح لاؤ والا دم صمصام کا سم کھاؤ وہ آگاہ ہو کر آمادہ ہوا سوار ہوا اور اک سور رہبر وہ ملک کا دل دادہ ہوا

پھر مذکور اوس رنجور دور از سرور یعنی ملکہ حسن افروز سراپا گداز ہمہ تن سوز رشک حور کا دیو کرناس کا لیجانا کوہ البرز پر پہونچانا اور اوس گرفتار پنجۂ الم کا بے قرار ہونا اور تلملانا

۱۲ بعض غالبہ
۱۲ بمعنی جوگ
۱۲ کل کا نیا از خلد
۱۲ کلام مراد از مصنف
۱۲ سخن تخلص دارد
۱۲ ای الشکستہ

جھلا کر ملکہ کو معلق اوٹھا لیا اور کندھے پر بٹھا شور و غل کرتا ہوا ہوا **آرام دل** ملکہ **حسن افروز**
کو دفعتاً غائب دیکھکر گھبرایا بیحواس ہوگیا قمر النسا ہاے بیگم کہکر چپ ہوگئی اوسے تو سکتا ہوا
خواصین پیٹنے لگین محل مین کہرام ہوا غرق دریاے الم عالم تمام ہوا مان یہ حال سنکر غش ہوئی
ہوش و حواس بجا نرہے **میر حسن** کلیجہ پکڑ رہ گئی ✣ کلی کیطرح سے بکس رہگئی ✣
بادشاہ کو جو یہ خبر وحشت اثر پہونچی ہجوم غم سے بیتاب ہوگئے کلیجے پر صدمہ پہونچا غش کھا کر زمین پر گر پڑے
آرام دل کہ روتے روتے بیہوش ہوگیا تھا ہوش مین جو آیا تو بصد حسرت و یاس یہ اشعار
زبان پر لایا **جرأت** کچھہ ایسا کر گیا بیہوش جانا ہمکو جانان کا ✣ نہ جی کو ہوش ہے دل کا نہ دل کو
ہوش ہے جان کا ✣ **ولہ** نہ جی کو دل کی خبر ہے نہ دل کو جی کی خبر ✣ ترے بغیر کسیکو نہین کسیکی خبر ✣
یہ کہکر گریبان چاک کیا رعنائی اور زیبائی کا بکھیڑا پاک کیا قبا سے تنگ ہوا بے یار زیبایش کے
نام سے ننگ ہوا میر ہاتھہ جانے لگا گریبان تک ✣ چاک کے پانون پھیلے دامان تک ✣ **نسیم**
لکھنوی یکبیک جو گذری بے خور و خواب ✣ زائل ہوئی اوسکی طاقت و تاب ✣ صورت مین خیال
رہگیا وہ ✣ ہیئت مین مثال رہگیا وہ ✣ آنے لگے بیٹھے بیٹھے چکر ✣ فانوس خیال بنگیا گھر ✣ جانے
سے وہ زندگی کے تھا تنگ ✣ کپڑون کے عوض بدلتا تھا رنگ ✣ فلک کجرفتار کی ستمگاری پر
ہنسا دیس بدیس پھرنے کے لیے فقیرانہ بھیس کیا کھیس کا تہ بند باندھا اوپر لنگوٹ کسا سر پر جوگی
کی گدڑی کندھے پر درست کی طلب دلدار مین کمر ہمت چست کی کاسۂ سر ہاتھہ مین لیا ضعف اور ناتوانی
کو عصاے پیری سمجھا حضرت عشق کو ہادی اور رہنما کیا محبوب سے لو لگائی مجذوب ہو کر دلشاد ہوا
راہ عشق مین سالک ہوا غم دنیا سے آزاد ہوا درد دلدار کی خاک بدن مین ملی آتش عشق کی جلی ہوئی



آفتاب حسن یار ✤ دھوپ سونیکا ورق چاندی کا تپر چاندنی ✤ پھر ملکہ شہزادے کا ہاتھ پکڑکے زیر شامیانہ زرتاب مسند زرین پر جا بیٹھی باغ حیات بخش اور نہر کی سیر کرکے دلشاد ہوئی ذہن جو لڑا تو یہ غزل بر محل طبع زاد ہوئی **مصنف**

جسنے اے جان تجھے گلشن مین ٹہلتے دیکھا
اوسکو پریون کے نہ جھرمٹ مین بہلتے دیکھا
نالہاے سحری دھوم تو کرتے ہو ولے
اپنا مطلب نہ کبھی تم سے نکلتے دیکھا
کبک پامال خرام بت طنّاز ہوا
نازو انداز سے شاید اوسے چلتے دیکھا
دل کا احوال کہون کیا کہ تپ فرقت سے
کبھی پانی اوسے دیکھا کبھی جلتے دیکھا
یہی کہتا ہے نہ چھوڑون گا مین ہرگز دامن
طفل اشک آج اسی ضد پہ مچلتے دیکھا
پیش شمع رخ جانان دل پرغم اپنا
کبھی گلتے کبھی جلتے کبھی ڈھلتے دیکھا
شہزادے نے بھی ایک غزل بے بدل برجستہ کہی
اور ملکہ سے مخاطب ہوکر پڑھی **مصنف**
آگیا جو ترے کوچے مین نہ ٹلتے دیکھا
دم مسیحا کا ترے در پہ نکلتے دیکھا
مطلب عاشق صادق پہ تجھے اے شہ حسن
مکر سے سیکڑون انداز بدلتے دیکھا
میرے قابو مین کسی روز نہ آیا تو یار
اپنا بس تجھپہ کسی آن نہ چلتے دیکھا
تونے پھیری نظر اپنی تو پھرا اوس سے جہان
جو گرا آنکھون سے تیری نہ سنبھلتے دیکھا
اب تو عشاق کی جانبازی کا لا دل مین یقین
تونے پروانے کو بھی آنکھون سے جلتے دیکھا
آج بر آئی تمناے سخن مدت مین
تمکو اے جان جو کوٹھے پہ ٹہلتے دیکھا

غرض اسی طرح باعیش و طرب زلف لیلاے شب تا کمر گئی یعنے نصف شب گذر گئی خمار بادۂ نشاط کا اوتار ہوا فلک ستمگار درپے آزار ہوا اتفاقاً اوس وقت ایک طرف سے بالا بالا کسی دیو کا گذر ہوا ظہور شعبدۂ فلک کینہ ور ہوا اوسنے ایک پری نازنین قمر طلعت زہرہ جبین دیکھی قدرت خداے رب العالمین دیکھی دیکھتے ہی خنجر عشق کا گھائل ہوا عاشق ہوگیا بسمل ہوا شہزادے کو پہلو مین بیٹھا دیکھکر جل گیا بے خود ہوا اپنے جامے سے باہر نکل گیا غصے سے شہزادے پر جھپٹا اور خنجر آبدار کمر سے کھینچ کر مارا مگر یہ برکت انگشتری طلائی آرام دل محفوظ رہا خنجر جو کارگر نہوا تو وہ ملعون بڑے زور سے للکارا ملکہ وہ آواز ہولناک سنکر لرز گئی خوف سے شہزادے کے پیچھے ہو بیٹھی ہوش و حواس کھو بیٹھی ✤ آرام دل بھی ایک آواز ہولناک سنکر اور بظاہر کسیکو نہ دیکھکر پریشان ہوا بہت ہراسان ہوا جب اوس مردود کا شہزادے پر کسی طرح بس نہ چلا تو غصے سے لال ہوگیا بہت جلا

گئے تھے آرام دل نے عرض کیا کہ فدوی بعد عرصہ کے شکار کھیلنے گیا تھا صید گاہ مین جو طبیعت لگ گئی چند روز تک شکار کھیلتا رہا آخر مفارقت قدوم میمنت لزوم سے جی بیچین ہوا گھبرایا اوسی دم کوچ کیا کل اس شہر مین داخل ہوا آج حضور مین حاضر آیا غرض آرام دل نے اپنی چرب زبانی سے کچھ جھوٹھ کچھ سچ ملا کر شاہ کی تسکین کردی پھر دیر تک باب گفتگو وا رہا در تقریر کھلا رہا جب دربار برخاست ہوا شہزادہ موتی محل مین تشریف لایا مدام بادۂ انبساط سے مخمور و بامید شادی اور وصال شہزادی مسرور رہنے لگا

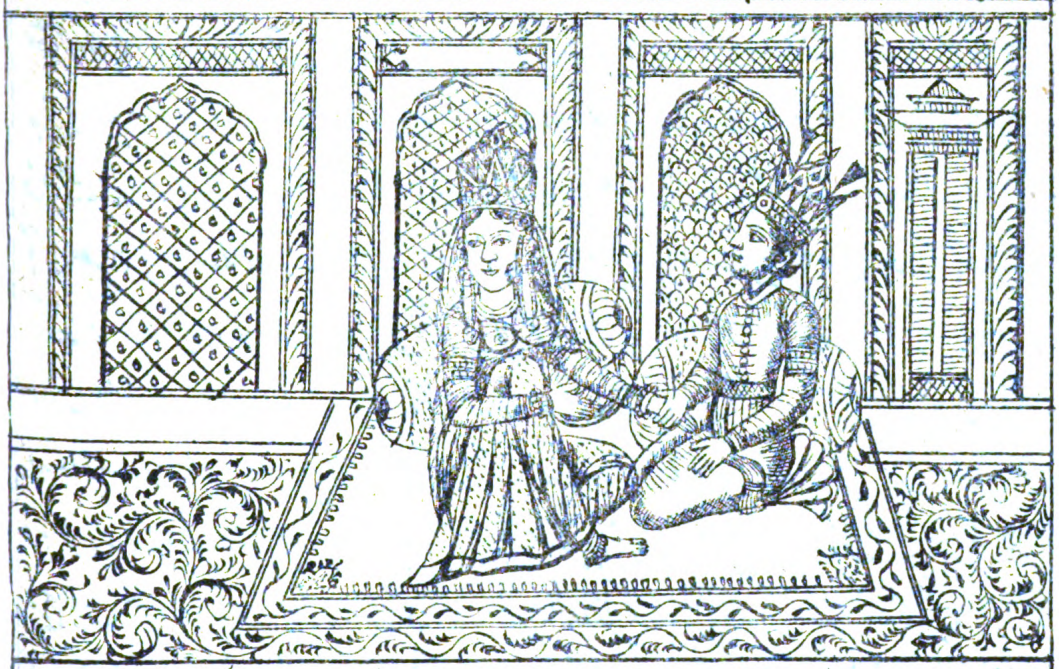
غائب ہوجانا ملکہ حسن افروز کا اور گرفتار ہونا دام کرناس دیو ستمگار مین اور روانہ ہونا آرام دل کا تلاش جانان مین اوسی حالت اضطرار مین

ندے ساقیا مجھکو جام شراب، ✣ بس اب پھینک دے یہ کزک اور کباب ✣ تمنائے مے اب تو بالکل نہین ✣ ذرا بھی مجھے خواہش مل نہین ✣ فلک سفلہ پرور ستانے لگا ✣ مرا یار مجھسے چھوٹ جانے لگا ✣ عجب طرح کا ماجرا ہے سخن ✣ کیا عاجز اسنے بقول حسن ✣ یہ دو دل کو یکجا بٹھاتا نہین ✣ کسیکا اسے وصل بھاتا نہین ✣ مصائب نگاران جگر افگار و جگر فگاران مصائب نگار لکھتے ہین کہ ایک شب وہ غیرت ماہ یعنے ملکہ حسن افروز ذیجاہ اپنی محرم راز قمر النسا کے ہمراہ شہزادۂ آرام دل بدر کامل کے پاس تشریف لائی چاندنی رات کی کیفیت تھی دو تین روز کے بعد ملاقات ہوئی تھی وہ صحبت غنیمت تھی کچھ جی مین جو آیا ملکہ نے شہزادے سے فرمایا رند آجکی رات جو تو مہ کے مقابل ہوجائے ✣ چاندنی میلی ہو دھلوانے کے قابل ہوجائے ✣ ناگہان سنبل الطیب کے تختے سے جو خوشبو آئی شہزادے کے مشام کو معطر کیا آرام دل نے کیا خوب جواب دیا خبر مرحوم بو تری زلف کی گر اوس سے مقابل ہوجائے ✣ مشک مادر بخطا کہنے کے قابل ہوجائے ✣ پھر ملکہ نے کہا جی چاہتا ہے اس وقت کوٹھے پر سے نظارۂ شہر کرین شہزادے نے کہا بسم اللہ ع صلاح ما ہمہ آنست کان صلاح شماست ✣ الغرض ملکہ مع شہزادہ و قمر النسا اور چند خواصون کو ہمراہ لیکر بالاے بام آئی چاندنی کی کیفیت دیکھکر کمال مسرور ہوئی اور فرط سرور سے شہزادے کی طرف مخاطب ہوکر یہ اشعار زبان پر لائی لا اور سے دیکھنے نکلا جو تو خورشید منظر چاندنی ✣ دھوپ سے بھی ہے چمک مین آج بہتر چاندنی ✣ کیمیا گر ہے فروغ

اوسے سمجھا لین گے زندہ پھینک دینگے اوسے ہم چیر کے پہلوا پنا ٭ تم پہ قابو نہین دل پر تو ہی قابو اپنا
آرام دل ذرا کہا دیکھو ذرا زبان سنبھالو بیہودہ کلمہ زبان سے نہ نکالو اوس بیچارے شاہ داراب نے تمھارا
کیا کیا جو اوسکو گالیان دیتی ہو اوسکے فرشتے کیا کہتے ہونگے ناحق گناہ اپنے ذمے لیتی ہو اور ملاقات
کے باب مین کیا کہا ذرا پھر کہنا تمھین میری جان کی قسم خاموش نرہنا ملکہ نے کہا ہان ہان مین سچ
کہتی ہون آپ میرا کیا کیجیے گا مین کیا بغیر کہے رہتی ہون اور مین تو یہ حیران ہون کہ آپ ع
اس قدر کیون خوشی سے پھولے ہین ٭ ہر دفعہ جو دباتے ہین کمزور سمجھکر دھمکاتے ہین تو کس
گھمنڈ پہ پھولے ہین بیت یون جو کرتے ہو بر بلا دعوے ٭ آپ کا کہیے مجھپہ کیا دعوے ٭
اور کیون جی ہمنے کسکو گالی دی جو تم اتنا بگڑتے ہو صنوبر کا کچھہ بڑا جیتا جو شیر کی طرح غرا کر لڑتے ہو
خدا کے لیے قمر النسا چلو مین یہان ہرگز نہ ٹھہرونگی انکے تو سر پر آج جن سوار ہے ہوا سے لڑتے
ہین بات بات مین بگڑتے ہین خدا جانے کیا اسرار ہے یہ کہکر اوٹھی اور شہزادے کو دو چار سخت
دست سنا کر بگڑکر منہ بنا کر چلی آرام دل ہاتھہ جوڑکر قدمون پر گر پڑا رونے لگا ملکہ نے کہا سبحان اللہ
رو رو کے ڈراتے ہو ماشاء اللہ بگڑے کو بناتے ہو بس ہٹو صاحب اب دل کی صفائی بخیر ہے ایک مدت
گلستان وصال مین شادان رہے اب دیکھیے بوستان فراق مین عجب سیر ہے غرض دیر تک یہی
کیفیت رہی یہ روٹھی رہین اودھر غشی کی حالت رہی آخر عاشق کو کہان تک صبر ہو پاس سخن سے دل پر
جبر ہو ملکہ نے پاس آکر عاشق جانباز کا سر اوٹھا کر اپنے زانو پر رکھا ماتھے پر ہاتھ رکھکر کاکل رخ پر سے سمیٹ کر
لگی زلف عنبر سونگھانے لگی کف دست صندلی جو پیشانی مریض عشق پر گئی صندل کا کام کر گئی ہاتھہ
لگاتے ہی درد سر دور ہوا دل بادۂ انبساط سے مسرور ہوا شہزادے کو ہوش آیا گھبراکر اوٹھہ بیٹھا
مگر خجالت سے سر جھکا لیا ملکہ نے فرمایا نسیم لکھنوی کیا کہتی ہو نہین ادھر تو دیکھو ٭ میری طرف
اک نظر تو دیکھو ٭ ہے یا یہ نہین خطا تمھاری ٭ فرمایئے کیا سزا تمھاری ٭ آرام دل نے
کی عرض رضا ہے جو خوشی ہو ٭ عاشق کی سزا جو پوچھتی ہو ٭ مشکین زلفون سے مشکین کسواؤ ٭
کالے ناگون سے مجھکو ڈسواؤ ٭ تلوار سے قتل ہو جو منظور ٭ ابرو کے اشارے سے کرو چور ٭
زندان مین جو زندہ بھیجنا ہو ٭ اپنے دل تنگ مین جگہ دو ٭ الغرض پھر باہم دور ساغر الفت چلنے لگا
وصال طالب و مطلوب سے فلک سفلی جلنے لگا رات بھر جشن رہا صبح ہوتے ہی ملکہ روانہ ہوئی
رات کی کیفیت سب قصہ ہوئی فسانہ ہوئی شہزادہ شاہ کی ملازمت کے واسطے گیا بادشاہ نے
آرام دل کو دیکھا کمال مسرور ہوا شہزادہ قدمبوس ہوا بادشاہ نے سینہ سے لگایا اور فرمایا کہان

خفا کیون ہوئے ہو اسکا کیا سبب ہین تو ایکبات پوچھتی ہون کہ آپ اتنے دنون کہان غایب رہے
آپ تو حاضر جواب ہین کچھ گفتگو کیجیے اسکا جواب دیجیے آرام دل نے کہا مین شکار کو گیا تھا
صید گاہ مین جو پہونچا ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالا وہ بہت دور نکل گیا ہاتھ نہ آیا مین بھی
دلدل مین پھنس گیا تھا گھوڑا میرا سینے تک زمین مین دھس گیا تھا خدا نے مجھے وہان سے
نکالا ملکہ نے شہزادے کی یہ گفتگو سنکے قمرالنسا سے کہا بہن جلد انکی خبر لو دیکھو تو انکے دشمن بہکتے
کیون ہین یہ کیا خبط ہے کہتے کچھ ہین منہ سے نکلتا کچھ ہے بھلا غور تو کرو انکے کلام مین کہین
بھی ربط ہے پھر شہزادے سے فرمایا کیون جی آج کیا شراب پی ہے جو ایسی بہکی بہکی باتین کرتے
ہو کیون کہو تو کیسا ہی ہے شہزادے نے کہا پینے تو نہین پی مگر معلوم ہوتا ہے کہ تمھین آج کچھ
نشا چڑھا ہی جو ہر بات مین اوجھتی ہو مینے جو بات عرض کی اوسے تمنے کس قدر طول دیا ہے
کچھ نہین سمجھتی ہو مین تو عرض کرتا ہون کہ شکار کھیلنے گیا تھا قسمت مین مصیبت لکھی تھی اوسے
جھیلنے گیا تھا ملکہ نے کہا اچھا جو آپ نے عرض کیا ہمنے اُسے فرض کیا مگر اب تم سچے ہو تو حلف اوٹھاؤ
ہمارے سر کی قسم کھاؤ جب ہمین یقین آئے دل کا شک رفع ہو خاطر جمع ہو شبہہ جاتا رہے جب ملکہ نے قسم
کے واسطے فرمایا تو آرام دل بہت گھبرایا چور کے پانون کہان کھسیانی ہنسی سے لگا خجل
ہوا خنجر نازوادا کا بسمل ہوا یہ حال دیکھکر قمرالنسا تو کھوئی گئی مدعا کی طرف نہ اصلا گئی مگر ملکہ
حسن افروز فورا پاگئی ہاتھ پکڑکے کہنے لگی تمھین میری جان کی قسم سچ بتاؤ کہان گئے تھے
تم خاطر جمع رکھو ہم کچھ نہ کہین گے سچ سچ کہدو جہان گئے تھے جب ملکہ نے ایسی شدید قسم دی تو شہزادے
کو بجز راستی کچھ بن نہ آئی ناچار تمام احوال اپنا ملک دارا ب مین جانا شہزادہ سیہ فام سے لڑنا اوسکے
باپ کا کھیت پڑنا اوسے شکست فاش دیکر بھگانا سب بیان کیا اور کہا کہ ہم تو بہت جلد آئے
آپ کا دل کیون رنجور ہوا یہ جو کہیے کہ بے اجازت ہمارے کیون گئے تو ہان البتہ یہ قصور ہوا
ملکہ حسن افروز یہ سنکر بڑے غضب مین آئی بید کی طرح کانپی تھرائی مگر غصہ کو ضبط کرکے کہنے
لگی کہ صاحب خوب کیا بہت اچھا کیا تم اونکے داماد تھے نجاتے تو کون جاتا اس وقت مین جانا
عین مناسب تھا اور رنج و الم کو جو کہو تو اسمین رنج کیا ہے یہ تمھاری غلط فہمی ہے اور ہمارا ابھی
الم کرنا عبث ہی کیونکہ کسی پر کسی کا زور چل سکتا ہے ہمارا تو پہلے ہی سے یہ ارادہ ہے کہ آپ سے
ترک ملاقات کرینگے ہزار منتین کیجیے گا مگر ہرگز نہ بات کرینگے اور یہ جو کوئی کہے کہ دل کیونکر مانیگا
اوس سے کیا کہوگی ہیر کے صدمے کیونکر سہوگی تو ہم اوسے بہلا لین گے اوس سے سمجھ لین گے

مسکرایا اور خاموش دالان مین چلا آیا قمر النسا وہان سے باغ باغ ملکہ حسن افروز کے پاس آئی
اور کہنے لگی حضور مبارک شہزادۂ عالم تشریف لائے جنکے واسطے آپ بے قرار تھین وہ آرام دل
آئے ملکہ نے کہا ہان وہ تو روز آتے ہین سب ہر روز ایسی ہی خبرین سناتے ہین قمر النسا نے کہا
بیگم مجھے اپنی جان کی قسم شہزادۂ عالم آئے جب قمر النسا نے قسم کھائی تو ملکہ کو آرام دل کے آنے
پر یقین ہوا دل کو ذرا توانائی آئی شام ہوتے ہی قمر النسا کے ہمراہ موتی محل مین تشریف لائی وہ شب
کہ شب ماہ تھی آرام دل موتی محل مین بالاے بام سفید بادلے کے شامیانے کے نیچے سفید ابر
کے ٹکڑے مین مانند ماہ دو ہفتہ کے رونق افروز تھا سب سامان جشن موجود تھا مگر بے یار چین دل سے
مفقود تھا منتظر آمد ملکہ حسن افروز تھا ملکہ کی پازیب کی آواز سنتے ہی بیتاب ہوکر استقبال کے واسطے
دروازے تک آیا ملکہ کو دیکھتے ہی پہلے سات بار تصدق ہوا سر سے پانون تک بلائین لین پھر ہاتھ
پکڑ کے مسند پر بٹھایا آپ جو برابر بیٹھنے لگا ملکہ نے کہا صاحب میرا آپ سے ایک سوال ہے طبیعت
کو سخت ملال ہے پہلے اوس سوال کا جواب دیجیے تو پھر میری برابری اور ہمسری کا دعوی کیجیے



یہ سنتے ہی آرام دل وہان سے اوٹھکر مقابل آبیٹھا یار ستمگار کو پر غضب دیکھکر جینے سے
سر دست ہاتھ اوٹھا بیٹھا اور دست بستہ عرض کرنے لگا کہ جو ارشاد ہو غلام اوسکا جواب دے
خاکسار ایک ہفتہ غیر حاضر رہا ہے فرمائیے تو ایک ایک روز ملکہ ایک ایک ساعت کا حساب دے
ملکہ نے کہا دیکھا چور کی ڈاڑھی مین تنکا صاحب مجھے تمام عمر کے حساب و کتاب سے کیا مطلب

ہوجاتے ہین ملکہ نے کہا **ذوق** موت ہی سے کچھ علاج درد فرقت ہو تو ہو ٭ غسل میت ہی ہمارا غسل صحت ہو تو ہو ٭ القصہ ملکہ حسن **افروز** پھر از سر نو آتش فراق مین جلنے لگی شعلۂ عشق سے گھل گھل کے شمع سان پگھلنے لگی مانی اور قمر النسا ہر چند تسکین دیتین دلداری کرتین اوس سرگشتہ بادیۂ حزن و ملال کی غمخواری کرتین مگر وہان آہ و فغان سے کب فرصت تھی رات کو شور مچانا سوتون کو جگانا دن کو چپکے چپکے رقت تھی قمر النسا ہر روز موتی محل مین جاتی باغ حیات بخش مین پریشان پھرتی اور مغموم پھر کر چلی آتی بادشاہ نے جو شہزادے کے چلے جانے کا حال سنا بہت متردد ہوا اوسی وقت جا بجا ملک ملک ہر اقلیم مین اس مضمون کے شقے جاری کیے کہ جہان شہزادۂ **آرام دل** ہو حاکم وہان کا بمجرد دریافت حال بکمال عز و جلال اپنے ہمراہ لیکر آئے اور حکم دیا کہ وزیر ہر طرف سوار روانہ کرے اور آپ بھی جائے وزیر حسب الحکم عمل مین لایا وہان **آرام دل** شاہ دارا کے پاس رہتا فراق یار کے رنج سہتا تھا ایک دم جدا نہونے پاتا تھا نہایت بیچین ہوتا سخت گھبراتا تھا ایک شب شہزادہ شاہ داراب کے پلنگ کے برابر سوتا تھا سوتا کیا تھا منہ کھولے ہوے پڑا تھا یہ کہتا تھا اور روتا تھا **نسیم دہلوی** بیتابیون نے دل کے ڈالا ہے کس غضب مین ٭ پہلو بدل رہے ہین نالے کنار شب مین ٭ بادشاہ غافل سوتے تھے یہ تو منتظر وقت اور متر صد فرصت تھا موقع پاکر اوٹھا اور بارہ دری کی ایک صحنچی مین جاکر اوسی عمل سے سفید دیو کو بلایا دیو آیا **آرام دل** نے کہا مجھے جہان سے لایا ہے وہان پہونچا دے بیقرار ہون جلد ملک جانان دکھا دے دیو نے حسب الحکم **نسیم لکھنوی** کندھے پہ چڑھا کے مثل گیسو ٭ اوس گل کو اڑا یا صورت بو ٭ شہزادے نے آنکھ بند کر کے پھر جو کھولی آپ کو باغ حیات بخش مین موتی محل کے دروازے پر پایا دیو کو وہین سے رخصت کیا اور آپ اندر محل مین تشریف لایا حسن اتفاق سے اوس وقت قمر النسا بھی موتی محل مین آئی تھی شبیہ **آرام دل** کی جو طاق مین گلدستون کے بیچ مین رکھی ہوئی تھی دیکھکر رو رہی تھی ملکہ کے حال زار کو خیال کر کے بیقرار ہو رہی تھی کہ دفعتاً **آرام دل** سامنے سے نظر آیا قمر النسا کو دیکھتے ہی آنکھین نیچی کر لین قمر النسا نے کہا حضور تسلیم جو صبح کا بھولا شام کو گھر آئے تو اوسے بھولا نہین کہتے بقول حضرت **غالب** اوسکو بھولا نہین چاہیے کہنا ٭ صبح جو جائے اور آئے شام ٭ فرمائیے ایک ہفتے تک کہان رہے آپ تو ماہ دو ہفتہ ہین ایک دو دن کا مضائقہ نہین اتنے دن جو نظر نہین آئے تو کہیے کس برج مین نہان رہے واللہ آپ کو بھی باتین سننے کا مزا ہے بے سنے نہین رہتے کچھ عجب لپکا ہے یہ سنکر **آرام دل**

کرنے کی تکلیف دیتی ہون جو مجھے ستاتی ہو ناحق میرا جی جلاتی ہو حضرت اسد اللہ خان غالب دل ہی تو ہے نہ سنگ وخشت درد سے بھر نہ آئے کیون ٭ روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمیں ستائے کیون ٭ جب وہ جمال دل فروز صورت مہر نیمروز ٭ آپ ہی ہو نظارہ سوز پردے مین منہ چھپائے کیون ٭ آخر اسی انتظار واضطرار مین تمام رات گذر گئی بیتابی شب ہجر عاشق کی خبر اوس آرام دل تک بوسیلۂ نسیم سحر گئی ملکہ گل اندام ناکام بصد درد وآلام خاص محل مین آئی دیر تک متحیر رہی پھر قمر النسا سے کہنے لگی کہ دیکھو کیا طوطے چشم تھے کیا جلد آنکھین بدل گئے باوجود اس قید وبند کے پھر بھی نہ رکے فرصت جو پائی خدا جانے کہان نکل گئے بھلا غور تو کرو کسی سے کیا دل لگائین کون کون سے دکھ سہین کس کس بات کو کہین آخر ہم بھی تو آدمی ہین کہان تک بار غم اوٹھائین میر تقی اس عہد مین الٰہی محبت کو کیا ہوا ٭ چھوڑا وفا کو اوسنے مروت کو کیا ہوا ٭ میر صاحب موصوف فلک نے عشق کی راہ مین ہمکو پیدا کر ٭ بسان سبزۂ نورستہ پایمال کیا ٭ یہ باتین کر کے ٹھنڈی ٹھنڈی سانس بھر کے رونے لگی شبنم کا عرق چین آنسوؤن سے بھگونے لگی قمر النسا نے کہا حضور قصور معاف آپ کو تو نہ کچھ شعور ہے نہ فہم ہے یونہین ناحق بدگمانی ہے وہم ہے بھلا یہ تو سمجھے کہ اگر اونکو جانا ہوتا تو پھر کیون اپنی سلطنت اور حکومت چھوڑ کر یہان آتے اگر آپکے عاشق نہوتے تو کیون آپ کی طلب وصال مین ہزارون مشقتین اور لاکھون صدمے اوٹھاتے سیمتن پری اور صنوبر شہزادی مل گئین یقین دو دو کے مالک ہوتے وہین نہ رہ جاتے یہ کہکر کچھ سوچی اور چور دروازے سے موتی محل مین گئی دیر تک شہزادے کے آنے کی منتظر رہی آخر جب بہت عرصہ ہوا اور نہ کچھ خبر معلوم ہوئی نہ شہزادہ اوس وقت تک آیا تو قمر النسا کے دل مین شک آیا غمگین پھر آئی ملکہ حسن افروز نے فرمایا جرات غضب ہے یہ کہ جسکی عاشقی مین جی سے جاتے ہین ٭ تو وہ کہتا ہے اب تک ہم محبت آزماتے ہین ٭ ہاے اللہ کسنے یہ تفرقہ ڈالا مین نے تو ابھی بھر نظر دیکھا بھی نہین تھا کیون رے فلک کینہ ور تو نے یہ کب کا بخار نکالا جرات بہ تنگ آئے ہین اس دل کے پیچتاب سے ہم ٭ جو مر مٹین تو چھٹین آہ اس عذاب سے ہم ٭ پھر قمر النسا سے کہنے لگی کیون ہمین وہم تھا تمھارے نزدیک بیوقوف تھی کچھ نہ فہم تھا اب بتاؤ یہ کیا ہوا بیٹھے بٹھائے مجھپر آسمان ٹوٹ پڑا ہاے یہ کیسا حشر برپا ہوا جرات دکھ جدائی کے ہمین تو نے دکھائے اے زیست ٭ کاش کی وصل ہی مین جی سے گذر جاتے ہم ٭ قمر النسا نے کہا بیگم خدا کے واسطے گھبرائیے نہین شہزادہ عالم انشاء اللہ تعالے جلد تشریف لاتے ہین یہ سب غم والم خدا کے فضل وکرم سے دور

دانشمندی پر تحسین کی یہ رائے بہت پسند آئی اوسکی تدبیر پر آفرین کی پھر دربار عام کیا افسرون کی بڑی قدر و منزلت کی اس فتح مین اونھین کا نام کیا ہر ایک کو علی قدر مراتب خلعت گران بہا سے سرفراز فرمایا اور سپاہیون کو بہت سا انعام دیا پھر نجومیون کو طلب فرمایا شادی کے واسطے اچھی ساعت دیکھنے کو ارشاد کیا اونھون نے پوتھی کو کھولا جنس وصال کو میزان قیاس مین تولا بعضون نے قرعہ پھینکا ہندسون اور شکلون کو ملایا پھر یکزبان عرض کیا کہ ایک برس شہزادے کا ستارہ اوج گردش مین ہے ابھی وصلت نچاہیے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شہزادۂ بلند اقبال پھر غائب ہو جائینگے انکو ہر دم اپنی نظر کے سامنے رکھیے ان سے ایک لحظہ غفلت نچاہیے بادشاہ نے انکو رخصت کیا اور فرمایا کہ صدق اللہ وکذب النجوم مگر شہزادے کو ہر دم پیش نظر رکھنے لگا اوسکے دیدار سے فرحندہ ہوا ایک دم علیحدہ ہونے نہ دیتا نجومیون کے کہنے کے مطابق کاربند ہوا

داستان ملکہ حسن افروز کا موتی محل مین آنا اور آرام دل کی جدائی سے بے قرار ہونا پھر آرام دل کا آنا اور ملاقات سے ملکہ کی خجل اور شرمسار ہونا

پلا ساقیا بادۂ ارغوان ✤ کہ پھر بزم کی اک لکھون داستان ✤ مرا یار از بس ہے نازک دماغ ✤ وہی ہے مرے دل کا چشم و چراغ ✤ جو ارشاد ہو وہ بجا لائیو ✤ جہانتک وہ مانگے دیے جائیو ✤ راقمان احوال واماندگان و محران کیفیت مہجوری دور افتادگان حال فراق اور وصال یون رقم کرتے ہین کہ جس روز آرام دل ملک داراب کی طرف روانہ ہوا اوس رات کو حسب دستور وہ رشک حوری اور قمر لقا کے ساتھہ موتی محل مین تشریف لائی آرام دل کو جو نہ دیکھا گھبرائی مانی سے کہنے لگی مانی آج خلاف معمول شہزادہ عالم کہان گئے ہین مانی نے کہا کیا خوب اب تمھارے واسطے وہ اپنے پاؤن مین بیڑیان ڈالین عورتون کی طرح گھر مین بیٹھے رہین دروازے کے باہر قدم نہ نکالین لڑکی اتنی قید بند بھی مجھے پسند نہین آتی ایسی محبت بھی میری چڑھہ ہے مجھے نہین بھاتی یہ سنکے ملکہ خاموش ہو رہی اور شہزادے کا انتظار کرنے لگی کبھی دل مین یہ خیال آتا کہ سیمتن پری نہ اوڑا لے گئی ہو کبھی یہ وسواس جی مین سماتا کہ ماشاء اللہ چشم بد دور رشک حور ہے کوئی اور پری نہ اوٹھا لے گئی ہو کبھی انھین باتون کا خیال کر کے چپکے چپکے رونے لگی کبھی فرط انتظار سے بے قرار ہونے لگی آنسو جو گرے مانی نے کہا شہزادہ جواب تک نہین آیا تو اسلیے دیر ہوئی ہو ملکہ نے جواب دیا کہ مانی ابھی مین تمھارا کچھہ لیتی ہون کچھہ کلام

اور جسکے دیدار کی آرزو تھی یہ وہی رشک ماہ کامل ہے الغرض آرام دل نے اوسکی لاش پھینک کر
گھوڑا اوٹھایا ولایتی کمر سے کھینچ کر صاعقہ کی طرح خرمن زندگانی عدو پر گھاٹا گھوڑا کڑکا کے شمشیر برق دم
تڑپا کے جس سوار پر ہاتھ لگایا خود سر سے سینے کے کواڑ توڑ کر استخوان کے زینے سے پشت زین
پر اوتر آیا جس پیدل پیدل کے برابر آکر سر پر خنجر مارا اوسنے سر پر رو کا مثل خیار تر دو ٹکڑے ہوا ہر
صغیر و کبیر ہر نا و پیر الامان پکارا مارتے مارتے خون کا دریا بہا دیا ہر نا پاک لڑائی کے بکھیڑے سے
پاک ہوا دریاے خون مین نہالیا پھر تو اوسکی تلوار کی آبداری کے سامنے کائی سی پھٹ گئی شاہ
روسیاہ کی قسمت اولٹ گئی سب ادنے اور اعلے سوار اور پیادہ کچھ پیچھے اور کچھ آگے سر پر
پائون رکھکر بھاگے جو بھاگے وہ تیر دوپیکر کے ہدف ہوئے نشانہ ہوے جو مقابل آئے شمشیر دو دم سے
ملک عدم کو روانہ ہوے وزیر مارا گیا پیدل کام آئے شاہ کو اعراب دینے کا بھی سہارا گیا
آرام دل اڑھائی ہاتھ گھوڑا اوڑا کے شاہ کے روبرو لایا بادشاہ نے بھاگنے کا رخ
کیا مگر پیدلون کی ہل چل سے خانہ فرار بند پایا ذرا جو توقف کیا شہزادے نے گھوڑے سے
کود کر شاہ کا ہاتھ پکڑ لیا سبحان اللہ عجیب واردات ہوئی کہ شاہ کو بھری بازی مین پیدل کی
کشت مات ہوئی شاہ دار اب اسکی جوانمردی اور چالاکی سے متحیر ہوا حیرت سے ششدر رہوا
شہزادے کے قریب آیا ہاتھی سے اوتر کر گلے لگایا دست و بازو چومے پیشانی پر بوسہ دیا شہزادہ
سیہ فام اپنی شکست اور اپنے باپ کو مقید دیکھکر مع فوج باقیماندہ و ہزیمت خوردہ اپنے ملک کی طرف
بھاگا شاہ روسیاہ اوسکا باپ آرام دل کے ہاتھہ سے مارا گیا سر اوس خودسر کا تیغ دوپیکر سے
اوتارا گیا جب مقصد دل حاصل ہوا بادشاہ مع شہزادہ مظفر اور منصور قلعہ مین داخل ہوا دلربا نے جو
شہزادے کو مضطر دیکھا حضور پر سوختہ جگر جذبہ دل کا اثر دیکھا بہت آداب سے جھک کر سلام کیا اور دست بستہ
یہ کلام کیا کہ کیون حضور کچھہ دل جلون کی بھی خبر ہے وعدہ وفا کیجیے گا یا یونہین دم دیجیے گا فرمائیے کیا
مدنظر ہے آرام دل مسکرایا بیگم صاحبہ نے محل مین بلایا گلے لگایا کئی خوان زر و جواہر کے نثار کیے
پھر بادشاہ باہر تشریف لائے دفتر خانے مین جاکر بخشی سے اہل سیف کی فہرست طلب فرما کر ایک
قلم سبکے نام پر قلم کھینچدیا اور افسرون کے لیے قتل کا حکم سنایا آرام دل نے عرض کی کہ حضور
غضب کرتے ہین بادشاہ بے لشکر گنبد بے در ہے اور ابھی تو صبح ظفر کی شام بھی نہین ہوئی چرخ
ور پے کین ہے عدو در کمین ہے ع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد ❊ ابھی بڑا خطرہ ہے فوج کو موقوف
نہ کیجیے بلکہ سردارون کی تعریف کر کے اونکو انعام اور خلعت دیجیے بادشاہ نے شہزادے کی

اوس جوان رشک غلمان کی جوانی پر افسوس کرتا رہا وہ ملعون توچپاٹ پر لگا ہوا تھا کسی مارتے خان سے کہان مقابلہ ہوا تھا مرد بے ریشہ جو دیکھا لقمہ بے ریشہ تصور کر جھپٹا نسیم لکھنوی بے ریشہ وہ طفل نوجوان تھا + حلوا بے دودھ بیگمان تھا + پھر بڑھکر للکارا اور وہی گرز گاؤ سر آرام دل پر اس زور سے پھینک مارا کہ اگر وہ اپنی اوستادی سے خالی ندیتا تو ہڈیان سپیلان پسکر سرمہ ہوجاتین نیست و نابود ہوتا نشان زندگی مفقود ہوتا شہزادے نے گرز کی زد بچا کر اپنی گھات لگا کر گھوڑے کو اوسی میدان مین گرداوس شامت زدہ کے کا وہ پھیرا نقطہ پرکار کیطرح اوس زاویہ نشین دائرۂ اجل کو بیچ مین گھیرا ایسا گھوڑا پھیرا وہ چکر لگا یا کہ غور کرکے جو دیکھا تو ایک شے مدور موہوم سی معلوم ہوتی تھی خیال اور تصور سے بھی مفہوم ہوتی تھی وہ ملعون جو محصور ہوا حیران ہوکر مینار کی طرح کھڑا رہگیا مجبور ہوا آرام دل نے کاوا دیتے دیتے گھوڑے کو دبایا گھوڑا بھرایا وہ ملعون تھرایا پھر شہزادے نے گھوڑا جھپٹا کے اوس مردود کی پشت مین برچھا مارا اور دھکا دیکر میخ کی طرح زمین سے اوکھاڑ لیا ایسا برچھا مارا کہ سینے کے پار ہوگیا وہ دوزخی نی النار ہوگیا ع بود اسفل السافلین منزلش + شاہ داراب ہاتھی پر سوار اوس رشک رستم



اور غیرت سہراب کی جوانمردی پر متحیر اور حیران کھڑا تھا دیکھنے والون کے ہوش پران تھے فی الحقیقت شہزادہ ایسا ہی لڑا تھا بادشاہ نے بہ فراست سمجھا کہ ہو نہو یہی شہزادۂ آرام دل ہی جسکی جستجو

لوگون کا پہلے ہی دم نکل رہا تھا منہ پر مردنی چھائی تھی چہرے کا رنگ بدل رہا تھا مگر بحکم بادشاہ
افسران سپاہ اور بہت سے خان بہادر جان نثار بڑے بڑے طاقت دار چوسنا پنج سنا ناٹل اوٹھانے
والے مردون کی ٹڈیون پر چوبرنگ لگانے والے میدان مین جاتے ذرا گھوڑے کو ایڑ لگا کے ہمکا
دو دو یلہ کود اکے بچاے تلوار بھاگ آنے کی گھات لگاتے مگر وہ کب چھوڑتا تھا ایک ایک کو چنکار
پلاؤ قورمہ کا مزا چکھا دیتا غرض جو اوسکے سامنے جلتا جیتا پھر کے نہ آتا اسی طرح دو پہر ہو گئی ہزارون
نقشین اوس بدمعاش کے ہاتھ سے خاک و خون مین غلطان ہوئین رسالون مین ہل چل پڑی پلٹنین
ہراسان ہوئین بادشاہ یہ کیفیت دیکھکر گھبرایا اپنی فوج کے سردارون سے فرمایا کہ یہ طرفہ ماجرا ہے کچھ
عجب ماجرا ہے جسے دیکھتا ہون ڈر آتا ہے بے مارے مرا جاتا ہے یہ سنکے فوج کے اور بھی پانون اکھڑنے
لگے میدان مین جانے کے واسطے آپس مین تکرار ہوئی بحث کی گفتار ہوئی آستین چڑھا چڑھا کے
لڑنے لگے ایک نے کہا جایئے بہت شیخی مارتے تھے ذرا بڑھ کے تلوار لگایئے اوسنے کہا مین تو بہت
لڑا اب آپ کی باری ہے جانا ہو تو جایئے نہین جگہ خالی کیجئے ہتھیار کھولدیجیے کس کام کی یہ چھری
اور کٹاری ہے غرض آپس مین خانہ جنگی اور ردوبدل ہونے لگی سوارونکی عجیب شکل ہوئی طرق کے
طرق رسالے کے رسالے بھاگنے لگے پیدلون مین کھل بل ہوئی کوئی درد کا بہانہ کرکے کھڑے کھڑے
پیٹ پکڑ کے بیٹھ گیا کسیکو مارے خوف کے دست آنے لگے بڑے بڑے تیر انداز اور پٹے بازلڑنے
نہ بھڑے مگر زمینون کی ڈولیون مین سوار ہو ہو کر جانے لگے جو امردون کو تیور پہ تیور آنے لگے
مجروحان خنجر بیم سے دارالشفا رشاہی بھر گیا لڑائی کے نام سے لرزہ آیا خوف و ہراس سبکے دلون
مین اثر کر گیا غرض ہر شخص نے سر پہ رکھنے سے مکتب فرار مین اوستاد خوف سے سرکنامہ کا سبق پڑھا
بادشاہ تنہا ہاتھی پر سوار رہ گئے جو دس پانچ سوار نمکخوار رہگئے وہ ایک ایک کا منہ تکتے رہے کوئی
آگے نہ بڑھا بادشاہ حیران تھا تفکر سے سر گریبان تھا بڑے تردد مین تھا راہ مشکل درپیش تھی ہاتھی
کے داشدہ مین تھا کہ آرام دل گھوڑا پھینکتا ہوا شہر کے دروازے سے نکلا بادشاہ ایک سوار کو یکہ و
تنہا اوبجی بنا ہوا اور میدان مین بیخوف و بیم آتا ہوا دیکھکر حیران ہوا سوچا کہ شاید مخالف نے دھوکا
دیکر شہر کے اندر کچھ فتور اوٹھایا ہے جو یہ سوار خبر دینے آیا ہے دل مین نہایت خوف سمایا زانو
پہ ہاتھ مار کر تہ کی تمام شد زبان پر لایا فیلبان کو ہول کر چلنے کا اشارہ کیا کچھ تدبیر نہ بن آئی
بھاگنے کا ارادہ کیا آرام دل کسی طرف نہ متوجہ ہوا سیدھا تیر سا میدان مین جا پڑا اور
مقابل ہوتے ہی اوس دیو بچہ سے مبارز طلب ہوا بادشاہ یہ کیفیت دیکھکر ٹھہر گیا اور

اور ہنگام فرصت پاکر اپنی فوج مین سے دس ہزار جوانون کو مستثنے کیا اور اوس گمراہ نے کمند کی راہ اون کو سہر مین اوتارا یعنے شب خون مارا شہر مین ہر طرف غوغا ہوا کہ قیامت کا سامنا ہوا حشر برپا ہوا لوہا برسنے لگا ایک عالم تیغ خون آشام ہوا جنے اوس ہنگام مین ذرا چون وچرا کیا یا ہاتھہ پانون ہلاکر کچھہ جواب دیا اوسکا وہین کام تمام ہوا کسی کو دم لینے کی فرصت نہ ملی ہوش وحواس جاتے رہے تلوار اوٹھانے کی مہلت نملی وزیر کو جو یہ خبر معلوم ہوئی پانچ چار رسالے اور کئی ہزار پیادے لیکر چڑھہ دوڑا آتے ہی اونکا محاصرہ کرلیا تلوارون کی باڑھہ پر دھر لیا تیغ دو دم لیکر غول مین کود پڑا خون کی ندی اور نالے بہالے خوب لڑا آخر کسی ملعون کے ہاتھہ سے زخم کاری لگا غش آیا گر پڑا گرتے ہی لوگون نے اوٹھایا ہاتھون ہاتھہ محل مین پہونچایا سردار جو گرا تمام فوج کے دانت کھٹے ہوے منہ پھرا مگر سوارون نے کام کیا بہادرون مین اپنا نام کیا گھوڑے ڈپاڈپا کے اون موزیون کو غازیون کی ٹاپون مین روند ڈالا خوب دل کا بخار نکالا جہانچہ بھاگے اونپر نیزے لگائے پستول تول تول کے ماری نشانہ لگانے کے فن دکھائے غرض خوب دل کیا ایک ایک کو جہنم واصل کیا بادشاہ وزیر کے زخمی ہونے سے خنجر غم والم کا گھائل ہوا نہایت شکستہ دل ہوا طبیعت کو پریشانی ہوئی عقل کو سرگردانی ہوئی حریف کے مکر ودغا پر کمال غصہ آیا غضب سے بدن تھرایا صبح بھی ہونے دی کچھہ رات باقی تھی کہ اوسی دم زرہ بکتر خود چار آئینہ سے آراستہ ہوکر فیل مست پر سوار ہوا رزمگاہ مین آتے ہی طبل جنگ بجوایا سوتون کو جگایا لڑائی ہونے لگی زور مندون مین طاقت آزمائی ہونے لگی ہزارون سے مقابلہ ہوا جنپر نیند غالب تھی انھین خواب مرگ مین سولایا فوج نے بڑا دل کیا کہ ہزارون کو جان سے مارا صدہا کو گھائل کیا مصنف چنگاریان تیغون سے اوڑائین ✤ کیفیتین جنگ کی دکھائین ✤ جھک جھک گئی گاؤ کی کمر بھی ✤ رک رک گیا چرخ کینہ ور بھی ✤ مرتے مرتے مخالف کی فوج پراگندہ ہوئی دونون طرف قیامت کا شور ہوا وہ روز گویا روز رستخیز تھا ادھر کی تلوارین کرگئین ہاتھون سے گرگئین ادھر کا لوہا تیز تھا آخر ایک زنگی نہایت زبردست قد وقامت مین مثل فیل مست بدشکل دیو بچا شاہ بدنہاد کا بھائی صورت مین قصائی شہزادہ سیہ فام کا چچا گرز گرانبار ہاتھہ مین لیے کودتا اوچھلتا میدان مین نمودار ہوا اوسکی دہشت سے انکی فوج کے چھکے چھوٹ گئے مخالف اور ترسان ہر پیادہ اور سوار ہوا وہ مردود آتے ہی پکارا بڑی آواز سے گرجا للکارا کہ ہے کوئی ایسا جو میرا مقابلہ کرنے آئے جسے اپنی جان عزیز نہو وہ مجھسے مجادلہ کرے ادھر تو اوسکے خوف سے

عشرت کے جلسے ہونے لگے تخم محبت مزرعۂ دل مین بونے لگے اسی طرح ایک مدت گذر گئی معشوق
جو گلعذار یا خوشی سے پھولا نہ سمایا عاشقون کا کبھی خیال نہ آیا آخر آہ عاشق کہان تک بیکار
جائے کبھی نہ کبھی اثر اپنا ضرور دکھائے محبت کا دل پر اثر ہو دل دلبر عیش و عشرت مین رنج دل
عاشق سے ضرور باخبر ہو غرض ایک دن آرام دل بالاے بام نہر کی سیر کر رہا تھا بیٹھے بیٹھے کچھ
اوس نیم بسمل ہدف خدنگ محبت یعنے صنوبر سوختہ جگر خنجر عشق کے گھائل کا خیال آیا بیچین ہو گیا
کمال غفلت پر زوال آیا سچ ہے ع جسے کمال ہے اوسکو زوال ہے پیدا پ عشق کی لذت سے
تو خوب آگاہ تھا مجروح سنان آہ تھا گھبرا کر اوسی عمل بے بدل سے سفید دیو کو بلایا وہ مع فوج اپنی
حاضر ہوا شہزادے کا جاہ و جلال حشمت و اقبال دیکھکر بہت خوش اور شگفتہ خاطر ہوا بصد تعظیم
آداب بجالایا آرام دل نے فرمایا کہ تو ابھی ملک داراب مین جا اور تحقیق کر آ کہ صنوبر شہزادی پر
اوس زنگی شہزادے کے سبب سے کیا گذری کیا واردات ہوئی رخصت کے باب مین کیا
بات ہوئی و یو بموجب ایماے شہزادہ ملک داراب مین گیا اور سب حقیقت دیکھکر پھر آیا التماس
کیا کہ شاہ داراب اور اوس خانہ خراب یعنے پدر شہزادۂ سیہ فام مین جنگ عظیم درپیش ہے بادشاہ
کو بڑا تفکر ہے نہایت پس و پیش ہے یہ سنتے ہی آرام دل بیقرار ہو گیا اوسیوقت جانے کو
طیار ہو گیا نشۂ جوانمردی سے بیخود ہو کر جھومنے لگا کبھی قبضۂ شمشیر کبھی بازوے قلعہ گیر چومنے لگا
ع تیغ ابرو نے سیکڑون بل کھائے ع ترک چشمون نے پل کے نیزے اوٹھائے ع کف منہ
سے جاری ہوا غضب کا عالم طاری ہوا آخر اوسی حالت غیظ مین سفید دیو سے فرمایا کہ مجھے ملک داراب
مین پہونچا دے دیو نے حسب الحکم شہزادے کو اپنے کندھے پر بٹھایا نسیم لکھنوی سوند کر آنکھ کہا تو
موندلی آنکھ ع کھول آنکھ کہا تو کھول دی آنکھ ع طرفۃ العین مین شہزادے نے آپ کو اوسی نگ محل
مین پایا پھر سفید دیو سے فرمایا کہ جلد ایک گھوڑا لا وہ گیا اور سمند برق دم اصطبل شاہی سے چنکر لایا
آرام دل نے دیو کو رخصت کیا اور آپ پانچون ہتھیار درست کر کمر ہمت چست کر گھوڑے پر
سوار ہوا اور رزمگاہ کی طرف گھوڑا پھینکا اب سنا چاہیے کہ جب مخالف نے زیر شہر پناہ اپنی فوج
کو حرب و ضرب سے آراستہ کیا تھا اور بادشاہ نے وزیر اعظم کو خلعت سپہ سالاری سے سرفراز
فرما کر مقابلہ عدو کا حکم دیا تھا وزیر نے اپنی تدبیر سے باہر شہر کے پرچہ لگایا تھا ہر ایک کی شمشیر کے
جوہر دیکھتے تھے جوانان شیر افگن کو آزمایا تھا اسی طرح ہر روز لڑائی ہوتی تھی شام کو دونون
لشکر تھک کر دم لیتے تھے صبح کو پھر زور آزمائی ہوتی تھی ایک شب شاہ بدخو جنگجو نے موقع وقت

تک پہونچتے پہونچتے کئی لاکھ لٹا دین طبیعت درپے اختصار ہے اسلیے ایک ہی فقرہ لکھا ہے
زیادہ طول کرنا ناظرین کو ملول کرنا ہے خلاصہ کار آرام دل بکروفر بسیار داخل دربار شاہی ہوا
غلغلۂ حسن وجمال اوس نیر اوج اقبال کا ازماہ تا ماہی ہوا کمال پردے کے قریب پہونچتے ہی وہ
سرخرو یعنے شہزادۂ خوشخو گھوڑے پر سے اوترا خاص بردار اور چوبدار آگے ہوے نقیب باآواز بلند
پکارے کہ شہزادہ عالم پناہ سلامت رسالے کے دستے نے پرا باندھکر سلامی دی آفتاب نے
فلک پر ماہی مراتب صدقے اوتارے آسمان نے سورج مکھی دکھائی خواصون نے مہتابی لگائی غرض
امرا اور مصاحب شہزادے کو بیچ مین کیے ہوے پیچھے پیچھے محمود وفادار عرق چین لیے ہوے
دیوان خاص مین تخت شاہی کے قریب پہونچے بادشاہ نے وزیر اعظم کو استقبال کے واسطے
بھیجا وزیر حسب دستور کورنش بجا لایا اور شہزادے کا قدمبوس ہوا بادشاہ کہ پہلے ہی شہزادے کے
آنے سے آگاہ ہوچکا تھا جب آرام دل نزدیک پہونچا صورت دیکھتے ہی محو دیدار ہوا ید قدرت کا
نمونہ پایا وہ تصویر تو نقل تھی اصل کو جو دیکھا اصل تو یہ ہے کہ اوس سے بھی دونا پایا داماد فرخ نہاد کا
عاشق زار ہوا بیقرار ہوکر گلے لگانے کو دونون ہاتھ بڑھائے آرام دل دوڑکر قدمون پر گرا بادشاہ
نے اوٹھاکر کلیجے سے لگایا برابر بٹھایا آرام دل نے سلسلۂ تقریر کو وا کیا تقریر مسلسل گفتار بے بدل
لطیفہاے ضرب المثل نکتہ ہاے برمحل اشعار برجستہ اور مضمون ہاے لوبستہ سے ہر ایک کو شنید کیا
بادشاہ نے علم مین آزمایا کچھ سوال وجواب درمیان آیا کسی طرح اوس کھرے کو کھوٹا نپایا ہر طرح
سے بادشاہ کو جواب شافی دیا اگر دوسرے نے پوچھا اوسے فوراً مبہوت کیا شاہ نے طرز گفتگو اور طریقہ
سخن نہایت پسند کیا دلشاد اور خرسند ہوا جذبۂ محبت ایک سے دہ چند ہوا لڑکی کی خوش نصیبی
سے شکر خدا کیا فرض سے ادا ہوا دوگانۂ شکر ادا کیا پھر دربار برخاست کیا اور شہزادے کو موتی محل
مین رہنے کا اور دربار مین روز حاضر ہونے کا حکم دیا آرام دل بادشاہ سے رخصت ہوکر موتی محل
مین آیا سب حال ملکہ سے کہہ سنایا ملکہ کا دل مسرور ہوا دل کی مراد ملی صدمۂ فرقت کی خاطر خواہ
داد ملی رنج والم دل سے دور ہوا پھر تو مدام یہ دستور ہوا کہ سر شام ملکہ گل اندام مانی اور قمر النسا کے
ساتھ شہزادے پاس آتی شب بھر دل لگی اور مذاق تفریح طبع کے حرف وحکایات سے دل بہلاتی
پو پھٹتے ہی وہ جگ ٹوٹتا سرہنگ صبح وہ سب سامان عیش لوٹتا سر شام پھر وہی گھڑی آتی عروس
شب مجلس جماتی شہزادہ بھی دم سحر دربار مین جاتا گھڑی دوگھڑی بیٹھکر پھر آتا غرض مدام عیش و
نشاط مین مصروف ہوے ہجر کے جھگڑے قصے گلے شکوے موقوف ہوے شب و روز عیش و

کہا حضور جو کچھہ ارشاد ہوا بہت بجا ہے مگر میرے نزدیک صلاح یہ ہے کہ پہلے شہزادۂ عالم خاکسار
کے غریب خانے پر تشریف لے چلین اور وہان سے بخدم وحشم آکر عین دربار مین حضور سے ملاقات
کرین آرام دل اور ملکہ حسن افروز کو محمود کی رہے بہت پسند آئی یہی صلاح قرار پائی فلک
کجرفتار ہمیشہ درپے آزار ہے خصوصًا عاشق ومعشوق کا دشمن جانی ہے انکا ملنا باہم بیٹھنا غنچۂ
دل اہتزاز نسیم سے کھلنا اس چرخ کو بار ہے غرض انھین باتون مین تھے کہ موذن کی اذان کان
مین آئی صبح نے الفجر الفجر کی دھوم مچائی صبح کی وردی بجی خروس ناخروس بیدارباش پکارا توپ کی
آواز نے دلون کو ہلا دیا ملکہ حسن افروز کا رنگ فق ہوا مثل سحر سینہ شق ہوا گھبراکر کہا

مصنف کیا جلد ہو گیا شب وصلت کا اختتام ✤ اے چرخ کینہ جو ترے احسان کے نثار ✤

غرض آرام دل اوٹھا محمود کے ساتھہ چور دروازے سے نکلکر اوسکے مکان کی طرف روانہ ہوا
اور وہان پہونچکر منتظر نمود سحر رہا ✤

دربار سلطانی مین تشریف لیجانا آرام دل کا پھر موتی محل مین آنا اور جذبۂ دل صنوبر بسمل سے بمدد سفید دیو شہزادہ کا ملک داراب مین جانا شہزادۂ سیاہ فام سے لڑنا اور اوسکو بھگانا

ساقیا اب ہی رزم کا ہنگام ✤ دے مجھے ساغر مے گلفام ✤ ہے زبان میری تیغ جوہر دار ✤ خامہ
میرا ہے رخش تیز خرام ✤ لب ساغر ذرا اٹھا اوسکو ✤ دیکھہ پھر آبداری صمصام ✤ رکھکے اسپر تو دست
مے آلود ✤ دیکھہ توسن کی میرے تیزی گام ✤ راقمان کوائف جدال ومحرران ماجرائے قتال
سمند بادرفتار قلم کو عرصۂ کارزار بیان مین یون گرم عنان کرتے ہین کہ جب نیزہ باز فلک
یعنے آفتاب خطوط شعاعی کے نیزہ لیکر نکلا اور شہنشاہ کجکلاہ ماہتاب تاب مقابلے کی نہ لاکر
قلعۂ مغرب مین حصاری ہوا لال کرتی کا رسالہ بحکم ملکہ مہرسیما محمود باوفا کے مکان پر حاضر ہوا
آرام دل پوشاک شاہانہ زیب بدن کر سمند تیز قدم پر سوار ہوا گرد پیش تین ویسا رسالہ
ہزار سوار کا حصار ہوا تمام شہر مین یہ خبر مشہور ہوئی بلکہ دور دور ہوئی کہ شہزادۂ آرام دل جس سے
شہزادی کی نسبت ٹھہری ہے آج تشریف لایا اب شادی ہوگی یہ سنکے ہر شخص پھولا نہ سمایا
اثنائے راہ مین محمود نے ہزارون اشرفیان اوس شہنشاہ کشور خوبی پر نثار کین دیوان خاص

صاف کیا قمر النسا نے ایک اور جام دافع رنج و آلام **آرام دل** کو بھر کر دیا شہزادے نے
ملکہ کو تو نہ پلایا مگر اوسکے دست نگارین سے آپ پیا پھر تو ایسی صحبت بہ کیفیت ہوئی کہ دور ساغر
مثل گردش ایام چکر مین آیا کشتی می کی ہوا بندھی زاہد فلک بھی وجد مین آگر چلایا محمد ابراہیم
ذوق محفل مین شور قلقل مینا سے مل ہوا ٭ لاساقیا شراب کہ توبہ کا قل ہوا ٭ عشق کی فسونکاری
اور دل کی بیقراری دیکھیے کہ ملکہ حسن افروز سی حور منظر شہزادی جسکی سطوت عفت اور جلالت کے
سبب صبا بھی اوسکی آستانہ بوسی سے محروم اور جسکے حسن و جمال کی آفاق مین دھوم جسکا غمزہ و ناز
زاویہ چشم مین دلہاے آشفتہ کا کمین ساز اور جسکا گوشۂ ابرو جانہاے مجروح کی غارتگری کے لیے
خدنگ انداز جسکے کوچۂ زلف مین بسبب نارسائی کے دلہاے عشاق کی راہ آمد و شد گم اور جسکی
مستی چشم کے دور مین زاہد شب زندہ دار کو محراب نماز پاے خم جسکے سراپردۂ عصمت مین اشک بھی
ایک طفل بیگانہ اور جسکے سمند ناز کو خود نگاہ گرم اوسکی تازیانہ وہ شہزادی اور آرام دل سے اس
بے تکلفی کی ملاقات کرے جسکو کبھی نہ دیکھا ہو اوسکے دیدار کی یہ تمنا ہو اور اوس سے یون بات کرے
شعر جسکو جو چاہتا ہے دیتا ہے ٭ کیا تری شان کبریائی ہے ٭ الغرض **آرام دل** و **حسن افروز**
محبت مین یکدل تھے وہ جو اوسکا عاشق تھا وہ اوسی کا معشوق تھا جو جسکا طالب پھر وہی اوسکا
مطلوب تھا غرض دونون کے عشق کامل تھے مگر چونکہ **آرام دل** بشدت چالاک بہت ہی بیباک
تھے اسلیے ملکہ **حسن افروز** نے قمر النسا کی زبانی شہزادے کو سنا دیا بخوبی سمجھا دیا کہ جب تک موافق
حکم خدا و رسول شادی سے فراغ حصول نہو میرے وصال کے لیے خاطر مبارک ملول نہو ہر روز تھوڑی
سی ملاقات ہوجانا دونون کے لیے کافی اور بس ہے یہ ہنسنا بولنا کیا کم ہے جو زیادہ ہوس ہے
آرام دل کو بھی یہ بات پسند آئی یہی عہد باہم ہوا سلسلۂ اشتیاق زیادہ تر مستحکم ہوا فقط ہنس بول
لینے پر راضی ہوا خواب و خیال احوال ماضی ہوا پھر محمود کو طلب فرمایا وہ آیا دونون کے حضور
مین آداب بجالایا ملکہ **حسن افروز** نے اشارہ کیا قمر النسا نے اپنے گلے کا نولکھا ہار اتار کے
محمود کو پہنایا **آرام دل** نے ایک جفت نورتن اور مالاے مروارید اور ایک ولایتی خاصہ اپنی
کمر کی محمود کو عنایت کی پھر **آرام دل** نے ملکہ **حسن افروز** سے کہا کہ اب مین تمھارے والدی
ملاقات کو جاؤن یا نہ جاؤن اور اگر جاؤن تو حرف مطلب زبان پر لاؤن یا نہ لاؤن ملکہ نے کہا
صاحب اونکو تمھارا حال معلوم ہوچکا ہے بہرحال چلنا مناسب ہے مگر کسی امر کی درخواست
میرے نزدیک نامناسب ہے بس سیدھی ملاقات کرنا اگر پوچھین تو بات کرنا محمود نے

پھر گئی پھر نظر یار خدا خیر کرے ✤ کہنے لگا صاحب **حضرت غالب** عشق مجھکو نہین وحشت ہی سہی ✤
میری وحشت تری شہرت ہی سہی ✤ قطع کیجے نہ تعلق ہمسے ✤ کچھ نہین ہے تو عداوت ہی سہی ✤
ہم کوئی ترک وفا کرتے ہین ✤ نہ سہی عشق مصیبت ہی سہی ✤ ہم بھی تسلیم کی خو ڈالین گے ✤ بے نیازی
تری عادت ہی سہی ✤ پھر عرض کی کہ صاحب بھلا دیکھو تو ہمنے تمھاری جستجو مین کو بکو خاک چھانی سب
لوگ سمجھاتے رہے خاطر آشفتہ بہلاتے رہے مگر ہمنے کسیکی نہ سنی ایک نہ مانی آپ کی طلب و صال مین اپنا
بُرا حال کیا سلطنت اور حکومت کا کچھہ نہ خیال کیا اگر ہمین شادی سے فقط خانہ آبادی مدعا ہوتا
اور آپ سے دل نہ لگا ہوتا تو صنوبر شہزادی کیا تھی اور سیمتن مالزادی کیا تھی ہم اپنی شادی اور
جگہ کر لیتے لیکن بجز اتم بھی کیا بشر ہو دل مین کیا کیا بدگمانی ہے کہان کا قصہ کہان کی کہانی ہے
ہان صاحب پھر کیون نہو کہ شاہ چین کی بہو ہو سخت جگر ہو ملکہ **حسن افروز** نے کہا واہ کیا احسان
جتانے آئے ہین ماشاء اللہ بگڑی بات کو بنانے آئے ہین صاحب کس نے کہا تھا کہ ملک فارس مین
جاؤ کون ہاتھ پانؤن پڑا تھا کہ خدا کے لیے تم یہان آؤ قمر النسا نے کہا کہ بیگم عجیب سیر ہے ان باتون
سے کیا حاصل کچھہ آپ کو خیر ہے جانے دیجیے دور کیجیے باہم صحبت عیش و نشاط کر کے شہزادے کا
دل شاد اپنا دل مسرور کیجیے یہ کہکر صراحی آب آتشین کی اوٹھائی اور ایک جام لبریز کر کے **آرام دل**
کے سامنے لائی شہزادے نے ساغر شہزادی کے منہ سے لگایا ملکہ **حسن افروز** نے جھنجلا کر ایک
ہاتھہ اس زور سے مارا کہ وہ جام **آرام دل** کے ہاتھہ سے گر پڑا اور بگڑ کر فرمایا کہ نہ ہمنے کبھی شراب
پی اور نہ ہم اسکے عادی تمکو شوق ہے تم پیو مگر بلند ہمسے نہ بولو ہمین نہ ستاؤ جنکے ساتھہ پہلے شراب
پی چکے ہو اونھین کے ساتھہ پیو وہین جاؤ **سید محمد خان** رند ہوا کیا چاہ سے حاصل
نہ چاہو گے تو کیا ہو گا ✤ ملا یہ کچھہ محبت مین خفا ہو گے تو کیا ہو گا ✤ مجھے حاصل ہوا کیا آپ کے دل
بنانے سے ✤ اگر اورون کے اب تم دلربا ہو گے تو کیا ہو گا ✤ جلانا اور رولانا ہر گھڑی ہر بات پر لڑنا
یہ پائی وصل مین لذت جدا ہو گے تو کیا ہو گا ✤ **آرام دل** یہ غضب بھرا تیوری پر بل پڑا دیکھکر
اور کمان ابرو کو چلہ غضب چڑھا دیکھکر سہم گیا اوس گوشہ نشین پردہ عفت کی ناخوشی کا حقیقتا وہم ہوا
بے قرار ہو گیا تیر غم کلیجے کے پار ہو گیا بسمل ہو کر قدمون پر گر پڑا عفو تقصیر چاہنے لگا درد دل سے کراہنے
جب بے قراری از حد طاری ہوئی تو ملکہ **حسن افروز** نے اوس شوریدہ سر کا سر اوٹھایا اپنے
گلے سے لگایا بیقرار ہوئی معشوق مست ناز اور عاشق جانباز پر جان و دل سے نثار آخر اوس شوخ
نے قصور اوس رنجور دور از سرور کا بدل معاف کیا غبار دل رو کے دھویا آئینہ خاطر کو کدورت سے

لو نار و چین اب زخم دل مرہم وصال سے بھرو آرام دل نے کہا صاحب اب جورو تو ہمارا
ہی حلوا کھاؤ تمھین ہمارے لہو کی قسم ہمین کو پیٹو جواب کچھ غم والم خاطر مین لاؤ غرض بہزار دشواری
آرام دل اور قمر النسا نے ہاتھہ پکڑ کے اوٹھایا طاقت جسم مین کہان تھی گاؤ تکیے سے لگا کر
بٹھایا آرام دل نے ملکہ کے دل بہلانے کے لیے اپنا قصہ آغاز کیا پہلے تذکرہ وفاداری محمود جانبا
کیا پھر از تاریخ روانگی وطن تا روز ملاقات تمام سرگذشت رنج ومحن ملک دارا ب مین پریون کا لیجانا
اور حال شادی کا صنوبر شہزادی کی پھر اوسی بیابان مین آنا پھر ملکہ سیمتن پری کی ملاقات پھر اس
ساحرہ کے ساتھہ گذری ہوئی واردات سب بیان کی قمر النسا نے کہا بس حضور اب ان باتون کا
کیا مذکور ہے مثل برگذشتہ صلوٰۃ یہ کیجے کہ خدا نے بڑی مشکل آسان کی ملکہ حسن افروز پہلے تو
چپکی بیٹھی سنا کی پھر قمر النسا سے کہنے لگی کہ ابھی مشکل کہان آسان ہوئی ہے ابھی تو دل کو بڑا علق
ہے کہ وہان کا تعلق لاحق ہے دو دو سے دار مدار ہین باہم شادی کے اقرار ہین واللہ ایسا بھی
بے وقوف دنیا مین کوئی نہوگا کہ والدین نے جو شادی نہ کی تو گھبرا کر اپنا ملک چھوڑا انھین کا
بیان ہے کہ کیسی کیسی ذلت اوٹھائی صدمے کھینچے محنت اوٹھائی سلسلۂ الفت سررشتۂ یگانگت
سب سے توڑا خویش و یون سے اخلاص جوڑا پھر جو خدا نے شادی کا سامان کیا تو صنوبر کی آشنائی
کی خبر سنکر جل گئی جامے سے باہر نکل گئی اوس بیچارے پر کیسا کیسا گمان کیا وہان سے تو زور و
آئے پری کو جو دیکھا سایہ ہوگیا دیوانے بنگئے اوس سے منہ کالا کیا جان کی خاک چھان کے اب
یہان سرخرو آئے بھلا پھر ایسون سے دل لگانا اپنا اچھا بھلا چنگا بھی کر رہا نا آپ کو بیٹھے بٹھائے
جنجال مین پھنسانا کڑی اوٹھانا کیا ہے جب اورون سے بے وفائی کی تو ہمین آپ سے
کب امید وفا ہے بس صاحب میرا سلام ہے آپ کا تو یہی کام ہے اب آپ ہماری صحبت کے
لائق نہین معلوم ہوا اوٹھائی گیرے ہین عاشق نہین اپنے مطلب کے آشنا ہین ناحق وفا کا
نام بدنام کرتے پھرتے ہین حقیقتاً بے وفا ہین دغابازی آپکا کام ہے عاشقی معشوقی کسکا نام ہے آپکو
صنوبر شہزادی مبارک ہو سیمتن پری کے ساتھہ شادی مبارک ہو مین بیچاری مصیبت کی ماری
بے بساط دراز نشاط و انبساط و لتنگ بدرنگ پھکے پنجے کیا جانون وہ جگ سلامت رہے
اب تو بارہ ہین دس نہین اٹھارہ ہین بھلا اب مین کس گنتی مین ہون یہ چالین میری بلا جانے
اوس سے کہو جو سچ مانے ؎ مردون کے کلام بیڈھب ہین ٭ بیوفا اور مفتری سب ہین ٭
آرام دل نے دیکھا کہ بڑا غضب ہوا یہ قصہ بیڈھب ہوا رند نظر آتا ہے وہ بیزار خدا خیر کرے

آرام دل کو نخلخہ سونگھایا بارے ہوش مین آیا اوٹھہ بیٹھا مگر اوس گلستان رعنائی غنچہ سربستہ بوستان زیبائی کو دیکھکر مثل تصویر بیحس وحرکت ہوگیا شبنم زلف معنبر سے سرمست ہوگیا چشم میگون کی دید سے سرشار ہوا خمار بادۂ جنون کا اوتار ہوا مصنف زہر چڑھا صید بلا ہوگیا دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہوگیا ۔ ملکہ حسن افروز نے کہا کیون صاحب آپ کون تھے جو پرائے مکان مین بے اجازت تشریف لائے کیا سمجھکے بے تکلف چلے آئے آرام دل نے کہا کہ میری جان کس دل سے کہتی ہو اور کس سے کہتی ہو کیا اپنی آرام دل ہی کہتی ہو اتنا کہکر ضبط نکر سکا پھر قدم پر گر پڑا ملکہ حسن افروز بھی بے خود ہوگئی ہم آغوش ہوکر رونے لگی پیر ہن یار آنسوؤن سے بھگونے لگی ایسی روئی کہ ناتوانی سے غش آگیا مصنف واہ رے عشق خوب کام کیا ٭ دو ہی باتون مین بس تمام کیا ٭ قمر النسا حال زار دونون عاشق بیقرار کا دیکھکر بیتاب ہوگئی دل بھر آیا



زار زار رونے لگی دونون عاشقان صادق کے گرد پھر پھر کے نثار ہونے لگی دیر تک یہی حالت طاری رہی سب کو بیقراری رہی آخر قمر النسا نے اپنی آنکھون سے آنسو پونچھکر دونون شیفتہ یکدگر عاشقان سوختہ جگر پر گلاب چھڑکا کیوڑے کا چھیٹا دیا اوسکی زلف کی بو اونے سونگھائی اوسکی کاکل اوسکے رخ پر گرائی دونون نے لختخون کا کام کیا آرام دل کو ہوش آیا یہ شعر زبان پر لایا

لا اعلم فرد للہ الحمد ہران چیز کہ خاطر میخواست ٭ آخر آمد دیس پرندۂ تقدیر پدید ۔ ملکہ حسن افروز نے بھی آنکھہ کھولی اور بے قرار ہوکر بولی شعر نہ ستاؤ مجھے دل کھول کے رو لینے دو ٭ ہے مسیحا تو یہان جی مجھے کھو لینے دو ٭ قمر النسا نے کہا بیگم خدا کے واسطے رونا موقوف کرو بس خوشی کا

اوس محفل مین آکر پرواز بھولا اہل حرفہ سب کام چھوڑ کر اوسی طرف دیکھنے لگے شہر والون کو دھوکا ہوا
کہ موتی محل مین آگ لگی تماشائی متحیر ہوے باشندگان دہلی کو پھول والون کی سیر یاد آئی خوشی
سے پھول گئے اہل لکھنؤ ایسے محو ہوے کہ حسین آباد کی روشنی بھول گئے اوس روشنی کے آگے
چاند ماند ہوا چمک دمک کی سب حقیقت گرد ہوگئی گرمی شعلہ کے حضور چاندنی پر اوس پڑی اوس پر
چاندنی سرد ہوگئی پروانون کے باہر ہی باہر پر جلے شمع تک نہ رسائی ہوئی سمندر گھبرا کر نہر مین ڈوب گیا
کیا قدرت کبریائی ہوئی اس عرصے مین کسی نے خبر دی کہ محمود حاضر ہے یہ سنتے ہی ملکہ **حسن افروز**
کا فرط سرور سے کلیجا پھٹنے لگا گھبراہٹ سے دم اولٹنے لگا **قمر النسا** سے فرمایا بیساختہ زبان پر آیا
کہ ارے خدا کے لیے لوگون نے غل کیون مچایا ہے میرا مغز کھایا ہے خیر تم اس شر کو یہان سے
رفع کرو مجھے خفقان ہوتا ہے للہ ان سب کو یہان سے دفع کرو **قمر النسا** بسکہ ذی شعور تھی کنواری
تھی مگر بہت دور تھی ایماے ملکہ سمجھ گئی خواصون کو نکال دیا ہر ایک کو بہانے سے ٹال دیا جیا اور
قمر النسا اور فقط ایک خواص ملکہ کے پاس رہی اوسپر بھی ملکہ ہیواس رہی آتش عشق سینے مین بھڑک رہی
تھی عندلیب روح قفس تن مین پھڑک رہی تھی زار زار آنکھون سے آنسو جاری تھے سکتہ کا عالم تھا ہجوم اندوہ
والم سے ساکت دم تھا کبھی امید وصال تھی کبھی یاس چہرہ اوداس طبیعت پر ملال حال پریشان تھا
اور جوش جنون مین یہ شعر ورد زبان تھا **حضرت غالب مدظلہ العالی** کہتے تو ہو تم سب
کہ بت غالیہ مو آئے + یک مرتبہ گھبرا کے کہو کوئی کہ وہ آئے + پہلے تو بہت ضبط کیا مگر نہ سنبھلی غش
آگیا بیٹھے بیٹھے گر پڑی بدن سنسنا گیا اس عرصہ مین **آرام دل** محل مین تشریف لایا **قمر النسا** نے
صورت دیکھتے ہی درود پڑھا صلّ علے زبان پر آیا **آرام دل** اپنے آرام دل کا یہ حال دیکھکر نہایت جان
سے نثار ہوا فرط محبت سے بیقرار ہوا اور دوڑ کر ملکہ کے قدمون پر گر پڑا آنکھون سے آنکھین ملنے لگا
روتے روتے ہچکی بندھ گئی دم سا نکلنے لگا سبحان اللہ کیا محل اور کیا وقت ہے گل و بلبل کا وصال ہے
نرگس چشم عاشق زار پاے نازک دلدار سے پائمال ہے مگر عاشق کی جان کو یہی سخت عذاب ہے کہ
نہ ہجر مین چین نہ وصل مین آرام آغاز کا تو یہ انجام ہوا اب دیکھیے کیا ہو غرض عاشق کی مٹی خراب ہے
سر معشوق پاے عاشق پر دیکھا عشق نے ترک ادب سمجھا شہزادے کے دل مین چٹکی لی چونکایا
ملکہ **حسن افروز** کو ہوش آیا سر جو اوپر اوٹھایا سر دلدار اپنے پانون پر پایا آہستہ سے بلائین
لے لین اور اوٹھکر مسند پر ہو بیٹھی از سر نو دل و جگر سے ہاتھ دھو بیٹھی **شعر** عشق نے جادو
کیا بیتاب و مفتون ہوگئی + پہلے لیلی تھی اب اوس مجنون پہ مجنون ہوگئی ٭ **قمر النسا** نے

مین جانا اور ملاقات ملکہ خوش صفات پری لقا یعنی ملکہ حسن افروز حور شمائل سے لطف اوٹھانا

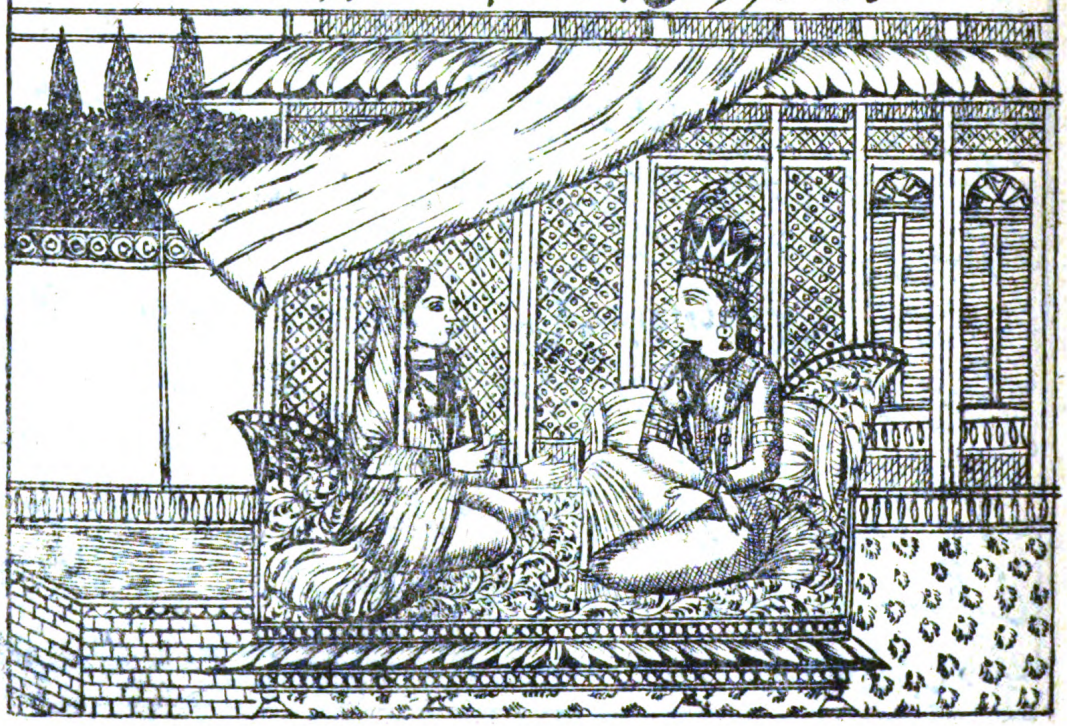
لا بھر کے ساقیا کوئی پیالہ شراب کا ٭ روز وصال مین نہین موقع حجاب کا ٭ مین بادہ خوار تشنہ ہون ساقی شراب دے ٭ زاہد تو ہی پلا کہ عمل ہے ثواب کا ٭ مضمون وصل اسمین رقم ہی تو چاہیے چسپان ہو اب ہر ایک ورق اس کتاب کا ٭ محرران داستان مرغوب و راقمان حال وصال طالب و مطلوب کیفیت قران السعدین یون لکھتے ہین کہ جب آفتاب سوختہ آتش باجگر کباب عمکدۂ مغرب مین گیا اور ماہتاب اپنی محبوبۂ مشتری کو لیکر حجرۂ مشرق سے برآمد ہوا ملکہ حسن افروز وہان سے اوٹھ کر با دل داغدار زار زار روتی ہوئی موتی محل مین تشریف لائی اور آتے ہی غش آگیا چھپر کھٹ مین گر پڑی قمر النسا اور خواصون نے جلد جلد گلاب کیوڑہ چھڑک کر اوٹھایا جب کچھ ہوش آیا تو فرمایا مصنف عاشق کا دل زار ستانا نہین اچھا ٭ اے ہمنفسو مجھکو جگانا نہین اچھا قمر النسا نے عرض کی حضور گلزار کی بہار اور روشنی کی کیفیت تو اب دیکھنے کے قابل ہے آپ ذرا دل کو سنبھالیے اس رنج والم سے کیا حاصل ہے غرض قمر النسا نے شہزادی کا ہاتھ پکڑتے اوٹھایا اور برآمدے مین کرسی جواہر نگار پر لا بٹھایا موتی محل عجیب تکلف کا مکان رفیع الشان تھا کہ اوسمین بجاے سنگ لعل بدخشان یاقوت کی اینٹین لکڑی کی جگہ شاخ مرجان بجاے آہن سیم اوسپر طلائی ملمع تھا سارا مکان مرصع تھا جابجا خوشہاے دردانہ لٹکتے تھے استر کاری زمین مین اسی کے چونے کی تھی دریکتا سفال کے بدلے ٹھوکرین کھایا کرتے تھے اسی واسطے موتی محل نام تھا واقعی اسم با مسمے تھا شام ہوتے ہی روشنی کا ٹھاٹھ ہوا وحشیون کا دل اوچاٹ ہوا اودھر ماہ تابان فلک پر نمایان ہوا ادھر لب نہر اور ہر روش پر کہ لالٹینین قد آدم دو دو چار چار قدم پر نصب تھین روشن ہوئین ہر درخت فیضان روشنی سے سرو چراغان ہوا ہر شجر بلکہ تمام باغ چراغ کی روشنی سے کرۂ نور ہو گیا شہزادی کا جمال جہان آرا ایک عالم کو تجلی طور ہو گیا روشنی کی کیفیت دیکھکر غنچہ و گل فرط انبساط سے پھول گئے مرغان آبی تڑپ کر باہر نکل آئے پرند جانور درختون پر بسیرا لینا بھول گئے قمر النسا نے محل مین سامان جشن کیا فراشون نے سقفی اور فرشی جھاڑون مین شمعہاے کافوری کو روشن کیا رنگینی شیشہ آلات سے تمام انجمن کو غیرت گلشن کیا تمام جھاڑ کنول جھابے ہانڈیون مرتبانون مین خدا جھوٹھ نہ بولائے تو پانچ لاکھ شمعین روشن ہوئین قد آدم آئینون مین تختہ لالہ پھولا مرغ نگاہ

کی تاک ہے وہ نہر کیا تھی گویا تختۂ بلور تھی بلکہ سراسر نور تھی اندر سے باہر تک بالکل فرش سنگ مرمر کا
سبزہ کی تحریر اور گل بوٹے کی ساخت سے رشک گلزار جنان جابجا نیلم بکھرا ج عقیق یمنی جڑا ہوا پانی
اوسمین ایسا رواں جس طرح تختۂ بلور پر فرش آب روان اوسمین مقیش کترا ہوا تمام جس طرح آب روان پر
کا سدا نی کا کام پانی اوسکا آبداری مین گوہر خوش آب بلکہ گوہر بھی بے آب خجل شبنم مین
بہ از گلاب اوس مین مچھلیان سرخ زرد نایاب جنکے دیکھنے سے مرغ دل سیخ آہ پر کباب جانور آبی
ہر ایک لاجواب کہین بط کہین مرغابی کہین سرخاب مثل پستان دوشیزہ ہر ایک حباب عیرت
ہر زلف خوبان جہان اوسکی امواج کا پیچتاب شہزادے کی آمد آمد کی خبر سنکر مالنون نے دستہ
دستہ گلدستہ لاکر لب نہر دونون طرف چن دیے دار و غہ باغ نے صدہا خوان میوجات بطور ڈالی
کے لگاکر اور انواع انواع طرح کے گلدستے گل زعفران اور کیتکی اور مدن بان سے بناکر ملکہ حسن افروز
کے نذر کیے اور مرغان خوش الحان شاما دھیڑ پدا لال بلبل ہزار داستان طوطی شیرین مقال کہ
مہندی کے برجون پر بند تھے کھولے اونکی نواسنجی اور خوش بیانی نے ہر ایک کو بے چین کردیا
ایسے بولے کوئی اوڑکر سرو پر جا بیٹھا کسی نے شمشاد کو گلے لگایا کوئی زعفران کے تختے مین جاکر
سنسی کے مارے پھڑکنے لگا کسی کا دل خوف باغبان اور بیم صیاد سے دھڑکنے لگا کوئی نہر کے کنارے
بال پر کھولکر نہانے لگا کوئی مچھلی کی صید کو نہر مین غوطہ لگانے لگا بلبل نے عجیب عجیب حرکتین کین کہ پہلے
چند صدا ئین دین پھر ہاے گل کہکر شاخ گل پر جا بیٹھا گلچین کو دیکھکر خار کھا بیٹھا آہ و فغان کرنے لگا
اوسی کا دم بھرنے لگا کبھی باواز بلند یہ مطلع پڑھا شیخ ناسخ بلبل ہون بوستان جناب امیر کا
روح القدس ہے نام مرے ہم صفیر کا ۔ کبھی باول درد مند یہ مطلع رند پڑھا رند منقار سے ہزار مشقت
سے پر کھلے ۔ یارب نہ یہ خبر مرے صیاد پر کھلے ۔ کبھی غنچے کے تصدق ہوتا اور مست ہوکر زمین پر
گر پڑتا کبھی پھر اوڑکر ادھر جاتا نسیم کے جھونکون سے بار جو پاتا تو صبا سے پر کھولکر دو دو چونچین لڑتا کبھی
قابو پاکر گل کا بوسہ لیتا خوش ہوکر دم بھرتا اور پکار پکار کے یہ دعائین دیتا مصنف بھر گیا ہی گل امید
سے دامن اپنا ۔ باغبان تجھکو مبارک رہے گلشن اپنا ۔ ملکہ حسن افروز یہ کیفیت ملاحظہ کر رہی تھی
مگر کیا مقدور کہ چہرے پر ذرا شناشت کا نام ہو اور دل سے درد رنج و آلام ہو وہی ہر دم اشک جاری
اور بے خودی کا عالم طاری کبھی کچھ جی مین آیا تو اوسی بلبل سے مخاطب ہوکر فرمایا رند آ عندلیب ملکے
کرین آہ و زاریان ۔ تو ہای گل پکار مین چلاون ہاے دل ۔ ورنہ کچھہ اسکی بھی پروا نہین لب سخن سے مطلق آشنا نہین

داستان دعوت وصال طالب و مطلوب آرام دل کا موتی محل

موتی پروئے ہین یہ قدرت کے دھوکے ہین دانت سلک مروارید ہین چشم وگوش ایسے
کہ دید ہین نہ شنید ہین رنگ رخسار لعل بدخشان ہے لب یاقوت ہین ہاتھہ شاخ مرجان ہے
حلقہ کف دست بسان الماس صاف اور خوشنما ہے مینائے حنا کی ڈاک سے اوری لطف پیدا
ہے کلائی صاف ہیرے کی پڑی ہے چہرۂ انور مین کندن کی دمک ہے مسی مالیدہ لب نیلم ہین
زمرد کے بندے انٹیون مین پڑے ہین آئینہ رخسار مین سبزی کی ڈھک ہے حقہ لعل حنائے
پستان ہین یا شمشاد قد مین دو انار صفہان ہین ڈھکدھکی عاشقونکی دلاویز ہے ناف شکم گرداب
بلا ہے کمر بحر حسن مین موج خیز ہے سونے کا پلنگ بچھا ہوا ہے مسند تکیہ لگائے جواہرات بیش بہا
جنکی تلاش مین جوینده کا دل بہا بہا پھرتا ہے کشتیون مین چنے ہوے سب بیٹھی ہین خریدارون
کو دیتی ہین بیچتی کیا ہین گویا دل عاشقون کا مول لیتی ہین **پرازپیشہ والیان** بصد تکلف فرش
اطلس پر انواع انواع طرح کے تھان جامدانی کامدانی حریر وکتان لیے ہوے اپنا بناؤ کیے
ہوے بیٹھی ہین اونکا دیدار گویا نین سکھہ ہے انکھین سکھہ پاتی ہین راحتین ہاتھہ آتی ہین کہین رفل
کہین ڈوریا کہین بک ہے اون پھول سے رخسارون پر بلبل چشم حیران ہے تافتہ حواس باختہ ہے
دل مومن پریشان ہے تیر مژگان جگر کے پار ہونے کو لیس ہین چہرے پر بکھرے ہوے کیس ہین
تیغ ابرو نگاہ جادو قتل عشاق کے سب سامان درپیش ہین آنکھین ایسی کہ جنکے تصور مین کمخواب آئے ہمہ تن
زیب کیے بیٹھی ہین جسم کی صفائی پر فدا کہ افسوس ململ رہجائے دست رنگین اطلس سرخ کا ایک
نمونا ہے بازار حسن کا ہر گھڑی حسن دونا ہے **میوہ فروش** اور مالین وضیع وشریف اشیاے
لطیف لطیف دوکان لطافت مین لیے بیٹھی ہین خریداری کا بازار گرم ہے کشمش کے خریدارون
کی کثرت سے کشمکش ہے چلغوزون کا انبار کیے بیٹھی ہین حسن مین لاثانی ہین خریدار پروانے ہین
رنگ رخ گویا انار کے دانے ہین آپس مین بولتی ہین کہ انے میوون کی کشتیان ابکی خوب آئی ہین
زلفین خریدارون کے دلون کی دام ہین آنکھین شہلا سیاہ دو بادام ہین نہال قد مین رخسار
گلزار حسن کے دو سیب ہین دور کنندۂ آسیب ہین جنکی خواہش مین دل ناشکیب ہین وہ سیب
کیا ہین ملذذ سیب ذقن ہے مسی کی اوداہٹ سے جامن شرمندہ ہے مولسری دہن ہے پستان
سخت ولایتی انار ہین یا پیوندی آم کے درخت ہین خادم وکیریان ہین یا دو رنگترے مزیدار ہین ناف
چرخ شکم پر قطب تارا ہے خریدار بہت ہین کیا کہنے کہ نخل حزامین ایک ہی چھوہارا ہے انگور کی
قطبان سامنے رکھی ہین ہر ایک ناز وادا مین بیباک ہے اکیلے دوکیلے کو بھانپتی ہین مدام کیلے

ہوئی لالا علم صحن گلشن مین جب خرام کیا ✤ سرو آزاد کو غلام کیا ✤ ملکہ نے باغ حیات بخش کی
طیاری دیکھی فراق یار مین روح تن سے جدا ہونے لگی گل و بلبل کے وصل سے مہاجرت دلدار مین
شبنم وار زار زار رونے لگی سرو دلجو کو دیکھا قد جانان کی یاد مین باغم سے پشت دوتا ہوگئی سنبل زار
کو پریشان دیکھکر یاد کاکل یار جان کو بلا ہوگئی نظارۂ نرگس شہلا نے چشم جانان کے تصور مین آنکھون
مین آنسو بھر لائی سمن سیمین بدن کو دیکھا اپنے سیمتن کے جسم کی صفائی یاد آئی لالہ کی دید سے ولولہ
عشق اور بڑھا داغ جنون چمکا ایک آہ سینۂ سوزان سے بھری اور یہ مطلع پڑھا سودا اے لالہ
گو فلک نے دیے تجھکو چار داغ ✤ سینہ مرا سراہ کہ اک دل ہزار داغ ✤ قدم اوٹھاتی تھی زمین پانوٹن
پکڑتی تھی سنبل زار کی شوخی پر زلف پریشان ہوتی تھی بگڑتی تھی سوسن صد زبان کی غمازی اور بیزبانی
سے کچھہ زبان پر نہ لاسکتی تھی صورت تصویر خاموش ایک ایک کا منہ تکتی تھی تاک انگور کو دیکھتے ہی یاد چشم
میگون جانان مین آنکھین چڑھہ گئین نشہ عیش ہرن ہوا جوبن ہوا بہکا ہوا سخن ہوا القصہ اسی حال سے
خواصون اور سہیلیون کے بیچ مین ہر سو وحشیون کیطرح نظر کرتی ٹھنڈی ٹھنڈی سانس بھرتی تخت
الماس پر جو بر لب نہر موتی محل کے سامنے بچھا تھا شامیانہ سرخ اطلس کا اوسپر کھچا ہوا تھا اگر جلوس
فرمایا سامنے مینا بازار نظر آیا کہ نہر کے کنارے صدہا عورتین دوکانین صرافے اور زرازے اور جواہر
اور میوہ فروشی کی آراستہ کیے ہین سودے والیان زر و جواہر اور پوشاک پر تکلف سے اپنے جسم کو
پیراستہ کیے ہین جواہر فروش پر عجب جوبن ہے کہ کان جواہر سارا بدن ہے بال بال مین



اور سب فراموش کیجیے کہ ایک روز ملکہ **حسن افروز** کو فراق دلدار مین غفلت جو آگئی عالم خواب
مین دیکھا کہ **آرام دل** تنہا دشت خوفناک مین ایک درخت کے نیچے پڑا زار زار رو رہا ہے
یہ کہتا ہے اور درد دل سے بے قرار ہو رہا ہے **جرأت** نزع مین بھی تری صورت کو نہ دیکھا افسوس
مرتے مرتے بھی نہ ارمان نظر کا نکلا ٭ یہ خواب پریشان اور احوال بیتابی جانان دیکھکر یکایک چونک
پڑی گھبراکر اٹھ بیٹھی دیر تک زاویہ نشین رنج و محن رہی بحر تفکر مین غوطہ زن رہی پھر بے قرار ہوکر
اور رو کر مانی سے کہنے لگی کہ مانی وہ رشک مسیحا کب آئیگا ہم تمام ہو جائینگے جب آئیگا
پس ازان کہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد ٭ وہ بولی بی بی صبر کرو چندے اور دل پر جبر کرو **ع**
صبر تلخست ولیکن بر شیرین دارد ٭ ملکہ نے کہا ہان تو ہر دم نفس واپسین ہے ہائے افسوس
تسلی خاطر کی کوئی صورت نہین ہے **حضرت غالب** کوئی امید بر نہین آتی ٭ کوئی صورت
نظر نہین آتی ٭ آکے آتی تھی حال دل پہ ہنسی ٭ اب کسی بات پر نہین آتی ٭ مرتے ہین آرزو مین
مرنے کی ٭ موت آتی ہے پر نہین آتی ٭ غرض مدام اس ناکام کو آہ و نالہ سے کام تھا سوائے
مانی اور قمر النساء کے کسی سے گفتگو تھی نہ کلام تھا **نظیر اکبر آبادی** کوئی کچھ پوچھے تو منہ دیکھے
چپ رہ جانا ٭ نہ تکلم نہ اشارت نہ حکایت نہ سخن ٭ اوسدن قریب شام قمر النسا نے آکر کہا کہ
بیگم سوتی ہو یا حسب معمول روتی ہو ملکہ نے کہا **جرأت** خیال خواب کہان سوز غم سے جلتے ہین
تمام رات پڑے کروٹین بدلتے ہین ٭ قمر النسا نے کہا حضور خدا آپ کا غم والم دور کرے خاطر اندوہ ناشاد
مسرور کرے آج مین باغ حیات بخش مین گئی تھی سبحان اللہ عجیب تیاری ہے ہر روش پر
گلگشت بادبہاری ہے حضور بھی آج اوس باغ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رشک گلستان
ارم فرمائیے گل و بوٹے کی سیر سے دو گھڑی جی بہلائیے ملکہ نے فرمایا مجھے معاف کرو یہین پڑا
رہنے دو رند تکلیف سیر باغ ندو دل گرفتہ ہون ٭ طبع شگفتہ چاہیے گلزار کے لیے ٭ قمر النسا نے
کہا حضور خدا کے واسطے چلیے اگر آپ کا دل نہین چاہتا تو میری ہی خاطر کیجیے ملکہ حسن افروز
کہ قمر النسا کو دل سے پیار کرتی تھی اوسکی خاطر سے اوٹھی اور عجیب ناز و انداز سے قمر النسا کے کاندھے
پر ہاتھ رکھکر حیات بخش کی سیر کے واسطے چلی دو چار قدم گئی ہوگی کہ اتنے ہی حرکت سے رگ رگ
سسنا گئی ضعف کے سبب سر سے پاؤن تک پسینے مین نہا گئی یہ حال جو دیکھا ہنسکر فرمایا میر
گر یہی ضعف ہے تو حضرت دل ٭ ہوگے آخر بس ایک آہ مین تم ٭ غرض وہ باغ متصل خاص محل
تھا وہان تک جانا بہت سہل تھا بہزار خرابی و دشواری باغ مین داخل ہوئی قمر النسا کو مسرت حاصل

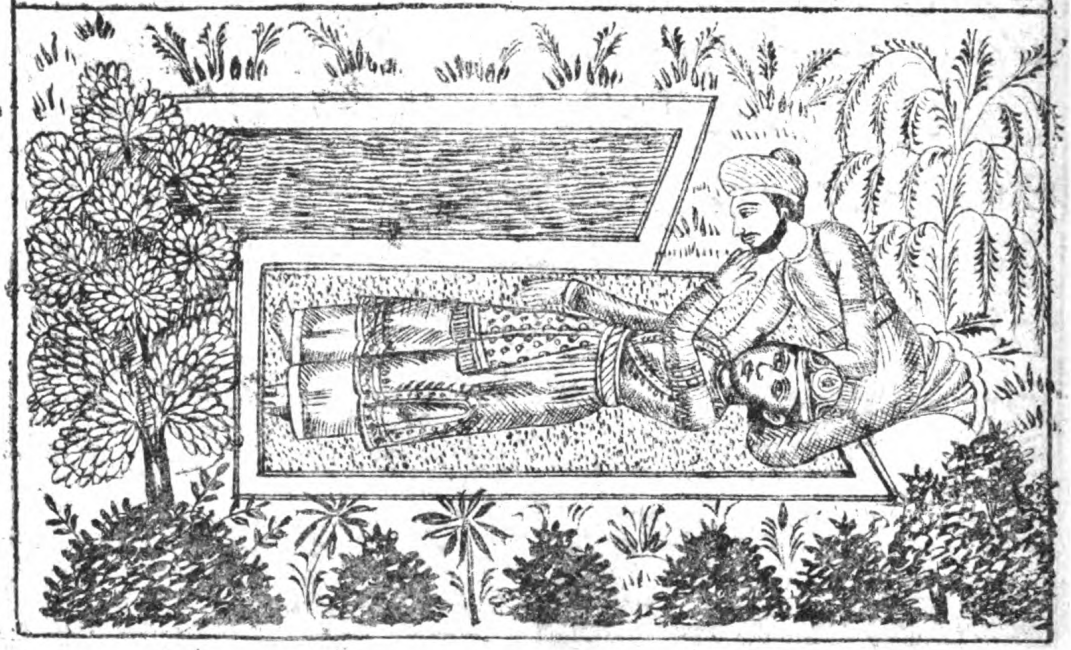
آنکھون سے خون رو رو کے اوسکے حرف حرف پر صاد کیا اس چھیڑ چھاڑ مین زخم دل پھر آلا ہوا شراب محبت دو آتشہ ہوئی نشہ اور دوبالا ہوا پہلے ایک ہی جان سے چاہتا تھا اب ہزار جان سے پیار کرنے لگا جان و دل دونون نثار کرنے لگا الفت مین وہ مزہ پایا کہ یہ شعر زبان پر جستہ آیا **صفیر** عشق کے فعل مین وہ ہمہ مزا پایا ہے ؎ دل تو کیا جان بھی کرتا ہون فدا الفت ؎ خنجر عشق زخم دلپر کاری لگا زخم دامن دار ہو گیا مرغ بسمل کی طرح گرفتار ہو گیا **فیض** نمک چھڑکا گیا اچھا ہوا فیض ؎ دہان زخم اب تک بے مزا تھا ؎ پھر تو محمود نے سب حقیقت ملکہ کی بیقراری اور پریشانی اپنی داد و دش اور سرگردانی سو بسو بیان کی اور وہ مہر ملکہ کی نشانی دی اور کہا کہ آج حضور اسی جا بسر کرین انشاء اللہ تعالے کل صبح کو پھر عزم سفر کرین **آرام دل** کو ہر چند سیماب وار قرار نہ تھا مگر اپنی ضد سے کئی مرتبہ دھوکا کھا چکا تھا بڑی زک اوٹھا چکا تھا محمود کے کہنے کو عمل مین لایا اور اوس شب وہین بستر لگایا شب کو یاد دلدار ستانے لگی چاندنی رات رولانے لگی بیقراری جو سوا ہوئی تو اس شعر سے زبان آشنائی ہوئی **صفیر بلگرامی** شب فرقت مین نہین مجھپہ ہے شبنم پڑتی ؎ روتے ہین حال دل زار یہ تارے دریا

ملک فارس مین پہونچنا آرام دل کا اور باغ حیات بخش مین جانا ملکہ حسن افروز حور شمائل کا

پھول سے لبریز بھر کر ساقیا ؎ بادۂ گلرنگ کا ساغر پلا ؎ دیکھہ پھر باغ معانی کی بہار ؎ عاشق و معشوق مین بوس و کنار ؎ زبان راقمان کیفیت گلزار اور خامۂ سحر نشیان جادو نگار سے زمین قرطاس پر یون پھول جھڑتے ہین کہ جب زاہد شب زندہ دار ماہتاب تسبیح کہکشان ہاتھ مین لیکر حجرۂ مغرب مین در آیا اور نگار آتشین رخ بمہر آفتاب نے پردۂ مشرق سے چہرۂ انور دکھایا شہزادے نے کمر ہمت چست باندھی اور محمود کے ہمراہ چل نکلا ہر روز منزلین طے کرتا بلبل وار اوس گل گلستان رعنائی کا دم بھرتا چلا جاتا تھا بارے چند روز مین ملک فارس مین داخل ہوا تمنائے خاطر بر آئی مقصد دل حاصل ہوا **آرام دل** نے پوچھا یہ کون مقام ہے محمود نے کہا ملک دل آرام ہے شہزادے نے فرمایا **مصنف** بخت اسعد کو چۂ دلدار مین لایا مجھے ؎ بعد مدت یان تلک گردون نے پہونچایا مجھے ؎ اور کہا اے محمود اب تو اب دیر نہ لگا جلد اوس آرام جان سے ملا محمود نے عرض کی کہ حضور اس قدر جلدی نفرمائیے ذرا دم لیجیے ٹھہر جائیے پھر محمود شہزادے کو اپنے مکان مین لے گیا سامان ضیافت کیا اور بہت سی قدر و منزلت کر کے مدارات مین مصروف ہوا اب یہان سے کچھہ حال ملکۂ جگر افگار کا گوش کیجیے

فرماتے ہین آرام دل یہ سنتے ہی گھبراکر اوٹھہ بیٹھا اور ہاے محمود کہکر لپٹ گیا دیر تک روتا رہا آشکو سے منہ دھوتا رہا آخر محمود نے کہا حضور بہر خدا آپ چپ رہیے میری سنیے اور اپنی کہیے آرام دل نے کہا تسکین جسکا رفیق جس سے جدا ہوگیا ہو یار ÷ وہ اپنی بیکسی پہ نہ روئے تو کیا کرے محمود نے کہا خدا حضور کو تا قیامت سلامت رکھے یہ بجا ہے مگر خدا کے فضل سے خاکسار اب تو زندہ ملا پھر اب کس بات کا گلا شہزادے نے فرمایا اے محمود حضرت غالب رہا اگر کوئی تا قیامت سلامت ÷ پھر اک روز مزا ہی حضرت سلامت ÷ جگر کو مرے عشق خونابہ مشرب ÷ لکھے ہے خداوند نعمت سلامت ÷ غرض آرام دل نے محمود سے اپنا حال پُر رنج و ملال بیان کیا پھر محمود نے اپنا قصہ پر غصہ عیان کیا اور کہا کہ جسکے واسطے آپ ایسے بیقرار ہین جس بیوفا کے آپ عاشق زار ہین شوق جسکا رہ رہ کے دھیان آتا ہے ÷ جسپہ دم دشمنون کا جاتا ہے کھاتے ہین پیتے ہین نہ سوتے ہین ÷ واسطے جسکے روز روتے ہین ÷ اوسے حضور کے احوال سے آگاہ کیا اوسنے تو سنکے کچھہ التفات نکیا اور اپنے ادنے غلامون کے برابر بھی نہ سمجھا آرام دل یہ سنکر خاموش رہا پھر کچھہ سوچکر کہنے لگا جرأت اس دل سے جو ملا نہ دل اوس رشک ماہ کا ÷ ہے یہ قصور اپنے ہی بخت سیاہ کا ÷ یہ کہتے ہی آنسو نکل پڑے رونے لگا رشتہ تصور یار مین گوہر اشک پرونے لگا محمود نے کہا حضور سمجھنا تو درکنار آپ کی شان مین بڑی بڑی گستاخیان کین ہین بلکہ مجھے چند سطرین بھی لکھکر دین ہین اور کہا ہے کہ جہان کہین اوس اجل گرفتہ کو پانا تو یہ پرچہ دکھانا یہ کہکر نامہ شہزادے کے ہاتھہ مین دیا آرام دل نے کہا ع ہرچہ از دوست میرسد نیکوست ÷ پھر پوچھا یہ خود اوس کافر ادا نے لکھا ہے یا دوسرے سے لکھوایا ہے محمود نے کہا حضور اپنے ہاتھہ سے تحریر فرمایا ہے دیکھیے تو کیسا کیسا رنگ دکھایا ہے آرام دل نے کہا خیر جو کچھہ ہو سو ہو شفق اسکو بھی ہم ہزار سمجھتے ہین مغتنم ÷ آتے ہین اوسکے خط جو شکایت بھرے ہوے ÷ اور اے محمود لا ادرے ہاتھہ کا اوسکے خط لکھا لایا ÷ تیرے قاصد مین ہاتھہ کے صدقے ÷ یہ کہکر نامہ لیا پہلے سات بار تصدق ہوا پھر بوسہ لیکر بصد ذوق و شوق کھولا نسیم گوہر مہ خموشی نے کھلایا ÷ تحریر کو آنکھونسے لگایا ÷ قاصد سے کلام لطف بولا ÷ خط صورت چشم شوق کھولا ÷ وہ نامہ کہ عنبر مین رقم تھا ÷ قسمت کا نوشتہ یک قلم تھا ÷ تحریر تھی سرگذشت سارھی ÷ کچھہ یاس تھی کچھہ امیدواری ÷ نامہ شوقیہ دیکھتے ہی ایسا ہنسا کہ رونا آگیا اتنی خوشی ہوئی کہ پیرہن مین نہ سمایا لفظ لفظ پڑھکے اوسکی ہواے شوق مین اپنے ورق دل کو برباد کیا

دل مین تھے قطرۂ خون چند سو مانند حباب ✤ نرہی وہ بھی جب الفت نے نچوڑا ہمکو ✤ ہم تبرک ہین
بس اب کرلے زیارت مجنون ✤ سر پہ پھرتا ہے لیے آبلۂ پا ہمکو ✤ ایک دن چلتے چلتے راہ کی
ماندگی سے عاجز آیا تاب وطاقت نے جواب دیا بہت گھبرایا ایک درخت سایہ دار نظر آیا شہزادے
نے افتان خیزان بہر کیف اپنے تئین وہان تک پہونچایا بیتاب تو ہوہی رہا تھا آتے ہی یہ شعر
پڑھا اور لب چشمہ گر پڑا **حیرات** نزع مین بھی تری صورت کو ندیکھا افسوس ✤ مرتے مرتے بھی نہ
ارمان نظر کا نکلا ✤ محمود کہ انکی تلاش مین دیوانہ وار دو منزلہ سہ منزلہ کرتا ملک تبریز کی طرف چلا
جاتا تھا حسن اتفاق سے اُس روز اس صحرای پرفضا مین اوسکا بھی گذر ہوا ملکہ **حسن افروز** کے جذب
دل کا اثر ہوا محمود نے دور سے دیکھا کہ ایک شخص جور فلک ستم پیشہ سے پایمال سرگردان پریشان
خراب حال کسی کے فراق مین حالت تباہ کوئی سنگ ساتھ مگر بیکسی ہمراہ ٹھنڈی چھاؤن مین پڑا
سوتا ہے اوسکی بیکسی پر ہر برگ درخت کف افسوس مل مل روتا ہے قریب جو آیا شہزادہ آرام دل
کو پایا مارے خوشی کے جامے سے باہر نکل گیا قریب تھا کہ شادی مرگ ہوجاے مگر شہزادہ آرام دل
پروردۂ ناز ونعم کی مصیبت اور بیکسی کا خیال کرکے غمگین ہوا اور سنبھل گیا پھر جلدی سے پانی کا
چھیٹا دیکر ہوش مین لایا شہزادے نے محمود کو جو اپنے بالین پر بیٹھے دیکھا سمجھا کہ شاید مین خواب
دیکھتا ہون محمود کے گلے لگ کر خوب رویا اور کہا کہ ای محمود جس دن سے تو مرگیا مجھے زندہ درگور کرگیا محمود
نے کہا جناب عالی مین زندہ ہون اور ویسا ہی بندہ ہون آپ مجھے مُردہ بناتے ہین عالم
خواب نہین یہ بیداری ہے یہ کیا کلمہ زبان مبارک سے



مینا کو ہاتھ مین لیکر جاتا تھا کہ پہلے بازو توڑے ساحرہ نے غل مچایا کہ او شہزادے دیکھ کیا ستم کرتا ہے
میرے احسان بھول گیا او محسن کش تو میرے غضب سے نہین ڈرتا ہے **مصنف** ابھی تجھکو مزا
چکھا دونگی ٭ خاک ہوجائیگا جلا دونگی ٭ سفید دیو نے جواب دیا کہ او بدبخت ننگ خاندان شہنشاہ
قاف جو تم سب کا پیر و مرشد اور اوستاد ہے تو نہین جانتی کہ یہ شہزادہ اوسکا داماد ہے بس خیر اسی
مین ہے کہ وہ انگشتری لاوے ورنہ اپنی جان سے ہاتھ اوٹھا ساحرہ نے کہا اچھا تو قسم کھا کہ انگشتری
لیکے مینا کو چھوڑ دونگا دیو نے کہا مجھے خاکپاے سلیمان کی قسم اگر تو انگشتری دیگی تو مین بھی تیری
مینا چھوڑوا دونگا ورنہ پھر وہی قسم کھاتا ہون کہ مینا کو مار ڈالون گا اور اس شہر کو بیخ و بنیاد سے
کھود واکر ہوا پر اوڑوا دونگا ساحرہ نے جب دیکھا کہ سوائے صلح کے اب کوئی چارہ نہین ناچار
وہ انگشتری سفید دیو کی طرف پھینکی دیو نے جلدی سے شہزادے کی اونگلی مین پہنا کر یون عرض کی
کہ خداوندا اب اس مینا کو چھوڑ دیجیے اور مع الخیر یہان سے تشریف لے چلیے **آرام دل** نے مینا
کو چھوڑ دیا اور دروازے کے باہر آکر شکر خدا کے کریم سجا لایا پھر دیو کو رخصت کر کے کمر ہمت چست
باندھی ملک جانان کی راہ لی اور یہ فرمایا **ذوق** رخصت اے زندان جنون زنجیر در کھڑکائے ہے
مژدہ خار دشت پھر تلوا مرا کھجلائے ہے ٭ مے عشق سے سرشار تھا جھومتا تھا خار بیابان ہر ہر
گام پر قدم چومتا تھا جب کوئی کانٹا آبلہ پا مین چبھ جاتا تو ہنسکر فرماتا **خواجہ حیدر علی آتش**
آبلے پاؤن کے کیا تو نے ہمارے توڑے ٭ خار صحرا اے جنون عرش کے تارے توڑے ٭ دھوپ
کی حدت تپ فرقت کی شدت اپنے حال زار پر رقت صدمۂ دوری سے مرنے کی نوبت اس حال
مین جو آرام جان کا خیال آتا تو جنون اور زیادہ ہوتا یہ کہتا اور روتا **حضرت غالب** دیوانگی
سے دوش پہ زنار بھی نہین ٭ یعنے ہماری جیب مین اک تار بھی نہین ٭ شوریدگی کے ہاتھ سے
ہے سر وبال دوش ٭ صحرا مین اے خدا کوئی دیوار بھی نہین ٭ ملنا اگر ترا نہین آسان تو سہل ہے
دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہین ٭ بے عشق عمر کٹ نہین سکتی ہے اور یہان ٭ طاقت بقدر لذت
آزار بھی نہین ٭ دل مین ہے یار کے صف مژگان سے روکشی ٭ حالانکہ طاقت خلش خار بھی نہین ٭
اسی طرح ہزارون آفتین اور مصیبتین جھیلتا ہوا جان پر کھیلتا ہوا چلا جاتا تھا فلک کے جور و ستم سے
جب گھبرا تا تھا تو یہ اشعار زبان پر لاتا تھا **شیخ محمد ابراہیم ذوق** رکھ لکد بس اب اے چرخ نہ اتنا
ہمکو ٭ ہمنے جانا کہ کیا خاک سے پیدا ہمکو ٭ اور ہمدرد کہان ہو نہوا اے حضرت دل ٭ درد اب تمکو ہمارا
ہو تمھارا ہمکو ٭ ہر قدم پاؤن پہ سر رکھتے ہین خار سر دشت ٭ اے جنون تو نے ہی کانٹون مین گھسیٹا ہمکو

رہائی اوس گرفتار دام محبت کی عورت بدذات کے جال سے پھر ملک فارس کی طرف روانہ ہونا اوس بادیہ پیماے عرصۂ الفت کا محمود سے ملنا اور آگاہ ہونا ملکہ حسن افروز کے حال سے

ہان پلا دے ساقیا اک اور جام ۔ مستیون کا اب دکھا عالم تمام ۔ دے لبالب بادۂ گلفام تو ۔ دیکھ اس آغاز کا انجام تو ۔ طلسم کشایان جادۂ سخن و غربت نشینان گوشۂ رنج و محن عقدہاے حال گرفتاران کو ناخن تدبیر سے یون کھولتے ہین کہ ایک شب وہی عورت ساحرہ حسب معمول آرام دل کے پاس بیٹھی اختلاط کی باتین کر رہی تھی اثناے گفتگو مین شہزادے کی نظر اوس مہر پر پڑی جو وہ ساحرہ اپنے ہاتھ مین پہنے ہوے تھی دیکھتے ہی سیمتن پری کی باتون کا خیال آیا جی مین کہنے لگا خیر سمجھونگا پھر آنکھ بچاکر اور ایک بال کو اون بالون مین سے جو بازو پر بندھے ہوے تھے نکال کر دونون طرف سے پکڑ کے کھینچا کچھ دیر نہ گذری ہوگی کہ سفید دیو ہزارون دیو ہمراہ لیے ہوے آرام دل کے حضور مین حاضر ہوا آداب و تسلیمات بجالایا اور شہزادے کو اس حال مین دیکھکر سخت متحیر ہوا گھبرایا ساحرہ دیوؤن کی شکل دیکھتے ہی بسرعت تمام حجرہ مین گئی اور غضبناک ہوکر ایک ٹھوکر زمین پر ماری زمین شق ہوگئی صدہا حبشی شمشیر برہنہ ہاتھون مین لیے غل مچاتے باہر نکلے دار و گیر کا ہنگامہ ہوا سب درہم برہم وہ کارخانہ ہوا دونون طرف سے تلوارین چلنے لگین زمین سے خون کی ندیان اوبلنے لگین آرام دل نے سفید دیو سے کہا کہ کھڑا کیا دیکھتا ہے جا اور میری انگشتری اوس قحبہ سے چھین لا سفید دیو انگشتری کا نام سنتے ہی زرد ہوگیا خوف سے ہراسان ہوا بید کی طرح لرزان ہوا جی مین کہنے لگا بڑا غضب ہوا کہ انگشتری سلیمانی اوسکے ہاتھ آئی اب مین شہزادے کی رہائی کی کیا تدبیر کرون سوچتے سوچتے ایک کشتی نظر آئی کہ زمین و آسمان کے بیچ مین گردش مین ہے یہ دیکھتے ہی اوسکی طرف لپکا اور ایک ہی حملے مین اوسکو اپنے قبضے مین کر زمین پر لایا اوس کشتی مین ایک پنجرہ اور اوس پنجرے مین ایک مینا بند تھی دیو اوس مینا کو نکالکر آرام دل کے پاس لایا اور کہا کہ حضور اس مینا کے جسم مین اس ساحرہ کی روح ہے آپ اسے خوب تکلیف دیکر مار ڈالیے دل کا حوصلہ نکالیے پہلے اسکا ایک بازو توڑیے پھر دوسرا پھر ایک ٹانگ پھر دوسری ٹانگ پھر خوب زور سے اسکی گردن مروڑیے غرض جیتا نچھوڑیے آرام دل

اس بیقراری اور آہ وزاری مین تصویر کا جو خیال آیا جابجا ڈھونڈھا اور نہ پایا تو بے اختیار ہو گئی
آپ مین نرہی مانی کے گریبان مین ہاتھہ ڈال کر کہنے لگی کہ دیکھو مانی مین تیرا گریبان چاک کرونگی میری تصویر
میرے حوالے کرو نہین تو ابھی اپنے تئین ہلاک کرونگی مانی نے کہا بیگم خیر ہے دشمنون کو کیا ہو گیا
خدا سے ڈرو بنے تو آج تک ایسی باتین نہ کبھی دیکھین نہ سنین ماشاء اللہ چشم بد دور ابھی تو تصویر ہی
دیکھی ہے جب صورت دیکھو گی تو زمین پر پاؤن نرکھو گی ملکہ نے کہا ہان سچا کہتی ہو تمنے ابھی دنیا مین
کیا دیکھا ہے تم تو ابھی پیرنا بالغ ہو بال دھوپ مین سفید ہو گئے ہین اچھا تم بھی اپنی کہہ لو کیا کہتی ہو
مانی نے کہا لڑکی بیگم صاحبہ نے بھی وہ تصویر دیکھی اور مجھسے حال دریافت کر کے بہت خوش ہوئین بلکہ
فرماتی تھین کہ انشاء اللہ تعالے مین اپنی لڑکی کی شادی اوسی شہزادے کے ساتھہ کرونگی اب وہ تصویر
حضور کے دکھانے کو لیگئین ہین ملکہ یہ گفتگو سنکر مارے خوشی کے پھولی نہ سمائی رنگ زعفرانی گلابی
ہو گیا باغ باغ ہو کر اور مسکرا کر یہ شعر زبان پر لائی مرزا رفیع سودا ہجر اور وصل سے کچھہ کام نہین
ہے مجھکو بات وہ کیجے کہ ٹک دل کو ہو تسکین جس مین ✣ مانی مجھے اس سے کیا مطلب کہ اماں جان
کیا کہتی تھین اور باوا جان کیا کہتے تھے تم میری تصویر دینے والی کون تھین خدا کی قسم مانی خیر اسی
مین ہے کہ میری تصویر مجھے منگا دو مانی نے قمر النسا سے کہا کہ بی بی کچھہ سمجھہ مین نہین آتا خدا جانے
اوس بالشت بھر کاغذ مین کیا رکھا ہے ذرا تم جاؤ اور بیگم صاحبہ سے وہ مانگ لاؤ وہ گئی اور بیگم صاحبہ
سے سب حقیقت کہی اونھون نے اوسی وقت تصویر منگوائی اور قمر النسا کے ہاتھہ شہزادی کے پاس
بھجوائی جب تصویر آئی دل نے ذرا توانائی پائی رات دن اوسی کا شغل ہر دم اشعار برجستہ اور غزلین
برمحل میر حسن غزل یا رباعی دیا کوئی فرد ✣ اسی ڈھب کے پڑھنا کہ ہوس مین درد ✣ کبھی صاحب
یار کی طرف سے یاس ہجوم غم سے رنگ فق چہرہ اوداس کبھی جو درد دل سوا ہوا تو پیچتاب کھا کر بائین طرف
ہاتھہ سے دبایا دیر تک خاموش رہی صدمے سے بے ہوش رہی جب آنکھہ کھولی دل کو ڈھونڈھا
برجا نپایا نالون کو ضبط کیا اور فرمایا حضرت غالب کسیکو دے کے دل کوئی نوا سنج فغان
کیون ہو ✣ نہو جب دل ہی سینے مین تو پھر منہ مین زبان کیون ہو ✣ کیا غمخوار نے رسوا لگے آگ
اس محبت کو بنا وے تاب جو غم کی وہ میرا رازدان کیون ہو ✣ وفا کیسی کہان کا عشق جب سر پھوڑنا
ٹھہرا ✣ تو پھر اے سنگدل تیرا ہی سنگ آستان کیون ہو ✣ یہ کہہ سکتے ہو ہم دل مین نہین ہین پر یہ
بتلاؤ ✣ کہ جب دل مین تمھین تم ہو تو آنکھون سے نہان کیون ہو ✣ غرض ہر دم سوز عشق سے آہ وزاری
تھی الستاب قلب سے بیقراری تھی کسی عنوان دل کو قرار نہ تھا سب نصیحت کرنے والے تھے مگر کوئی غمخوار نہ تھا

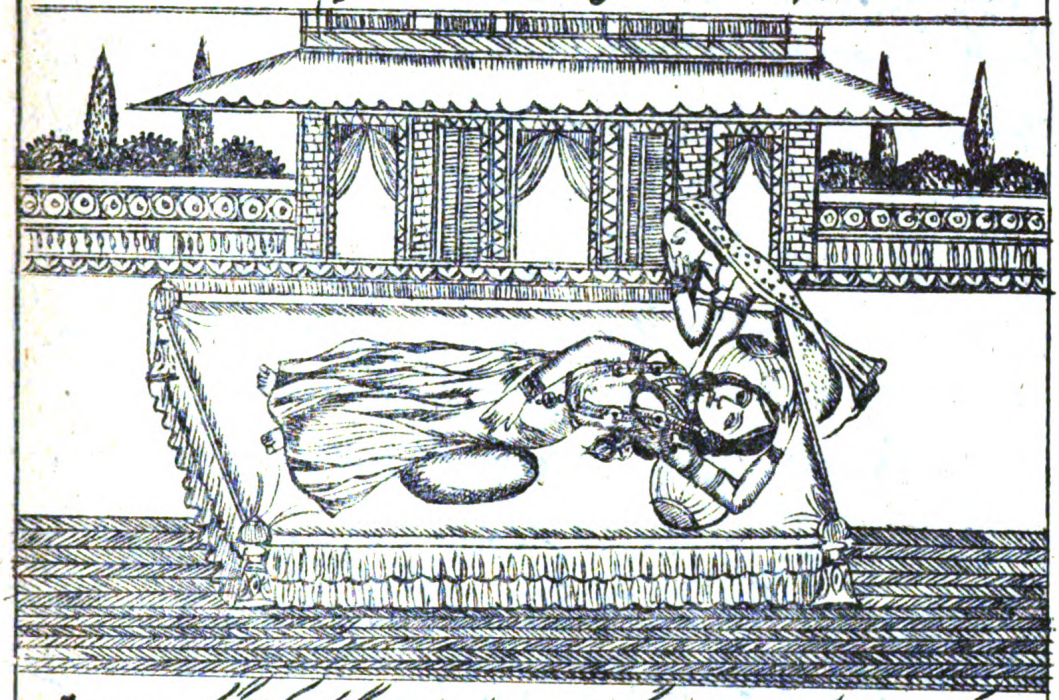
گویا قیامت کا آنا تھا جب سے یہ تصویر دیکھی ہے لڑکی اوسکی عاشق زار ہے فرط محبت سے بے قرار ہے
نہ تو دشمن بیمار ہین نہ خدانخواستہ کچھہ آسیب ہے مگر حضرت عشق پڑھے جن سوار ہین یہ سب اونھین
کا فریب ہے اور فی الحقیقت صورت اچھی جہان کو پسند ہے معشوق باوفا کہان ملتا ہی اسی سبب سے
دل عاشق دردمند ہے خوش نصیبون کو ایسے بھی ملجاتے ہین کہ جذبۂ محبت سے بیچین ہوکر آپ ہی
دوڑے چلے آتے ہین اب آپ کو اختیار ہے چاہیے اپنے فرزند کی خوشی کیجیے یا نہ کیجیے بندی دست بستہ
ہے اور جو آپ سچ پوچھتے ہین تو یہ بات ہماری یاد رکھیے کہ اگر چراغ عقل کا ہاتھہ مین لیکر ڈھونڈھیے گا
تو قیامت تک ایسا شہزادہ خوب صورت نمکین والا خاندان باغرو نمکین اندھیرے گھر کا اوجالا
نملیگا اور بالفرض اگر بہزار خرابی کوئی مل بھی گیا تو یاد رہے کہ آپکی صاحبزادی کا چاہنے والا نملے گا
مصنف دنیا مین اگر ڈھونڈھیے تو کیا نہین ملتا ✤ پر چاہنے والا نہین ملتا نہین ملتا ✤ بادشاہ
اس حال کو سنکر دیر تک بحر تفکر مین غوطہ زن رہا پھر بہت سوچ کر کہا کہ اچھا مین اسکا جواب پھر دونگا
تم لڑکی کو سمجھاؤ خاطر آشفتہ بہلاؤ بیگم صاحبہ نے کہا بھلا جس بشر پر عشق کا سایہ ہوتا ہے اور جسکو
وصال یار کی دھن ہوتی ہے وہ کسکی سنتا ہے بقول ناسخ ہر گھڑی کہتے ہو صاحب صبر کر ✤
بندہ عاشق ہے وہ یا ایوب ہے ✤ ایسے شخص کو کچھہ کہنا یا سمجھانا فقط ستانا اور ناحق جی جلانا ہے
بادشاہ خاموش اوٹھے اور تصویر ہاتھہ مین لیے باہر تشریف لائے وہان ملکۂ حسن افروز
نے جو فرصت پائی معشوق کی یاد آمی غشی سے کچھہ افاقہ ہوا تھا آنکھہ کھولی چشم نیم باز سے فلک کو دیکھکر
کف افسوس ملے اور دہنی طرف سے بائین طرف کروٹ لیکر پھر وہی شعر زبان پر لائی نسیم دہلوی
نہ تم برہمن نہ دل پہلو مین روئین آہ کس کسکو ✤ مقام شکر ہے دیکھین فلک کیا کیا دکھاتا ہے ✤
دل اُمڈا آتا ہے از خود گلے مل مل کے رونیکو ✤ کمر بستہ سفر خستہ مقرر کوئی آتا ہے گذرتی ہین بڑی تکلیف سے
راتین جدائی کی ✤ ملین پھر تمسے ہم اب دیکھیے وہ دن کب آتا ہے ✤ مین صدقے اے اجل آجا
شب فرقت مین جلدی سے ✤ ہماری جان جاتی ہے ترا کیا ایمان جاتا ہے ✤ نسیم دہلوی اب ناتوانی
سے یہ عالم ہے ✤ کوئی ہمکو اوٹھاتا ہے کوئی ہمکو بٹھاتا ہے ✤ یہ پڑھکر خوب روئی جب رونے سے بھی عاجز آئی تو یہ مثلث
کا بند لب پر لائی مومن خان مرحوم منظور ہے کچھہ اور کہ اشک آنکھہ سے چلے ✤ من کیستم کہ گریہ
بحالم کند دلے ✤ میزید بت بہ نرگس شہلا گریستن ✤ ہین خون فشانیان عبث اے چشم اشکبار ✤ گر کام
دل زگریہ میسر شود زیار ✤ صد سال میتوان بہ تمنا گریستن ✤ کبھی جو دل گھبراتا تو یہ شعر لب پر آتا اما
لب جانبخش کی الفت مین لب پر جان آئی ہے ✤ مریض عشق مرتا ہے مسیحا کی دوہائی ہے ✤

ہزار جان سے اوس جان جہان پر نثار ہوگئین صورت دیکھتے ہی بیقرار ہوگئین مسکرا کر فرمانے
لگین کہ مانی یہ کس یوسف ثانی کی تصویر ہے اور یہ کون شہنشاہ والاجاہ صاحب عز و توقیر ہے
مانی نے از ابتدا تا انتہا حقیقت حال پر اختلال محمود کا آنا اور تصویر دکھانا شہزادی کا عاشق ہونا
اور تبلاش شہزادہ پھر محمود کا جانا سب بیان کیا بیگم صاحبہ نے جب حال شہزادی کے تعشق کا سنا
مآل کار سوچکر غمگین ہوئی مگر اور امراض کی طرف سے رفع شک ہوا دل کو ذرا تسکین ہوئی مانی
کو الگ لیجاکر سمجھایا کہ تم جہان دیدہ ہو ذرا لڑکی کی دلداری کرتی رہنا عشق کمبخت نے اسکے دل
مین گھر کیا ہے تم مدام غمخواری کرتی رہنا اور کہنا کہ بی بی گھبراؤ نہین خاطر جمع رکھو جسکی تمنے تصویر دیکھی
ہے تمھاری آن جان اوسی شہزادے کے ساتھ تمھاری شادی کرینگی ذرا اپنے دل کو تسکین دو
صبر سے بیٹھی رہو انشاء اللہ تعالے بہت جلد گلہاے مقصود سے تمھاری گود بھرینگی یہ کہکر بیگم صاحبہ
ملکہ حسن افروز کے پاس آئین اس طرح کی گفتگو تو زبان پر نہ لائین مگر آغوش مین لیکر پیار کیا
پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا میرے جان تمھین اللہ کی امان ہمسے کچھ بات تو کرو بیگم یہ بُری بات ہے
دیکھو ہر دم ٹھنڈی ٹھنڈی سانس نہ بھرو ملکہ نے کہا امان جان شعر آپکی باتون سے یہ اور بھی
دل دُکھتا ہے ؎ جایئے بہر خدا یاں سے کہ دم رکتا ہے ؎ بھلا ہم کیا بات کرین آپ بزرگ ہین آپکو
اس بات کا کیا جواب دین درد کسی سے کیا بیان کیجے اس اپنے حال اتبر کو ؎ دل اوسکے
ہاتھ دے بیٹھے جسے جانا نہ پہچانا ؎ آخر جب بیگم صاحبہ نے دیکھا کہ بات کرنے سے طبیعت
پر جوش آتا ہے آدمی کی صورت سے نفرت ہے کلام سے دم گھبراتا ہے ناچار خاص محل مین تشریف
لائین ہمراہ اپنے وہ تصویر بھی لیتی آئین بادشاہ جو محل مین آئے بیگم صاحبہ نے تحلیہ کیا اور شاہ
سے طلب مشورہ کیا جب حضور آکر بیٹھے بیگم صاحبہ نے وہ تصویر بادشاہ کو دکھائی شاہ والاجاہ
بیک نگاہ حیران انگشت بدندان دست قدرت کے قربان ہوکر رہ گئے اور فرمانے لگے بیگم یہ کون
خجستہ نہاد ہے آدم زاد تو نہین معلوم ہوتا شاید پریزاد ہے بیگم نے کہا حضور مین پہلے آپ سے یہ
پوچھتی ہون کہ اگر یہ شخص آپکی صاحبزادی کے ساتھ شادی کی درخواست کرے تو آپ کو منظور ہے
بادشاہ نے کہا صاحب اگر یہ کوئی شہزادۂ عالیخاندان والا دودمان ہے تو خیر کیا مضائقہ منظور ہے
ورنہ ابھی ان باتون کا کیا مذکور ہے بیگم صاحبہ نے کہا سنیے یہ تصویر شہزادۂ آرام دل پسر شاہ چین
کی ہے جو آپکی ملکہ کا حسن و جمال سنکر عاشق ہوا ہے یہ تصویر اوس نازنین مہ جبین کی ہے محمود
سوداگر متاع خوبی سمجھکر لایا تھا اور آپکی صاحبزادی کے حضور مین نذر گذرانا تھا پس دیکھنا کیا تھا

پھر کچھہ اک دل کو بے قراری ہے ۔ سینہ جویاے زخم کاری ہے ۔ یہ سرگذشت سنکر بیگم صاحبہ کے
ہاتھہ پانوں پھول گئے اور تو کچھہ بن نہ آیا گھبراکر فرمایا کہ ارے کوئی حضور کو خبر کرو یہ سنتے ہی ایک خواجہ سرا
نے جاکر بادشاہ کے حضور مین سب حال گزارش کیا بادشاہ کہ اوس وقت تسبیح خانہ مین مشغول
یاد الٰہی تھے شہزادی کی علالت کی خبر سنکر محل مین تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ بیٹا کہو کیا سبب
ہے جو تمکو اس قدر رنج و تعب ہے ملکہ نے کہا جناب عالی مین بھی حیران ہون کہ اس بیخودی کا باعث
کیا ہے مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دل خود بخود نکلا آتا ہے تمام بدن سنسناتا ہے لوگون کی کثرت
اور آمد و رفت سے دم رکتا ہے تن بدن مین آگ لگ رہی ہے تمام جسم پھنکتا ہے خدا جانے کیا
آفت آسمانی اس دل کمبخت پر نازل ہوئی ہے کہ اسقدر روئی ہون مگر ابھی تک تسکین نہین حال
ہوئی ہے بادشاہ باخاطر پریشان روتے ہوے باہر تشریف لائے اور مسیح الزمان حکیم
احسن اللہ خان کو علاج کے واسطے بھیجا جب حکیم صاحب آئے مانی نے ملکہ کو ہوشیار کیا
حکیم کے آنے سے خبردار کیا ملکہ نے کچھہ جواب نہ دیا مگر ایک آہ سینہ سوزان سے بھری یہ کہا اور پھر
آنکھہ بند کرلی لا اعلم نبض نہ دیکھہ اے طبیب ہاتھہ لگا اور مواہ ۔ میری تو یہ شکل ہے ہاے
چھوا اور مواہ ۔ حکیم صاحب نے کہا حضور یہ کیا فرماتی ہین ناحق رو رو کے اپنے مرض کو بڑھاتی
ہین ذرا نبض دکھایئے پھر تا بعد ارجو دوائین دے اوسے نوش فرمایئے دیکھیے تو کیا جلد آرام
ہوتا ہے اور یہ کترین کیسی ملذذ دوائین دیکر یہ مرض کھوتا ہے ملکہ نے خفا ہوکر جواب دیا کہ حکیم صاحب
بھلا آپ نے ہمارا مرض کیا تشخیص کیا جو آپ دوا بھی اپنے ساتھہ لیتے آئے ہین جایئے
ہمین مطلق صحت نہوگی آپ ناحق دوا دینے آئے ہین ۔ شعر ۔ از سر بالین من برخیز ای نادان
طبیب ۔ دردمند عشق را دارو بجز دیدار نیست ۔ قمر النسا کہ نہایت زیرک اور دانا تھی شہزادی
کے فحواے کلام سے فورًا دریافت کرگئی کہ ہو نہو یہ مادہ سودا وی عشق کا رجوع ہے آفتاب
محبت کا مشرق سینہ سے طلوع ہے مگر ابھی شروع ہے بقول شخصے ع کہ عشق و مشک انتہان
نہفتن ۔ دل مین تو سمجھہ گئی مگر اوس وقت کچھہ نبولی بیگم صاحبہ بھی اس کلام سے ہوشیار ہوئین
مانی کو الگ لیجاکر کہنے لگین کہ مانی تمکو تو معلوم ہوگا کہو تو یہ ماجرا کیا ہے وہ کیا چیز ہے جو اندری اندر
اسکے دل کو ستاتی ہے مانی ہو نہو مجھے تو لڑکی کے کلام سے عشق کی بو آتی ہے جب مانی نے دیکھا
کہ راز آشکارہ ہوا بجز راستی اب چارہ نہین حال ظاہر سارا ہوا بیگم صاحبہ کا ہاتھہ پکڑکے شہزادی کے قریب
لائی اور تصویر کہ ملکہ کے سینے سے لگی ہوئی تھی آہستہ سے اوٹھاکر دکھائی بادشاہ بیگم تصویر دیکھتے ہی

حال دل زار ہی کیا ہونا ہی	سخت بیمار ہی کیا ہونا ہی	دل مرا رسم وفا کیا جانے	لنوگر فتار ہے کیا ہونا ہی
راتدن دیدۂ دیدار طلب	سیر ابید ار ہے کیا ہونا ہی	جان زار اس کمر دلکی ہاتھون	سخت ناچار ہی کیا ہونا ہی
لشکر رنج الم سے مجھکو	روز پیکار ہے کیا ہونا ہی	دل مرا پیکے شراب الفت	مست و سرشار ہی کیا ہونا ہی
بدل آغاز محبت مین سخن	صورت خار ہی کیا ہونا ہی		

قمر النسا یہ حال دیکھکر متحیر ہوئی چھکے چھوٹ گئے رشتۂ استقلال ٹوٹ گئے حیرت سے صورت دیوار ششدر رہوئی گھبراکر کہنے لگی بیگم مزاج کیسا ہے خدا کے لیے فرمایئے تو یہ کیا ہے ملکہ حسن افروز نے منہ پھیر کر جواب دیا کہ ہان بہن اچھی ہین قمر النسا فرط محبت سے بیقرار ہوکر مانی سے کہنے لگی کہ مانی دیکھو تو تمھاری بیگم کے دشمنون کا کیا حال ہے



تمھین کچھہ خبر بھی ہے کیا سمجھہ پر پتھر پڑ گئے عقل پر زوال ہے مانی گھبراکر کہنے لگی کیون بی بی خیر تو ہی قمر النسا نے کہا بھئی واللہ تمنے بھی کمال کیا کہ ہر دم پاس رہتی ہو اور پھر خیر تو ہے کس مزے سے کہتی ہو یہ کہکر گھبرائی ہوئی بیگم صاحبہ کے پاس گئی جاکر سب حال بیان کیا رو رو کے تر دامان کیا بیگم صاحبہ اور سب خواصین سراسیمہ و پریشان اقتان و خیزان شہزادی کے پاس آئین بیگم صاحبہ بلائین لیکر ملکہ سے کہنے لگین کہ میری جان کہو تو جی کیسا ہے مین تیری واری کیون تیرا حال ایسا ہے ملکہ نے کہا اماں جان کیا کہون دل مین درد ہے تمام بدن مین اعضا شکنی ہے دیکھیے چہرہ زرد ہے کلیجہ منہ کی راہ نکلا آتا ہے کچھہ ایسا درد اوٹھتا ہے کہ جی بیٹھا جاتا ہے رونے کو بے اختیار دل چاہتا ہے مگر اب تک تو ضبط کیے ہون آگے دیکھیے خدا کیا دکھاتا ہی **حضرت غالب**

رندا ہی دل نہ تڑپ اتنا گیا ہے مرا قاصد ٭ آج آئی خبر یار کی یا کل خبر آئی ٭ رند دل بیتاب شتاب آئیگا قاصد نہ تڑپ ٭ راہ مین دیر لگے گی فقط آتے جاتے ٭ سمجھاتے سمجھاتے جب خیال یار پورش کرتا آنسو نکل آتے پھر وہی نقشے ہو جاتے بیتابی زور کرتی بیقراری دل مین شور کرتی مانی نے کہا بیگم خدا کے لیے ایسی بے قرار نہو آہ وزاری کو موقوف کرو ڈرتی ہون کہ اس حال سے کوئی خبردار نہو ملکہ نے کہا اے جیا جرات شعلہ و برق و شرر بھی ہمنے دیکھے پر کوئی ٭ بیقراری مین نیا یا اک دل بیتاب سا ٭ دل ہے کافر یا خدا جانے کہ کیا آفت ہے یہ ٭ تلملاتا ہے پڑا پہلو مین اک سیماب سا ٭ جیا مین کیا کرون دل کو کیونکر سمجھاؤن جو شی اپنے قابو مین نہو تو پھر او سپر کسیکا بس نہین چلتا ہی درد دل دے دیا ہے اک بت کافر کے ہاتھ مین ٭ اب حق مین دیکھیے مرے اللہ کیا کرے مانی نے کہا بی یہ خبط ہے فنا سنبھلو یہ مقام ضبط ہے خدا کی عنایت سے ناامید نہو اوسی کو یاد کرو مژدہ لا القنطوا من رحمۃ اللہ سے جی شاد کرو اب اوٹھو ہاتھ مُنہ دھوڈالو دل کو سنبھالو دیکھو خاصہ کا وقت آیا ہی لوگ اس حال مین دیکھین گے تو کیا کہینگے یہ کیا بیہودہ پن جی مین سمایا ہی کچھ سمجھ مین نہین آتا پس ہر دم رونا ہی بی بی اللہ حافظ و نگہبان ہے جو ایسا رونا دھونا ہے خیر وہ بھی اک بات تھی ہوگئی اب دیکھو محمود کیا ہے کیا جواب لیکر آتا ہے ملکہ نے کہا مانی للہ تم اس مقدمے مین دخل ندو مجھے نہ ستاؤ تم نہین جانتی ہو مین جس حال مین ہون مجھے اُسی حال مین رہنے دو میرا مغز نکھاؤ میر تقی انداز وہی سمجھے مرے دل کی چاہ کا ٭ زخمی جو کوئی ہوئے کسیکی نگاہ کا ٭ یہ کہکر اوٹھی اور چھپر کھٹ مین جالیٹ رہی تصویر کو چھاتی سے لگا کر ایک شور مچایا اور بصد حسرت و یاس رو کر فرمایا نسیم دہلوی نہ تم برسین نہ دل پہلو مین روئین آہ کس کسکو ٭ مقام شکر ہے دیکھین فلک کیا کیا دکھاتا ہے ٭ اس عرصے مین قمر النسا وزیرزادی جو شہزادی کی ہمسن تھی بلکہ شہزادی سے بھی کم سن تھی شیش محل مین آئی ملکہ کو جو نہ دیکھا بہت گھبرائی مانی سے کہنے لگی کیون مانی بیگم صاحب کیا ابھی تک سوتی ہین کیا سبب ہے جو بیدار نہین ہوتی ہین مانی کہ انجام کار کے فکر مین غوطے کھا رہی تھی دل سے سو سو تدبیرین بنا رہی تھی کچھ نہ بولی قمر النسا چھپر کھٹ کے پاس آکر پردہ اوٹھا کر دیکھتی کیا ہے کہ شہزادی کی آنکھین نرگس وار کسی کے انتظار مین وا ہین مگر آنکھون سے دو دریا رواں ہین گویا گنگا جمنا ہین رنگ چہرے کا زعفرانی ہے لب خشک ہین دل مین سوز نہانی ہے گرمی عشق سے پیشانی عرق آلود ہے کسیکے تصور مین سکتے کا عالم ہے جبین دل کا مفقود ہی جب بیتابی دل زیادہ ہوتی ہے یہ غزل پڑھتی ہی اور روتی ہی مصنف

عشق رہتا ہی دل مین کر داغ — اس غم آباد کا یہی ہی چراغ — تلخکامی اسی سی حاصل ہے — ذائقہ اسکا سم قاتل ہے
رشتۂ عمر کو زبانہ ہے — تو سن جان کو تازیانہ ہے — دل ہی سب کا خون کرتا ہے — یہی پیدا جنون کرتا ہے
میرے دل مین بھی گھر کیا اسنے — آخر اپنا اثر کیا اسنے — تپ فرقت سے جسم جلتا ہے — دل سے ہر دم دھواں نکلتا ہے
خون دل چشم تر سے جاری ہے — زخم دل پر بہار کاری ہے — سخت بیچین ہون خدا کی قسم — تیرے ہی چشم سرمہ سا کی قسم
ہجر مین تیرے اب تو مرتے ہین — کوئی دن زندگی کے بھرتے ہین — ناتوانی سے اب یہ حالت ہے — بات کرنا بھی اک قیامت ہے
کبھی ہنستے ہین جان سے بیزار — کبھی روتے ہین آہ زار و نزار — کبھی بلبل کیطرح نالان ہین — کبھی سنبل صفت پریشان ہین
کبھی جوش جنون سے دست و پا — کبھی کچھ آپ ہی آپ تھا — آنکھین شبنم کیطرح گریان ہین — کبھی نرگس کیطرح حیران ہین
کبھی دم یاد کیا یا آنکھون نے — کبھی سر تک ڈبویا آنکھون نے — کبھی دل آبلہ سا پکتا ہے — کبھی آنکھون سے خون ٹپکتا ہے
ایسے جینے سے کاش مر جائین — جان سے اپنی ہم گذر جائین — مگر ہم کیا کرین کہ مین مجبور — ہی زمین سخت آسمان ہی دور
اب جدائی بہت ستاتی ہے — آمری جان کہ جان جاتی ہے — قہر کردے گا اب بیان سخن — بڑی آفت ہے یہ زبان سخن

اور نامہ کو لفافہ کر کے یہ شعر شیخ محمد ابراہیم ذوق کا بصد ذوق و شوق لکھا اور محمود کے حوالے کیا ذوق مرحوم یہ چاہتا ہے شوق کہ قاصد بجاے مہر ٭ آنکھ اپنی ہو لفافہ خط پر لگی ہوئی ٭ محمود نامہ لیکر ملکہ سے رخصت ہوا وقت رخصت شہزادی نے کئی کشتیان زر و جواہر معمور محمود کو عنایت کین اور خلعت سے سرفراز کیا محمود آداب بجا لایا بالنصر من اللہ و فتح قریب کہکر رخصت ہوا اور صبحدم ملک تبریز کیطرف روانہ ہوا

داستان بیقرار ہونا ملکہ حسن افروز کا فراق دلدار مین اور آگاہ ہونا شاہ فارس کا شہزادی کی بے قراری سے اور جال دریافت کے لیے آنا اوسی حالت اضطرار مین

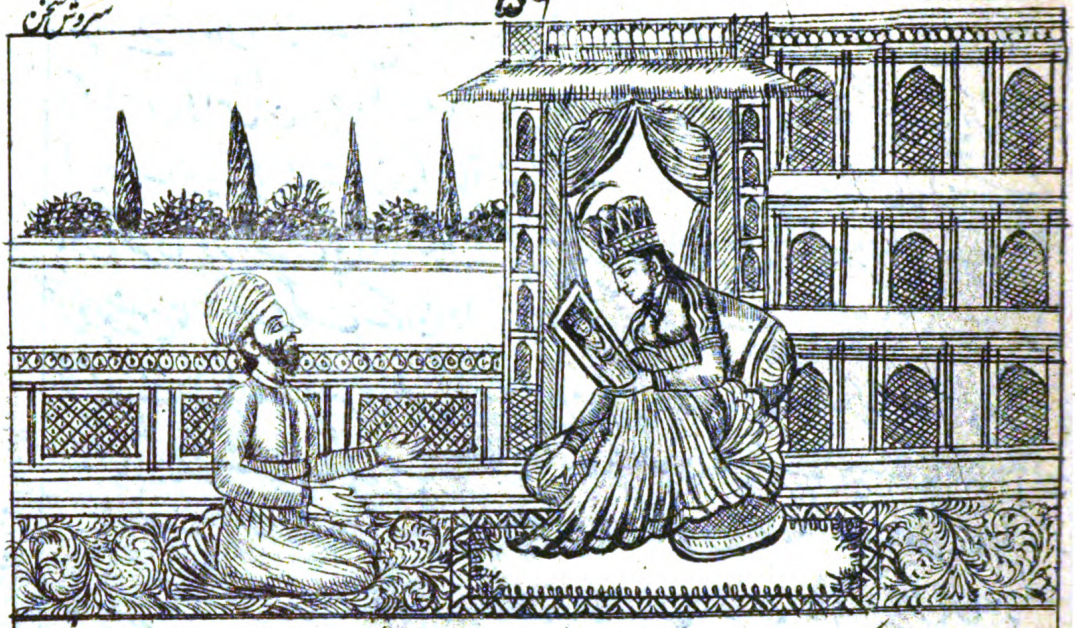
خوب ساقی نے دی شراب سخن ٭ بھر گئی عشق سے کتاب سخن ٭ کہین عاشق پڑے سسکتے ہین کہین معشوق بھی پھڑکتے ہین ٭ اب ذرا اور بھی دے اک اک جام ٭ کہ یہ محفل بخیر ہو انجام ٭ شہسوران عرصۂ عشقبازی و فارسان معضمار جان گدازی مسافران بارنا کامی بر دوش باختہ ہوش از خود فراموش لکھتے ہین کہ جب ممو ملکہ حسن افروز سراپا گداز و ہمہ تن سوز سے رخصت ہو کر شہزادہ آرام دل کی تلاش مین نکلا یہان طپش دل دو منزل مین زیادہ ہوئی بسمل کی طرح تڑپنے لگی جان دینے پر آمادہ ہوئی جب وحشت خاطر زیادہ پائی عقیلہ تو تھی اپنے دل کو سمجھاتی

زندگی ہے عذاب ✣ اور مرنا ثواب ہے تجھ بن ✣ کوئی مونس نہ کوئی ہے غمخوار ✣ میری مٹی خراب ہے تجھ بن ✣ ق ابر غم خوب گھر کے آیا ہے ✣ چشم ہر دم پر آب ہے تجھ بن ✣ برق رخشان پہ خندہ زن ہے آب ✣ دل کو وہ اضطراب ہے تجھ بن ✣ نالون نے رعد کو کیا ہے خجل ✣ شور و غل بیحساب ہے تجھ بن ✣ اب فنا ہونگے ہم کوئی دم مین ✣ جان شکل حباب ہے تجھ بن ✣ اے شہ حسن التفات ادھر کشور دل خراب ہے تجھ بن ✣ آتشین رخ دکھا سخن مجھکو ✣ دل مرا آب آب ہے تجھ بن ✣ دل مین مطلق تاب و توان نہین حال دل کیا کہون قابو مین اپنی زبان نہین ہر وقت جان دینے پر مستعد ہوتی ہون بیقراری سے زار زار روتی ہون جب یہ خیال آتا ہے کہ بے تیری ملاقات کے مرجانا داغ حسرت اپنے وصال کا تیرے دل پر دھر جانا دل قبول نکریگا الزام اسکا مجھپر دھریگا ٹھہر جاتی ہون دل کا پاس کر جاتی ہون اور سچ تو یہ ہے کہ **سید محمد خان رند** فرقت مین ترے جان تلف کی نہین جاتی ✣ او جان جہان جان تو یون دی نہین جاتی ✣ اب اگر تم ہمارے شیدا اور معشوق باوفا ہو تو بہر خدا ایک نظر مجھ خستہ جان مہجور خاطر پریشان کو جمال جہان آرا اپنا دکھا جاؤ اور ایک مرتبہ مجھ بیمار اجل گرفتہ وقف صد آزار کو شربت دیدار پلا جاؤ رند دست قدرت پہ جان و دل صد قے ✣ تیری صورت پہ جان و دل صد قے ✣ آجاؤ بس اب راہ نہ اے یار دکھاؤ ✣ مشتاق ہون مشتاق ہون دیدار دکھاؤ ✣ یہ کہکر کچھ جی مین جو آگیا لیٹے لیٹے قلم اوٹھایا با چشم اشکبار یہ چند اشعار نامہ کے لکھے اور محمود کے حوالے کیے **نامہ ملکہ حسن بافروز از مصنف**

گل گلزار حسن و رعنائی	بلبل شاخسار زیبائی	شہسوار سمند ناز و ادا	نو بہار حدیقہ زیبا
میرے دلدار میرے عاشق زار	میرے غمخوار میرے جان نثار	بعد صد شوق وصل حسمانی	بعد صد ذوق وصل روحانی
تیری تصویر جبسے آئی نظر	محو حیرت ہون آئینے لبر	اللہ اللہ ترا یہ حسن و جمال	چشم بد دور روز و شب مہ و سال
رخ پر نور مہر عالمتاب	رنگ حنا سرخ جوش شباب	نہین ہے زلف کی جفا کی پناہ	یہ وہ کافر کہ بس خدا کی پناہ
چشم بیمار نے کیا بیمار	نگہ مست نے کیا سرشار	دل کو باندھا کمند گیسو نے	ذبح کر ڈالا تیغ ابرو نے
دہن تنگ نے کیا دلتنگ	رنگ چہرے کا دیکھ اور گیا رنگ	سینے نے وصل کا کیا طالب	ہو میسر گمان ہے غالب
ہاتھون نے خوب ہاتھ پائی کی	لشکر ہوش کی صفائی کی	جبسے دیکھی تری کمر کی لچک	بیکلی ہی مجھے صنم اب تک
قد قیامت بلا ہے آفت ہے	چشمون مین عجب شرارت ہے	ہو غرض سر سے پانون تک آفت	زہد اللہ حسن و رنگ و رخت
اب سناؤن تمھین ہم اوسکا	جسکو عشاق نے کیا ہی سلام	کون وہ عشق خانمان برباد	ظالم و قاتل و ستم ایجاد
عشق کو کہیے مجمع الآفات	عشق موذی بلا ہے اور فساد	عشق ظلم و ستم ہے آفت ہے	عشق بیمہر و بے مروت ہے

رہے سکتے کا عالم ہوا ملکہ حسن افروز کو بھی اپنی رسوائی کا غم ہوا مانی نے شہزادی سے کہا بیگم
یہ کیا حال ہی اس طرح سر جھاڑ منہ پھاڑ کیون بیٹھی ہو جی تو بجا ل ہے ملکہ نے آنکھین نیچی کرلین اور
کچھہ جواب ندیا ع منہ سے نہ کچھہ کہا مگر آنسو نکل پڑے ٭ مانی پہلے ہی سب حال پردے کے
پاس کھڑی ہوکر دیکھہ سن چکی تھی مسکرا کر کہنے لگی کہ بیگم مین سب حال سن چکی ہون مجھسے راز دل نہ چھپاؤ کچھہ بات
کرو یونہین ناحق گھٹ گھٹ کے اپنا دل نہ کڑھاؤ مجھے تمھارے سر کی قسم مین کسی سے نکہونگی
تم مجھے اپنے دل کی بات تو کہو حتی الوسع کوشش مین رہونگی آخر جب بہت تنگ کیا تو ملکہ حسن افروز
نے کہا جیا جرات پوچھو نہ کچھہ سبب مرے حال تباہ کا ٭ الفت کا یہ ثمر ہے نتیجہ ہے چاہ کا ٭ تشبیہ
کس مزے سے مین لذت کو اوسکی دون ٭ کچھہ دل ہی جانتا ہے مزا دل کی چاہ کا ٭ اے مانی مین کیا حال
بیان کرون اور تمھین اس بات کا کیا جواب دون ع دل من داند و من دانم و داند دل من ٭ یہ کہتے
ہی بیخود ہوگئی دل بھر آیا زخم جگر اوبھر آیا مانی کے گلے لگ کر خوب روئی ایسی روئی کہ پھر غش آگیا دو تین
جھنجلا کر کہا کہ لڑکی نہ کچھہ کہتی ہے نہ سنتی ہے زار زار روتی ہے ناحق رو رو کے آپ کو ہلاک کرتی ہے جان
کھوتی ہے غرض بہزار دشواری پھر ہوش آیا پھر مانی نے پوچھا پھر یہی فرمایا ع دل من داند و من دانم
داند دل من ٭ محمود نے دیکھا کہ دو اخیر خواہ معلوم ہوتی ہے اور حال بھی سن چکی ہے کہنے لگا صاحب
مین بڑی دیر سے بک رہا ہون سمجھاتے سمجھاتے تھک گیا ہون کہ حضور واسطے خدا کے چند سے صبر
کیجیے مین ابھی پھر جاتا ہون اور جس طرح ہوسکتا ہی شہزادے کو لاتا ہون مگر میری بات مطلق نہین
مانتی ہین وعدہ کرتا ہون مگر جھوٹ جانتی ہین مانی نے کہا ع اے باد صبا اینہمہ آوردہ تست ٭
اے محمود تو نے بڑا غضب کیا کہ شہزادی کو گرفتار رنج و تعب کیا اب دیکھیے وہ شہزادہ کس گھڑی یہان
آتا ہی اور میری لڑکی کے دل سے یہ غم والم کب جاتا ہی محمود نے کہا جیا تم کیا کہتی ہو بیگم صاحبہ کچھہ اپنی
زبان سے کہین اور مجھے رخصت کرین دیکھو تو مین ابھی جاتا ہون یا نہین اور چھہ مہینے کے عرصے مین
شہزادے کو یہان لاتا ہون یا نہین یہ سنکر ملکہ حسن افروز نے آنکھہ کھولی اور نہایت ضعف اور
ناتوانی سے مانی کی طرف دیکھکر بولی کہ دیکھو مانی محمود کیا کہتا ہے تم بھی ذرا اس بات کی شاہد رہنا
یہ مجھے زبان دیتا ہے ع اگر اسمین ذرا خلاف ہوگا ٭ سن لینا کہ مطلع صاف ہوگا ٭ پھر مہر اپنے
نام کی کہ اہل بدخشان پر کندہ تھی اوسکی انگلی مین سے نکال کر محمود کے ہاتھہ مین دی اور آہ سرد دل پر درد سے
کھینچ کر کہنے لگی کہ محمود اوس جان جہان آرام دل عاشقان کو مجھہ گمنام کی یہ نشانی دینا اور میری طرف
سے دست بستہ عرض کرنا مصنف خون دل یاران شیراز ہے تجھہ مین ٭ دل ریزان کباب ہے تجھہ بن ٭ تیری فرقت مین

۷ در اصطلاح شیرازیان خون دل یاران شیراز ہے تجھہ مین ٭ دل ریزان کباب ہے تجھہ بن



سب حال اپنا ملک چین مین جانا **آرام دل** سے ملاقات کرکے تصویر ملکہ دکھانا پھر شہزادی کا عاشق ہوکر دیوانہ وار طلب وصال مین آوارہ ہونا سب عیان کیا مگر صنوبر شہزادی اور سیمین پری کے حال کو مصلحتاً نہ بیان کیا اور کہا کہ شہزادہ ایک ساحرہ کے بیچ مین آگیا ہے دیکھیے خدا کب اوس مکار عورت فتنہ پرداز سے اوسکو نجات دیتا ہے بے طور چکہ کھا گیا ہے **ملکہ حسن افروز** شراب محبت سے ایک تو سرشار ہو رہی تھی اس حال کو سنکر اور بھی مدہوش ہوگئی ہاتھ پانون ٹھنڈے ہوگئے یہ اشعار پڑھتے پڑھتے بیہوش ہوگئی **حضرت اسد اللہ خان غالب** دل مرا سوز نہان سے بے محابا جل گیا + آتش خاموش کے مانند گویا جل گیا + دل مین ذوق وصل یاد یار تک باقی نہین + آگ اس گھر مین لگی ایسی کہ جو تھا جل گیا + محمود نے جلدی سے گلاب کیوڑہ چھڑکا ہوش مین لایا **ملکہ حسن افروز** نے آنکھ کھولی اور فرمایا **جرأت** حال یہ کچھ تو ہے اب دل کی توانائی کا + کہ یہ طاقت نہین لون نام شکیبائی کا + محمود ہاتھ جوڑکر قدمون پر گر پڑا اور بولا کہ حضور واسطے خدا کے ایسا رنج و غم نہ کھائیے یہ کیا غضب ہے اس طرح صدمے نہ اوٹھائے دیکھیے پہلے بھی کہہ چکا ہون اور اب بھی کہتا ہون کہ ایسا نہو کہین رفتہ رفتہ شاہ کو خبر پہونچے دوست دشمن ہر جگہ ہین دیوار ہم گوش دارد میری جان مفت جائے آپ کا کیا نقصان ہو بیٹھے بٹھائے مجھپر آفت آئے اب تو قف کیجیے دل کو تسکین دیجیے دیکھیے تو مین کیا کرتا ہون اور کیا تماشا دکھاتا ہون پھر وادی تلاش مین قدم دھرتا ہون بحول اللہ المستعان تھوڑے عرصے مین محبوب کو پہلو مین لا بٹھاتا ہون یہ سب باتین عشق آمیز اور فتنہ انگیز ہو رہی تھین کہ ملکہ کی مانی جسنے اوسے دودھ پلایا تھا دالان مین آئی اوسکو دیکھتے ہی محمود کی روح بدن مین تھرّائی ہوش جاتے

مین نشتر جو چبھا آنکھون سے خون کی ندی بہنے لگی بیتابی دل کو بہت ضبط کیا مگر نہ سکی رو کر کہنے لگی
مصنف دل کسی شوخ پہ آیا ہی خدا خیر کرے ٭ بے جگہ اسنے پھنسایا ہے خدا خیر کرے ٭ خواب
مین جسکا نہ آیا تھا کبھی مجھکو خیال ٭ وہ ان آنکھون نے دکھایا ہی خدا خیر کرے ٭ دیکھ تصویر تری اے
مہ اوج اقبال ٭ اور عالم نظر آیا ہے خدا خیر کرے ٭ اب تو یہ حال ہے کیا ہوئیگا آگے آگے ٭ دل میرا
یہ خوف سمایا ہے خدا خیر کرے ٭ بیٹھے بٹھلائے سخن عشق قیامت زانے ٭ ایک اندھیر مچایا ہے
خدا خیر کرے ٭ آخر محمود سے کہنے لگی کہ برائے خدا سچ بتا یہ کسکی تصویر ہے تجھے میرے سر کی قسم جلد کہہ یہ کون
شہنشاہ حسن اور سپہر خوبی کا ماہ منیر ہے نہین تو دل تنور عشق سے موم کے مانند پگھل جائیگا یاد رکھنا کہ ابھی
دم نکل جائیگا محمود نے اپنے جی مین کہا کہ نشانہ تو کارگر ہوا شہزادے کے عشق کا اسکے دل پر اثر
ہوا اگر ایسا نہو یہ راز افشا ہو جاے جلد اسکو تسکین دو مبادا کوئی فتنہ برپا ہو جاوے شعر عشق
اور مشک چھپائے سے نہین چھپتے ہین ٭ بر سر راہ ہی پیتا ہی ڈھنڈھورا انکا ٭ یہ سمجھکر کہنے لگا
حضور یہ کیا غضب کرتی ہین کہ رنج والم بے سبب کرتی ہین رونے دھونے کو موقوف کیجیے
اور ذرا دو باتین میری سن لیجیے شہزادی نے کہا اے محمود ؎ عشق مین اپنی جان کھوئینگے ہم ٭
ابھی کیا روئے اور روئینگے ہم ٭ یہان تو چشمہ چشم سے ایک دریا بہتا ہی تجھے اس بات سے کیا
مطلب تو اپنی کہہ کیا کہتا ہے محمود نے کہا حضور یہ تصویر شہزادہ آرام دل خلف شاہ چین کی ہی
جسکے دیکھنے سے ماہ چہاردہم اپنی پیشانی پر داغ ندامت اوٹھاتا ہی یہ شبیہ اوس نازنین زہرہ جبین
کی ہے فرد تو بلقیس ہے گر سلیمان ہے وہ ٭ تو زہرہ ہی گر ماہ تابان ہے وہ ٭ یہ سنکے زیادہ تر
بیتاب ہو گئی بقول شخصے ؎ گفتگوے یار بھی دیدار سے کچھ کم نہین ٭ آرزوی وصل وصل یار سے
کچھ کم نہین ٭ اور کہنے لگی کہ محمود تجھسے کس بات کا پردہ ہی واسطے خداے لایزال کے یہان چلا آ
اوسکے حال سے مجھے اچھی طرح آگاہ کر ا در سرگذشت اپنی کہہ سنا محمود اندر گیا ملکہ نے محمود کی صورت
دیکھتے ہی ایک آہ سینہ سوزان سے بھری اور رومال سے آنسو پونچھکر کہنے لگی کہ محمود بہر خدا جلد بتا
کہ وہ شہزادہ کہان ہے جسکی یہ تصویر ہے دل اب قابو مین نہین ہر دم اندوہ کثیر ہے مصنف
خدا کے واسطے اوسکا پتا بتا قاصد ٭ کہان ہے وہ مہ تابان بتا بتا قاصد ٭ محمود نے کہا حضور
اس آہ وزاری اور بیقراری سے تو کام نہ نکلے گا اگر کوئی دیکھ لیگا میرے واسطے ضرر ہے جان کا
خطرہ ہے اس سے یہی بات بہتر ہے کہ ذرا آپ دم لیجیے مبادا کہین دشمنون کو صدمہ پہونچے ایسا
نہ ستم کیجیے جو مین عرض کرون پہلے اوسے سنیے صحرا ے بیخودی مین تنکے نہ چنیے عرض محمود نے

لایا ہوگا ہان جلد حاضر ہو خواجہ سرا باہر آیا اور محمود کو بلایا **ملکہ حسن افروز** دالان مین مسند زرین پر جا بیٹھی اور محمود کے واسطے ایک پلنگڑی جواہر نگار بچھوادی اوسپر سفید اطلس کی چادر بچھوادی محمود نے اگر پہلے آداب دربار شاہانہ ادا کیا پھر بموجب حکم شہزادی کے تسلیم کر کے بیٹھ گیا شہزادی نے فرمایا محمود کہو کہان کہان کی سیر کی اتنے دن کہان رہے کب آئے کس کس ملک مین پھرے ہمارے واسطے کیا کیا سوغات لائے محمود نے کہا حضور کیا عرض کرون میرا قصہ بہت دراز اور ماجرا جانگداز ہے خلاصہ یہ ہے کہ غلام اب کے مرتبہ ایک چیز خاص حضور کے واسطے لایا ہے شہزادی نے کہا محمود بھلا دیکھین وہ کیا چیز ہے جو تجھکو ایسی عزیز ہے محمود نے کہا وہ چیز ایسی نہین ہے جو سکے سامنے دکھاؤن اگر حضور سبکو ہٹا دین اور تخلیہ کرین تو البتہ سامنے لاؤن دکھاؤن شہزادی کو اوسکے دیکھنے کا کمال شوق ہوا عشق فتنہ انگیز کو دل لگی کا ذوق ہوا **مثنوی** عشق ہے قہر عشق ہے بیداد عشق ہے ظلم عشق ہے جلاد ٭ جہان دیکھو اسی کا چرچا ہے ٭ جہان سنیے اسی کا غوغا ہے ٭ ایک اندھیر ہے زمانے مین ٭ دخل اسکا ہے ہر گھرانے مین ٭ الغرض کچھ عجیب حالت ہے ٭ اسکا ہر فعل جاے حیرت ہے ٭ ملکہ نے حکم دیا کہ سب لوگ یہان سے چلے جائین اور جب تک حکم نہ پائین نہ آئین جب تنہائی ہوئی محمود نے موقع پاکر تصویر **آرام دل** کی کہ اپنے ہاتھ سے کھینچی تھی **ملکہ حسن افروز** کے حضور مین حضرت عشق کے ہاتھ بھجوادی اور یون عرض کی کہ خداوند نعمت خاکسار نے بڑی جان لڑائی ہے جب یہ تصویر بے نظیر ایک بدر منیر کی ہاتھ آئی ہے شہزادی نے تصویر جو ہاتھ مین لی تصویر لیتے ہی تمام بدن مین رعشہ پڑگیا دل دھڑکنے لگا ہر ہر عضو وجد مین آکر پھڑکنے لگا سچ ہے **نظامی** دل را بدل رہیست درین گنبد سپھر ٭ از سوے کینہ کینہ واز سوے مہر مہر ٭ تصویر کھولکر جو ملاحظہ کی ہوش و حواس جاتے رہے طاقت سلب ہوگئی بدن سنسنا گیا سکتا ہوگیا ابر غم مزرعہ دل پر چھا گیا **سودا** حیران نہو کیون دیکھا اوسے چاہنے والا تصویر ہے وہ سلمہ اللہ تعالے ٭ دل نے بے اختیار چاہا کہ اس تصویر کو کلیجے مین رکھ لیجیے آنکھون نے اشارہ کیا کہ اسکو ہماری پتلی بنائیے یہان جگہ دیجیے زبان نے زبان درازی کی کہ پہلے دعا تو دیجیے غرض سب کا کہنا کیا پہلے تو چھاتی سے لگایا دو ایک بوسے لیکر آنکھون سے ملا پھر بلائین لیکر جان و دل اوسپر قربان کیا دل نیاز منزل مین حضرت عشق کا گھر ہوا آگے عیش آباد تھا اب غم نگر ہوا دریاے محبت جوش مین آیا شہزادی کے جذبہ دل نے خوب اثر دکھایا **شعر** خون رگ مجنون سے ٹپکا فصد لیلے نے جو لی ٭ عشق مین تاثیر ہے پر جذب کامل چاہیے ٭ خیال مژگان یار کا دل

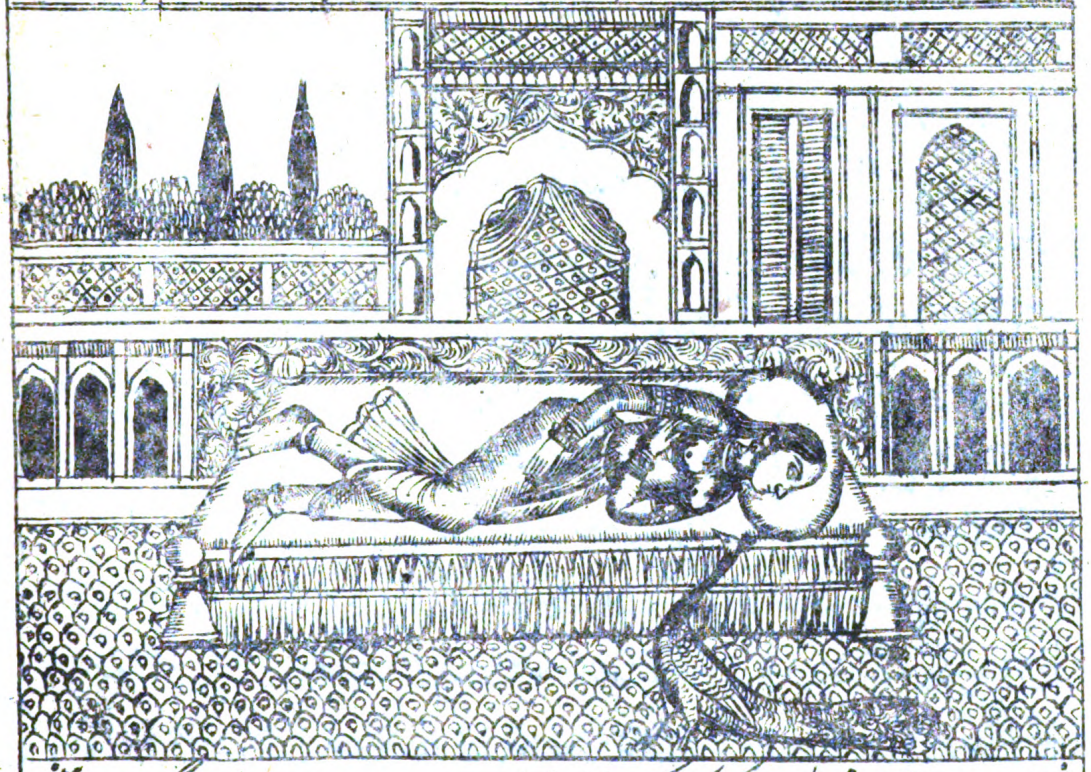
بیقرار ستم رسیدہ روزگار کا دیکھکر صبح کی بھی چھاتی پھٹ گئی اوس عورت ساحرہ نے پھر شہزادے کو اوسی طرح مور بنا دیا اور پانوٗن مین وہی زنجیر طلائی ڈال کر باغ مین چھوڑ دیا غرض اوس شہزادی نے مدام یہی دستور کیا معشوق صاحب جمال پاکر وصال سے دل مسرور کیا شب کو آرام دل کو صورت اصلی مین لاکر مزے کرتی اور دن کو مور بنا کر پھر وہی زنجیر پانوٗن مین بھرتی یہان محمود جسے سراندیب آیا تھا ڈرتا ڈرتا کبھی کبھی اوس کوچہ مین جاتا باہر سے شہزادے کا سراغ لگاتا جب کچھ پتا نہ پاتا ناچار پھر کر چلا آتا آخر اسی گردش اور دوا دوش مین چند مہینے کا عرصہ گذرا جب محمود ناچار ہو گیا اور کوئی تدبیر آرام دل تک پہونچنے کی بن نہ آئی تو یہ دل مین ٹھہرائی کہ اب اس ہمائے اوج حسن و خوبی کی خبر اوس شہنشاہ کشور عنانی پروردۂ ناز و نعم مدہوش شراب زیبائی کو پہونچانی چاہیے یہ سمجھکر باخاطر فگار و سینہ داغدار ملک فارس کی طرف روانہ ہوا تیر بیداد فلک ستم ایجاد کا ہدف ہوا نشانہ ہوا +

پہونچنا محمود کا اپنے ملک مین اور باریاب ہونا دربار ملکہ حسن افروز مین نذر دینا تصویر شہزادۂ آرام دل کا اور عاشق ہونا اوس ماہ کامل کا اور جلنا شعلۂ رخسار کے سوز مین

مراجی تو بس سیر ہے ساقیا + کسی اور کو اب تو ساغر بلا + کہ جس طرح مین ایک ہون بادہ نوش + اوسی طرح سبکو ہو جوش و خروش + میکشان خانۂ خمار و بادہ نوشان انجمن دلدار شراب داستان کو شیشۂ بیان مین یون بھرتے ہین کہ محمود دو مہینے کے بعد ہزارون صدمے اور مصیبتین اوٹھا کر با چشم پر آب و جگر کباب خستہ و خراب ہوتا ہوا اپنے ملک مین پہونچا شب بھر اپنے گھر رہکر صبحدم بادشاہ کے دربار مین حاضر ہوا دیر تک حاضر دربار رہا مگر ملکۂ حسن افروز کی ملاقات کے لیے از حد بے قرار رہا جب دربار برخاست ہوا محمود نے ایک خواجہ سرا سے کہا کہ حضور مین ملکۂ آفاق چھوٹی بیگم صاحبہ کے جاکر عرض کر کہ خانہ زاد قدیم سوداگر عنایات عمیم یعنے محمود تاجر بعد مدت دراز کے سفر دور و دراز سے آیا ہے اور تمنا ملازمت اور قدمبوسی کی از بس رکھتا ہے ملکہ حسن افروز اوس دم اپنے مصاحبون اور سہیلیون کے ساتھ کھیل مین مشغول تھی نہ کچھ فکر تھی نہ کسی طرح طبع نازک ملول تھی خواجہ سرا نے آکر بعد شکر و سپاس محمود کی عرضداشت کو بعنوان شائستہ التماس کیا ملکہ حسن افروز نے فرمایا محمود میرے واسطے ابکی اچھی اچھی چیزین

پچھکر ساحرہ کی جان کو رو بیٹھا در در روندے ہے نقش پا کی طرح خلق یا ن مجھے ٭ اے عمر رفتہ چھوڑ گئی
تو کہان مجھے ٭ جب نصف شب اسی رنج و تعب مین کٹ گئی فراق یار مین ساحرہ کی نیند اچٹ گئی
بیتاب ہوکر پلنگ سے اوٹھی اور کچھہ پڑھکے شہزادے پر دم کرنے لگی دم کرتے ہی آرام دل صورت
حیوانی سے بہیئت انسانی مین آیا اور اپنے تئین بجمیع الوجوہ صحیح وسالم پایا شکر خدائے بے نیاز
کا بجالایا ساحرہ نے کہا کہ تو نے معلوم کیا کہ مینے پھر تجھے انسان کیون بنا دیا آرام دل نے کچھہ
جواب نہ دیا اور تیوری چڑھا کے سر نیچے کر لیا عورت نے جلدی سے ہاتھہ پکڑ کے پلنگ پر کھینچا اور
کہا صفیر کہتے ہین دیکھو آؤ ہمارے پلنگ پے ٭ ہم لوٹتے ہین دردون کے مارے پلنگ پر ٭ رات آئی
اتنی اور نہ ہوئی یان نغل بھی گرم ٭ تڑپے ہر ایک آن مین سارے پلنگ پر ٭ آرام دل نے بھی ہلوگا
وکر گا ہاتھہ پانؤن ڈھیلے کر دیے جو وہ کہتی تھی یہ کرتا تھا وہ ساغر امید وصال مین پیش کرتی تھی یہ شیشہ
آتشین سے می دو آتشہ بھرتا تھا غرض اوس شہزادی نے آرام دل سے بخوبی کام دل حاصل
کیا جب کامیاب ہوئی تو لطف زندگی پایا جان و دل شہزادے پر نثار کیا عاشق ہوگئی جی مین اور
مزا سمایا مسکرا کر کہنے لگی کیون جانی اب بھی سمجھے رہنا اسے کہتے ہین اور عاشقون کے پاس معشوق
اسی طرح رہتے ہین آرام دل نے کہا اچھا اب ہمنے تمھارا کہنا کیا تمھارے سبب سے کتنا بڑا صدمہ
اپنی جان پر لیا اب تم بھی اپنا وعدہ وفا کرو کہ صبح کو ہمین رخصت برضا کرو شہزادی یہ سنکر بہت ہنسی
اور کہنے لگی واہ واہ کیا خوب ارے دیوانے جب تک مین تیرے وصال سے محروم تھی جب تک تو
صرف ایک پاس سخن تھا کچھہ حقیقت نہ معلوم تھی اب وصل سے مینے اپنے جی کی مراد پائی ہے
طبیعت کو اور ہی لذت ہاتھہ آئی ہے مین ہرگز بجانے دونگی اور جو زیادہ گفتگو کرے گا تو تیرے ہی
سر کی قسم تجھکو بھی مار ڈالون گی اور آپ کو بھی ہلاک کرونگی یہ سنکے آرام دل غریق بحر تفکر ہوا اور
دل مین کہنے لگا ع اے روشنی طبع تو بر من بلا شدی ٭ ہاے مین اس ساعت کو نہین پاتا جب
مین اوس بڑھیا کے ساتھہ یہان آیا تھا افسوس وہ وقت ہاتھہ نہین آتا جس دم میرا نصیب مجھے
یہان لایا تھا مثنوی عشق کیا کیا نہ جی جلائیگا ٭ خاک کیا کیا نہ یہ اوڑائے گا ٭ جان پر اب تو آ بنی
افسوس ٭ کیون رے دل تجھپہ کیا بنی افسوس ٭ چاک دامن ہی اور سینہ ہی شق ٭ رنگ چہرے کا
ہوگیا ہے فق ٭ جان لبون پر ہے بیقراری ہے ٭ دم ہے جب تک یہ آہ وزاری ہے ٭ نزع
مین ہون اب آ مرے پیارے ٭ صورت اپنی دکھا مرے پیارے ٭ دل سراپردہ محبت تست
دیدہ آئینہ دار طلعت تست ٭ آخر اسی خرابی اور پریشانی مین ساری رات کٹ گئی حال نہ اراوس

اور ساغر تمنا مجھ سے صاحب جمال کا شراب وصال سے بھر دیہ سنکے آرام دل کے تن بدن مین آگ لگ گئی ایک تو پہلے ہی بیٹھا سوخت ہو رہا تھا رو رو کے اپنی جان کھو رہا تھا دوسرے اور بھی آتش غضب سینے مین بھڑک گئی اپنی جان سے تو بیزار تھا سوچا بہت کریگی مار ڈالے گی بہت خوب ہوگا میرا بکھیڑا چکیگا وہ بھی اپنے جی کی حسرت مٹائے گی یہ سمجھکر اور یا علی کہکر زنجیر مین اس زور سے جھٹکا مارا کہ ہر بند اسکا مثل موے آتشدیدہ علیحدہ علیحدہ ہوگیا اور زنجیر کو پھینک یہ کہتا ہوا چلا کہ دیکھین بھلا اب تو ہمین کس طرح روکتی ہے منہ تو دیکھین کس منہ سے ٹوکتی ہے آتش مردوہ ہے کہ جو ہمکو سر میدان روکے ✤ عورت یہ کیفیت دیکھکر غصے سے لال ہوگئی تمام جسم مین لرزہ آگیا جان وبال ہوگئی اور تو کچھ نہ بن آئی تھوڑی خاک زمین سے اوٹھاکر اوسپر کچھ پڑھتی ہوئی شہزادے کے پیچھے دوڑی اور دروازے کے قریب جاکر آرام دل کے اوپر وہ خاک ڈالدی خاک پڑنا تھا کہ آرام دل جامۂ انسانی چھوڑ مشکل مور بنگیا ساحرہ نے جھٹ پٹ اس مور کو پکڑ لیا اور دالان مین لاکر چھوڑ دیا پھر کہنے لگی کیون چلے نہ گئے مصنف ع اب تو مر جاؤگے دن رات پڑے یان روکے ✤ پھر ایک زنجیر پاؤن مین ڈال دی اور آپ باسایش تمام پلنگ پر جا لیٹ رہی



شہزادے نے اپنے دل مین کہا کہ ابکی بے طور پھنسے ہو اوس سے دو چند روؤگے جتنا تمام عمر ہنسے ہو پھر تھک کر چھاتی پر غم کا پتھر رکھکر ایک طرف کونے مین ہو بیٹھا اور بصد حسرت و یاس یہ شعر

رحم آیا قتل ناحق سے سر دست ہاتھ اوٹھایا اور کہنے لگا کہ خبردار پھر کبھی اس طرف رخ نکیجیو جا مین نے تجھے چھوڑ دیا مگر پھر شہزادی کے پاس جاے میرے اوپر آفت لائے ایسا غضب نکیجیو لا اور بھاگتا ہے تو بھاگ یان سے دور ؛ دیکھ پائے نکوئی چل ہو دور ؛ محمود نے سلام کر کے کہا لا اعلم اگر بروید از تن صد زبانم ؛ ادائے شکر کردن کے توانم ؛ **مصنف** خدا تجھکو دلشاد رکھے مدام کیا تو نے احسان مجھپر سلام ؛ یہ کہکے وہان سے ایسا بھاگا کہ پھر پیچھے پھر کے نہ دیکھا سراے مین آکر دم لیا شاہزادے کی بیکسی اور گرفتاری پر رو رو کے تر دامن و آستین کرنے لگا اپنی بے وقوفی اور یاوہ گوئی پر ہزارون لعنت اور نفرین کرنے لگا یہان حبشی نے آکر اوس شہزادی سے عرض کی کہ خانہ زاد اوس بدنہاد کو مار کر ایک کوئین مین ڈال آیا ہے ساحرہ نے کہا جا بس یہی کام تھا حبشی تسلیم کر کے غائب ہو گیا **آرام دل** نے جو احوال پر اختلال محمود کے مارے جانیکا سنا ہجوم غم سے کلیجہ پھٹنے لگا اوسکی رفاقت اور جانبازی پر بہت افسوس کیا وصال یار سے بالکل مایوس ہوا اس اوستادی پر دور سے پیر فلک کا قد سوس ہوا اور کہا **مصحفی** اے فلک آپ کو آتا جو پھرانا تو نے ؛ کوئی معشوق بھی عاشق سے ملایا تو نے ؛ شہزادے کو جبتک محمود وفادار کی معیت رہی دل کو ہر طرح تقویت رہی اب تو ساحرہ کے دام تزویر مین پا بزنجیر ہوا پاے گریز یکسر شکستہ ہو گیا صورت تصویر ہوا اپنی خوبی قسمت اور گردش فلک پر پہلے تو بہت ہنسا پھر اپنی بیکسی اور بے بسی پر بے اختیار رو دیا ساحرہ کے خوف سے آنسو باہر نہ آنے دیے چپکے ہی چپکے گھونٹ گھونٹ کر پیے اور فرمایا **صفیر بلگرامی** ہجر دلدار مین گر آئے اُمنڈ کر آنسو ؛ رازدار ایسے ہین ہم پی گئے یکسر آنسو ؛ بدمزاجی سے مین اوسکے نہین رو سکتا ہون ؛ اور رکھتے ہین یہان جوش سمندر آنسو ؛ چشم گرم اونے دکھائی جو مرے رونے پر رہ گئے دامن مژگان سے لپٹ کر آنسو ؛ ہو گیا خشک لہو ہاے مرے جسم کا سب ؛ خون دل آتا ہی اب آنکھون سے بنکر آنسو ؛ اے **صفیر** اوسکے نہ آگے کبھی رونا ہر گز ؛ پی لو آئے بھی اگر آنکھونکے اندر آنسو ؛ رقت کو جو ضبط کیا دل پر بڑا صدمہ پہونچا ضبط ہوا آبکائی کے ساتھ منہ سے خون ڈالا دنخراش ربط ہوا سوزش غم نے دل کو پانی پانی کر ڈالا خوب دل کا بخار نکالا آرام دل کے چہرے کا رنگ زرد ہو گیا غش پر غش آنے لگے تمام بدن دفعتہ سرد ہو گیا عورت اس حادثے سے سخت حیران ہوئی شب وصال مین یار کا یہ حال دیکھکر نہایت پریشان ہوئی جلد جلد گلاب کیوڑہ بید مشک چھڑک کر ہوش مین لائی اور کہنے لگی کیون جی یہ ہمسے دغابازی کرتے ہو اپنا یہ حال بنا کر ہمین ڈراتے ہو ہمسے نہین ڈرتے ہو بس خیر اسی مین ہے کہ رونے دھونے کو موقوف کرو

پھر اوسی طرح بالکل ہوجاتی کبھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ درخت مثل آدمیون کے چلتے ہین کبھی یہ نظر آتا تھا کہ شعلہ ہاے آتشبار ہر درخت کے برگ و بار سے نکلتے ہین غرض وہ شہزادی دوسرے مکان مین بیٹھی ہوئی یہ سب کمال دیکھ رہی تھی ان حرکتون سے اون دونون کو ڈرا رہی تھی تھوڑی دیر کے بعد وہ شہزادی اوسی پیرزن کے ہمراہ ناز و انداز سے آکر آرام دل کے برابر مسند پر بیٹھ گئی انگشتری سلیمانی پر جو نظر پڑی پہلے خوف سے ڈری پھر جی مین کہنے لگی کہ کسی طرح اس انگوٹھی کو لے لیجیے پھر گفتگو کیجیے یہ سمجھکر اوس پری پیکر نے آرام دل سے کہا لا اعلم آہ مشتاق ترے مفت موے جاتے ہین ٭ اک نظر بھولے سے بھی ہو تو جیے جاتے ہین ٭ بھلا وصال جسمانی نہین تو ذرا مصافحہ تو ہو یہ کہکر ہاتھ آگے بڑھایا آرام دل نے بھی جلدی سے ہاتھ ملایا عورت نے ہاتھ پکڑتے ہی پونچا پکڑا یعنے اونگلی سے اس خوبصورتی کے ساتھ انگوٹھی اوتار لی کہ شہزادے کو مطلق خبر نہ ہوئی جب انگوٹھی کی طرف سے جمعیت خاطر ہوئی تو آرام دل سے کہنے لگی کہ صاحب جو کوئی اس شہر مین مسافرانہ وارد ہوتا ہے وہ پہلے ایک شب ہمارے پاس سوتا ہے بس آج تم آئے ہو ہمارے پاس رہو آرام دل نے کہا صاحب رہنا کس جانور کا نام ہے ہم نہ سمجھے یہ کیسا کلام ہے عورت مکار فتنہ روزگار نے کہا ذرا توقف کرو رہنے کے معنی بتا دونگی ذرا دم لو مین خود رہکے دکھا دونگی محمود اوسکے سخنے پر جلگیا ناک بھون چڑھا کے شہزادے سے کہنے لگا حضور یہ عورت مکار ساحرہ معلوم ہوتی ہے اور ایسی کچھ خوبصورت بھی نہین ہے اگر غربت مین ایسی ہی آپ کو رنڈی بازی سوجھی ہے تو اور کسی خوب صورت با اخلاق عورت عاشق مزاج معشوق وضع کے پاس چلیے مصنف حسن یوسف بجہان لبسیار ست ٭ بہر نظارہ زلیخا باید ٭ اور یہان تو جب تک بیٹھیے گا یونہین افسردہ خاطر رہیے گا عورت سنتے ہی غضب مین آئی غصے سے کف منہ مین بھر لائی اور نگاہ گرم سے محمود کی طرف دیکھکر زمین پر ایک ٹھوکر ماری کہ زمین شق ہوگئی یہ حال دیکھکر آرام دل اور محمود کی رنگت فق ہوگئی زمین پھٹتے ہی ایک حبشی سیاہ مست شمشیر برہنہ نکل آیا ساحرہ نے آرام دل کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ پہلے اس شخص کے پانوٹن مین زنجیر ڈال پھر اوس موذی بدذات کو جلد ہمارے سامنے سے لیجا کر قتل کر بمجرد حکم شہزادی کے اوس حبشی نے ایک زنجیر طلائی شہزادے کے پانوٹن مین ڈالدی اور محمود کا ہاتھ پکڑکے وہانسے لیگیا ایک ٹیلے پر کھڑا کرکے چاہا کہ ایک ہی وار مین اوس غریب کا کام تمام کرے محمود نے رو کر کہا کہ اے شخص مجھ بیگناہ نحیف کمزور ضعیف کو مار کر کیا تیرے ہاتھ آئیگا جگر نیکی کی دنیا سے کیا یہی خون ناحق کا الزام مواخذہ تیرے ساتھ جائیگا مصنف چھوڑ کر بندۂ خدا دیگا ٭ اجر اسکا تجھے خدا دے گا ٭ حبشی کو اوسکی ضعیفی اور بیکسی پر

باتون سے لطف اوٹھائیے سینے جو آپ کو با اخلاق پایا تو یہ کلمہ میری زبان پر آیا فرد کرمہاے
تو مارا کرو گستاخ ٭ وگرنہ این قدر طاقت کجا بود ٭ اب احوال اوس سردار اور شہزادے کے لیجائے
مین اس قدر اصرار کا باعث سینے کہ شاہ قندز کی ایک بیٹی تھی بہت خوبصورت نازنین مہ جبین ایام
طفولیت مین دداا اوسکی اوسے علم سحر پڑھایا کرتی تھی اور جادو کا فن سکھایا کرتی تھی تھوڑے عرصے
مین وہ شہزادی اس علم مین طاق اور اس فن مین شہرۂ آفاق ہوئی جب سن شعور پایا تو تماشبینی
کا شوق ہوا ماہرویون کی ہمنشینی کا ذوق ہوا اکثر چھپ چھپ کے لوگون کے گھر جایا کرتی اور کبھی موقع
پاتی تو اپنے معشوقون کو پوشیدہ محل مین بلوایا کرتی شدہ شدہ اس ہمیائی اور سلطنت کی رسوائی
کی خبر بادشاہ تک پہونچی بادشاہ نے اپنی لڑکی سے استفسار کیا اوسنے کچھ جواب ندیا اور
خاموشی کو اختیار کیا بادشاہ اس بیباکی سے نہایت غصہ مین آیا اوسکے چپ رہنے سے جن جن
باتون پر گمان تھا صاف یقین لایا سحر کے خوف سے کچھ کہہ نہ سکا مگر ہاتھ پکڑ کے اپنے محل سے
نکال دیا اس شہزادی نے شہر مین ایک سمت بہت بڑا احاطہ گھروا کر اوسمین مکانات اور باغات
طلسمات کے تعمیر کروائے جب مدعاے دل خاطر حصول ہوا پھر تو یہ معمول ہوا کہ سر شام اوس دائی
کو کہ صبح پیری سے اوسپر بالا پڑا تھا جستجو مین کسی مسافر گم کردہ راہ کے بھیجا کرتی اور جب کوئی دام
مین آجاتا تو اُس سے رات بھر جشن کیا کرتی القصہ باز آمدم بسر مطلب کہ اوس بڑھیا قہر کی بڑیا نے
ایسی چکنی چپڑی باتین کین اور دام مکر پھیلا کر وہ گھاتین کین کہ آرام دل نے اوس سے انکار کرنا
بعید از اخلاق جانا اور رد دعوت نامناسب سمجھکر اوس عورت کے ساتھ ہولیا وہ دلالہ شیطان کی
خالہ آرام دل اور محمود کو ایک مکان مین لے گئی صدر دالان مین مسند پہ بٹھایا اور پھر آکر باہر کے
دروازون مین قفل دے گئی نسیم لکھنوی صیادنی لائی پھانس کر صید کرسی پہ بٹھائے نقش امید
پھر دوسرے مکان مین گئی آرام دل اس مکان کی عمارات جواہرات اور سنگ مرمر کی لطافت دیکھ
رہا تھا مقابل اوس مکان کے ایک باغ تھا نہایت خوش قطع ہر چار طرف سے مربع اگر وصف باغ
مین خامۂ دہقان سراے شمہ بیان اوسکا اپنی زبان پر لائے تو نخل مراد بار نہو قصہ یون ہی
ناتمام رہجائے قطع نظر اوس بہار کے عجائبات اور طلسمات ایسے عجائب اور
غرائب تھے کہ دیکھنے والون کے ہوش باختہ حواس غائب تھے اندر بارہ دری مین جہان آرام دل
اور محمود بیٹھے تھے یہ کیفیت تھی کہ کبھی تو سارا مکان مع فرش فروش اور سب سامان سرخ کبھی گلابی
ہوجاتا کبھی زرد کبھی سبز کبھی آبی ہوجاتا کبھی تمام روشنی ایکبارگی گل ہوجاتی کبھی اوس سے دو چند روشنی

فرقت مین اوسکی اب مری حالت سقیم ہے ٭ جورون سے اس فلک کے عذاب الیم ہے
ایسا ہوا ہون زار کہ حالت نہین رہی ٭ حالت تو کیا کہ پہلی وہ صورت نہین رہی ٭ محرران سحر کار
بمدد خامہ ہاے جادو نگار حال آرام دل عاشق زار بے قرار کو باچشم اشکبار رشتۂ تحریر مین یون
منسلک کرتے ہین کہ وہ بادیہ پیماے مراحل جانبازی اور رہ نورد وادی جانگدازی ہمراہ محمود وفادار
کے اوسی سمند باد رفتار پر سوار ہر روز دانہ دنیا پانی کھاتا پیتا چلا جاتا تھا فراق یار اور شوق دلدار
مین ہر دم زار زار روتا تھا محمود تسکین دیتا تو کہتا جرأت عزیز کیا کہون رونا مین اپنی چشم گریان کا
بہین کتنے ہی دریا گریبان پاٹ دامان کا ٭ جنون سے دیکھیو رتبہ مرے حال پریشان کا ٭ قدم وحشی
کو آیا چاک تا دامن گریبان کا ٭ بتنگ آئے ہین ہم وحشی کہان دل کھول کر روئین ٭ کہ وحشت پر
ہمارے تنگ ہے عرصہ بیابان کا ٭ غرض ہر وقت لب پر آہ کلیجے مین درد تھا دنیا کو خاک جانتا تھا
سب طرف سے دل سرد تھا ایک روز اسی طرح رفتہ رفتہ بعد خرابی بسیار ایک شہر قطعہ دار اور خوشگوار
مین اوسکا گزار ہوا فلک کجرفتار اور زمانہ ناہنجار کی خلش سے طرفہ ماجرا روبکار ہوا آرام دل شہر کے
اندر گیا اور سراے مین اوترا لوگون سے پوچھا کہ اس شہر کا کیا نام اور حاکم اس ملک کا کون ذی احتشام
ہے اونھون نے جواب دیا کہ اس شہر کو تبریز کہتے ہین حاکم یہان کا سلیمان شکوہ قندز نام ہے اور
آپ کس ملک مین رہتے ہین محمود نے کہا بھائی مسافر ہین پریشان خاطر ہین آرام دل نے
محمود سے کہا کہ تقدیر یہان تک تو لائی ہے بعد مدت شہر کی صورت نظر آئی ہے چلو ذرا سیر کرلین دل
بھر لین غرض گھوڑے سراے مین چھوڑ چاندنی چوک کی طرف روانہ ہوے اثناے راہ مین ایک
عورت ضعیفہ سے ملاقات ہوئی اوسنے پہلے تو جھک کر سلام کیا اور پھر یون کلام کیا کہ حضور مجھکو آپ
مسافر معلوم ہوتے ہین اور ایسا خیال مین آتا ہے کہ شاید ابھی کوئی دور و دراز کا سفر کیے چلے آتے ہین
محمود نے جواب دیا کہ ہان نیک بخت بیشک مسافر ہین اور توسیع کہتی ہے ہم ابھی چلے آتے ہین پھر اوس
ضعیفہ نے کہا صاحب حکم ہمارے سردار کا یہ ہے کہ جو کوئی مسافر اس شہر مین آئے وہ پہلے ہمارا مہمان
ہو جائے اب مین امیدوار ہون کہ آپ دونون صاحب ہمارے آقا کے مکان پر چلین محمود نے کہا
واہ جان نہ پہچان بڑی خالا سلام صاحب ہم تمھارے آقا کو کیا جانین وہ کون ہین ہم اپنا حرج کرین
جو تمھارا کہنا مانین عورت نے کہا حضور خفا نہون شہر مین اگر رہیے گا تو رات بھر آرام فرمائیے گا صبحکو
جہان جاتے ہین وہان چلے جائیگا پھر اس سے بہتر کیا ہے رات بھر سراے مین نہ رہیے ہمارے ہی
مکان پر چلکر استراحت فرمائیے اس شہر کے ایک رئیس اعظم سے ملاقات کیجیے انکے خلق و مروت اور

جناب عالی جب یہ حقیقت ہماری بیگم کو معلوم ہوئی تو گویا ع سمند شوق پہ اک اور تازیانہ ہوا
دشمنون کی اور بری حالت ہوگئی ایک تو اپنی خوبی قسمت کا غم دوسرے عشق کا ظلم وستم تیسرے معشوق
کو اپنی طرف التفات کم اوسپر مفارقت محبوب کا الم طرہ یہ کہ وہ بھی عشق کے ہاتھون مبتلائے اندوہ
وغم یہ سب خیالات اور توہمات جو آکر توام ہوے دم بخود ہوئین بیخودی کی نوبت ہوگئی یہ حال دیکھکر اوس
بت بیوفا کے دل پر فوراً عشق کا اثر ہوا یعنے اوسنے ہماری بیگم سے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ تعالے مین
عنقریب فارس سے فائز المرام ہوکر آتا ہون اور تمکو اپنی سلک زوجیت مین لاکر اپنے ملک کو لیجاتا ہون
ازبسکہ عشق ہماری بیگم صاحبہ کا صادق اور وعدہ بھی اوس غیرت ماہ کا واثق معلوم ہوتا ہے تو
کیا عجب کہ عنقریب ہماری صاحبزادی کی تمنائے دلی برآئے شب فراق کٹے روز وصال کی سحر
آئے لاادرے یارب اندر دل آن حسن وشیرین انداز بہ کہ برحمت گذری بر سر فرہاد کند
بادشاہ اس حال کو سنکر آب دیدہ ہوگیا اور صنوبر غمدیدہ ومضطر کو کہ اوسوقت تک اوسکی چشم تر کی
سے قطرات اشک شبنم آسا ٹپک رہے تھے گلے لگایا اور بہت تسکین دیکر فرمایا کہ بی بی اپنے دل کو
غمگین نکرو مین تمھارے دولھا کو جس طرح سے ممکن ہوگا تلاش کرکے بلواؤن گا اور اوس موذی بددات
ابلیس صفات کو خوب ٹھیک بناؤنگا یہ کہکر محل سے برآمد ہوا وزیر اعظم کہ دست بستہ حاضر تھا تسلیم
بجالایا اور ہاتھ جوڑکر یہ کلمہ زبان پر لایا کہ خداوندا اوس بادشاہ روسیاہ کے زیر دیوار شہر پناہ بہت
سامان لڑائی کا کیا ہے اور اپنی فوج کو آج کی رات ہمارے شہر مین شبخون مارنے کا حکم دیا ہے
لیکن خاکسار نے سب سامان جنگ وجدال واسطے برادہی اوس بدخصال کے طیار کر رکھا ہے
تمام فوج کو آمادہ جنگ وپیکار کر رکھا ہے اب اس بارگاہ سے جیسا حکم نفاذ پاوے ویسا عمل مین
آوے بادشاہ وزیر باتدبیر کی دانش اور ہوشیاری پر بہت مسرور ہوا اور اوسی دم تخت پر جلوس
فرمایا پھر اوسی وزیر کو خلعت فاخرہ اور جواہرات بیش بہا سے سرفراز فرماکے ساری فوج کا سپہ سالار
کیا اور حکم دیا کہ ابھی جاؤ اور اوس روسیاہ کو گرفتار کرکے میرے پاس لاؤ وزیر اعظم بمجرد حکم آداب
بجالایا اور تلوار کمر سے لگا بعزم خونریزی روانہ ہوا اب آیندہ بیان کیا جاے گا جو وہان کارخانہ ہوا

پہونچنا آرام دل کا ملک تبریزمین اور مبتلا ہونا جادوے زن فتنہ انگیز مین
پھر آوارہ ہونا محمود وفادار کا اور سراغ نپانا آرام دل شیفتہ ودل دگدار کا

لاساقی وہ شراب کہ جسمین ہون مستیان | پیکر جسے مین توڑون سبو اور گلابیان

ابھی زندہ دیوار مین چنوا دونگا نام ونشان تیرا حرف غلط کی طرح صفحہ دنیا سے مٹا دونگا دلربا اس گفتگو سے لرزان ہوئی ہاتھ جوڑکر کہنے لگی کہ حضور اس داستان کو ابتدا سے انتہا تک سنین اور بیگم کے صحت کی کچھ تدبیر کرین کہ جب شادی کی دھوم ہوئی تھی تو ہماری بیگم کو یہ خبر اوڑتے اوڑتے معلوم ہوئی تھی کہ دولھا بہت بدشکل ہے یہ سنکر بدرجہ کمال الم ہوا محل شادی خانہ ماتم نظر آنے لگا لوگون کی بیخبری پر بہت غصہ آیا دل ہی دل مین پیچتاب کھایا شرم سے کچھ کہہ نہ سکین اندر ہی اندر گھٹنے لگین ہر روز چہرہ زرد ہونے لگا منہ پر ہوائیان اوڑنے لگین مینے غمگین دیکھکر سبب رنجش کا پوچھا مجھسے حال دل ظاہر کیا راز نہفتہ سے اس کنیز کو ماہر کیا مینے دل بہلانے کی بہت تدبیر کی مگر اونکا وہی حال انھین سب باتون کی طرف خیال رہا میرے افہام وتفہیم نے کچھ نہ تاثیر کی آخر جب نکاح ہوچکا دولھا رنگ محل مین گیا اوس وقت سبھون نے آکر دولہن کو گھیر لیا اور کہنا شروع کیا کہ حضور کسی طرح کا تفکر اور تردد خاطر مبارک مین نہ لائیے صورت غمگین بدل ڈالیے ہمنے آپ کے دولھا کو دیکھا ہے ماشاء اللہ نہایت خوب صورت نوجوان ہین چشم بد دور بہت حسین رشک خوبان جہان ہین نظم قمر اوسکی جبین سے داغ کھائے ۔ بہ مہ نو پیش ابرو سر جھکائے ۔ بہ حضور بخدائے لایزال رشک زیادہ برگ گل سے اوسکے چہرے پر صفائی ہے ۔ مین اون ہاتھون کے صدقے جنسے وہ صورت بنائی ہے ۔ جناب عالی جس قدر تعریف اور توصیف مین اوس شہزادے کے وہ لوگ مبالغہ کرتے تھے اوسی قدر ہماری بیگم صاحبہ جھوٹ جانتی تھین زار زار روتی تھین اور کسیکا کہنا نہین مانتی تھین آخر جب لوگون نے دیکھا کہ انکا شک کسی طرح رفع نہین ہوتا ناچار کہا کہ اچھا اگر ہمارا کہنا آپکے نزدیک راست نہین ہے تو آپ چلکر اپنی آنکھ سے دیکھ لین اس مین کچھ مضائقے کی بات نہین ہے یہ سنکر ہماری بیگم سبکے کہنے سننے سے گئین خواصون کے ہمراہ بحفاظت تمام رنگ محل مین گئین اور دیکھتے ہی بیک نگاہ اوس حور شمائل غارتگر کشور دل کو دل دے بیٹھین سودائے عشق مول لے بیٹھین اور بے چین ہوکر قصد اوسکے پاس جانیکا کیا اس ارادے سے ہم سب نے اونکو منع کیا مگر اونھون نے کسی کی نہ سنی اور بے خوف وخطر شوق ملاقات مین اوسکے پاس جا بیٹھین جسنے منع کیا اوسکو دو چار سخت سست سنا بیٹھین اور جاکر پہلے اوسکا نام ملک کا پتا اور احوال دریافت کیا عند الاستفسار معلوم ہوا کہ شاہ چین کا فرزند ارجمند ہے ملکہ حسن افروز شہزادی ملک فارس کے عشق مین دردمند ہے اوسی کی تلاش مین مسافرانہ چلا جاتا تھا اثنائے راہ سے کوئی اوس گم کردہ کاروان صبر وقرار اور روے نادیدہ یار کو یہان لے آیا اور جبراً قہراً دولھا بنا کے ہماری بیگم کے ساتھ نکاح پڑھوا دیا

ناحق ارادے ہین پھر اوسکے باپ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ بسم اللہ اب دیر نہ لگائیے بہت جلد یہان سے تشریف لیجائیے نہین تو خدا جانے کیا ہوجائیگا یا در پیش ہے کہ حشر برپا ہوجائے گا بادشاہ یہ سنکر بڑے غصے مین اوٹھا اور بیٹے کو ہمراہ لیے اپنے فرودگاہ مین آیا آتے ہی فوج مین طبل جنگ بجوادیا افسرون کو لڑائی کا حکم سنا دیا اور کہا کہ اگر زندہ ہون تو اس قلعے کو توڑونگا اسنے مجھے ذلیل کیا ہے مین بھی اسکی بیٹی لے ہی کے چھوڑونگا یہان وزیر باتدبیر نے اپنے بادشاہ کے تیور بدلے ہوے دیکھکر فوج کو آراستگی کا حکم دیا تھا برجون پر توپین چڑھا دین تھین تمام قلعے کو آراستہ کیا تھا جب وہ بادشاہ کو مغلوب الغضب جاتے دیکھا اپنے گمان کا شک جاتا رہا یقین ہوا پھر تو اوسنے شہر اور قلعے کا قرار واقعی بندوبست کرلیا لاکھون من غلہ قلعے مین بھر لیا ہر چیز کا ہر جگہ انبار تھا کسی چیز کی کمی نہ تھی فقط اسی بات کا انتظار تھا کہ پہلے ادھر سے سبقت ہو تو پھر ادھر سے مار دھاڑ کی نوبت ہو یہان بادشاہ صنوبر کے پاس آیا اور بہت سا پیار کرکے پوچھنے لگا کہ بیٹا بیان تو کر یہ کیا قصہ ہے کیا واردات ہی عقل حیران ہے کہ تو اس قدر ملول کیون ہے یہ کیا بات ہے صنوبر اس کلام کو سنکر اس قدر روئی کہ ہچکی بندھ گئی آخر ضعف سے غش آگیا بادشاہ کی گود مین گر پڑی **مثنوی**

مصنف عشق کی ہے عجب فسون کاری ٭ ہے یہان سوز اسکی چنگاری ٭ کہین طرہ ہے یہ حسینون کا
کہین غازہ ہے مہ جبینون کا ٭ یہی کرتا ہے عاشقون کو تباہ ٭ الحذر الحذر معاذ اللہ ٭ خوف آتا ہی
نام سے اسکے ٭ دل لرزتا ہے کام سے اسکے ٭ یہی مجنون کا دستگیر ہوا ٭ یہی فرہاد کا شہ یہوا
یہی وجہ فغان بلبل ہے ٭ یہی پیوستہ رگ گل ہے ٭ یہی سرو جہان گلشن ہے ٭ یہی قمری کا طوق گردن ہے ٭ یہی عاشق کا دل جلاتا ہی ٭ یہی نیرنگیان دکھاتا ہی ٭ یہی باغ جہان مین خار ہوا ٭ گلرخون کے گلے کا ہار ہوا ٭ الغرض رہتا ہے یہی دل مین ٭ یہی ہے سبکے آب اور گل مین ٭ بادشاہ صنوبر کو چھاتی سے لگاکے بے اختیار رونے لگا دامن و آستین اشکون سے بھگونے لگا دیر تک یہی حال رہا دلپر صدمہ رہا ملال رہا آخر بادشاہ نے کہا کہ بیٹا بتا تو سہی کہ تیرے دل پر کیا گذر رہی ہے تو کیون اسقدر بیتاب ہے اور رو رو کے اپنی جان ہلکان کر رہی ہی مین بھی تو سنون اگر کسی نے کچھ کہا ہو اوسکی زبان نکلوا ڈالون جو کسی سے کچھ خدا نخواستہ اور طرح کا صدمہ پہونچا ہو تو بیان کر کہ اوسکو سزا دون غرض بادشاہ نے ہر چند صنوبر سے پوچھا مگر وہان تو خیال مین کوئی اور ہی پیارا تھا اظہار مطلب کا کب یارا تھا سکتہ کا عالم ہوگیا کچھ جواب نہ دیا جب تو بادشاہ اپنے دل مین سمجھا کہ **حضرت غالب** بیخودی بے سبب نہین **غالب** ٭ کچھ تو ہے جسکی پردہ داری ہے ٭ پھر دلربا سے فرمایا کہ سچ بتا یہ کیا معاملہ ہے نہین تو

کو خبر ہوئی وہ سنتے ہی گھبرائے ہوے محل مین تشریف لائے ساتھہ وزیر اعظم بھی آئے بادشاہ نے
محل مین جاکر دیکھا کہ بسنت خواجہ سراخون مین ڈوبا ہوا ہے عجب حال ہے کہین دستار کہین جوتا کہین
رومال ہے طرفین کی خواصین آپس مین نصیحتی کر رہی ہین طعن و تشنیع کا بازار گرم ہے نفسانیت پر ہر ہی
ہین بیگم صاحبہ نے بادشاہ سے کہا کہ حضور ذرا اپنے داماد فرخندہ نہاد کو ملاحظہ کرین پہلے پہل دیکھا
ہے کچھہ اوسکے ہاتھہ مین دین جو نہین بادشاہ نے اوس زنگی شہزادے کو دیکھا حیرت سے انگشت بدندان
ہوا دیر تک اسی طرح عالم تحیر مین رہا آل کار سوچکر نہایت تفکر مین رہا آخر اوس بادشاہ کی جبلسازی پر
ایسا غصہ آیا کہ اگر وہ اس وقت وہان موجود ہوتا تو بیشک نیست و نابود ہوتا مگر بادشاہ نے دفعتاً
بگاڑنا مناسب نجانا غصہ کو ضبط کرکے اپنے سمدھی کو بلوایا وہ آیا دونون نے کرسیون پر جلوس فرمایا
بادشاہ نے دولھا کے باپ سے کہا کہ درمیان سلاطین عظام اور شاہان ذی الاحتشام کے ایسی
دغابازیان اور افترا پردازیان ہمنے تو کبھی تواریخ مین دیکھین اور نہ کبھی سنین بھلا یہ کیا حرکت تھی
کہ آپ نے اپنے لڑکے کو تو چھپا دیا اور ایک شخص غیر کو دولھا بناکر نکاح پڑھوا دیا پھر ارادہ ہے
کہ دولہن کو یہان سے زبردستی لیجائین گے حکومت کو کام فرمائینگے دولھا کے باپ نے جواب دیا
کہ صاحب آپ کیا فرماتے ہین یہ میرا وہی لڑکا ہے جسکو آپ نے برات کے روز دیکھا ہے بادشاہ نے
کہا سبحان اللہ شاید آپ نے مجھکو اندھا بنایا بھولا سمجھکر یہ فقرہ سنایا یہ گفتگو دو بدو ہو رہی تھی کہ دربار
نے اپنے بادشاہ سے عرض کی خداوند چھوٹی بیگم صاحبہ فرماتی ہین کہ مین اپنا مقدمہ آپ فیصل کرونگی
آپ کسی طرح کا تردد نفرمائین مگر امیدوار ہون کہ آپ دونون صاحب مع شہزادہ بلند اقبال ذرا پردہ کے قریب
تشریف لائین جو مین سوال کرون شہزادے اوسکا جواب دین اور حضور غور فرمائین اگر فی الحقیقت یہ
وہی شخص ہین جنکے ساتھہ میرا نکاح ہوا ہے تو پھر اسکا تردد کیا ہے جو تقدیر کا لکھا تھا وہ ہوا ورنہ بصورت
خلاف جیسا ہوگا سمجھا جائیگا یہ کلام شہزادی کا دولھا کے باپ نے پسند فرمایا بیٹے کا ہاتھہ پکڑ کے
قریب والان کے آیا شاہ عالم پناہ نے بھی بموجب درخواست شہزادی وہین جلوس فرمایا دربانے
صنوبر کی طرف سے اوس زنگی ملعون سے مخاطب ہوکر کہا کہ صاحب آپ نے بعد نکاح کل شب کو کہان
آرام کیا تھا کس جگہ سوئے تھے کس مکان مین مقام کیا تھا پہلے اس سوال کا جواب دیجیے تو پھر
آگے حوصلہ کیجیے شہزادہ پہلے تو سنکر خاموش رہا پھر اپنے باپ کے اصرار سے کہنے لگا کہ مین تو
اپنے خیمے مین روز جہان سوتا تھا وہان سویا تھا یہ سنکر بادشاہ نے کہا کہ بس کیجیے اسی بات پر اختتام
ہے زیادہ گفتگو طول کلام ہے ہمکو خوب معلوم ہوا کہ آپ وہی شہزادے ہین زیادہ کہنے کے

تھا اودھر یہ سانحہ برپا تھا کہ بیگم صاحبہ نے جو داماد کی شکل دیکھی پہلے تو خوف سے ڈری پھر سمدھن سے پوچھنے لگی کہ کیون بی بی یہی آپ کے صاحبزادے ہین جنکے ساتھہ میری لڑکی کی شادی ہوئی ہے وہ یہی شہزادے ہین پھر کہا لوگو بتاؤ کہ میری بچی کہان ہے دلربا نے کہا حضور یہان چھپر کھٹ مین آرام کرتی ہین بادشاہ بیگم نے کہا مجھے ہرگز اعتبار نہین تم لڑکی کو کمرے مین لے جاؤ اور دالان مین قفل لگاؤ دلربا شہزادی کو دوسرے کمرے مین لے گئی دو چار خواصون کو حفاظت کے واسطے اپنے پاس رکھا اور مکان کو مقفل کر دیا صنوبر جب تک باہر رہی جان دینے پر مستعد برابر رہی اپنے جی مین سمجھی ہوئی تھی کہ اگر ذرا بھی اوس مردود کی طرف سے کسی امر مین سبقت ہوئی تو فوراً آپ کو ہلاک کرونگی اس بکھیڑے کو پاک کرونگی کہ نہ ہم ہونگے نہ فلک کے جور و ستم ہونگے مگر جب جاے محفوظ مین آپ کو دیکھا شکر خدا کیا اور کہا کہ دلربا دیکھیے کیا فتور برپا ہوتا ہے اماجان اون بدبختون سے اس قدر اوجھی تو ہین لیکن خدا خیر کرے دیکھیے کیا ہوتا ہے اور ہماری آبرو کا تو خدا حافظ و نگہبان ہے کیونکہ ہم تو پہلے ہی اپنی جان اوس جان جہان پر تصدق کیے بیٹھے ہین مگر افسوس یہی ہے کہ جب تک یہ کمبخت دم ہے فراق محبوب وصال نامرغوب ہمارا ہمدم ہے **جرات** خدا کے واسطے سینہ کو کوئی چاک کرو ؎ کہ جان بلب ہین بہت دل کے اضطراب سے ہم ؎ **ولہ** مرض عشق کو تھوڑا نہ سمجھنا ایدل ؎ ایکدن کام کرے گا یہی آزار تمام ؎ یہ کہتے ہی سیل اشک آنکھون سے جاری ہوا پھر وہی رونا اور غشی کا عالم طاری ہوا دلربا نے ہرچند سمجھایا خاطر آشفتہ کو بہلایا کہ بیگم برائے خدا تھین اپنے اوسی محبوب کی قسم جسے چاہتی ہو ذرا اپنے دل کو ٹھہراؤ اور کسی خیال مین بہلاؤ کسی اور شغل سے تسکین دو مگر بھلا اوسکی کون سنتا تھا لاادرے حسینہ گذری ہو یہ وہی جانے ؎ جو کہ بیدرد ہو وہ کیا جانے ؎ عشق کا مزا عاشق ہی خوب جانتا ہے اس ستمگار کی تیغ جفا کے سامنے وہی سینہ سپر کرتا ہے کلیجہ تانتا ہے **خواجہ وزیر** دشمن بھی اپنے دوست سے یارب جدا نہو ؎ نا آشنا کو بھی الم آشنا نہو ؎ القصہ بادشاہ بیگم نے ایک خواجہ سرا کو حکم دیا کہ اس پلید کا ہاتھہ پکڑ کے کالا منہ کر خواجہ سرا نے بموجب حکم دولھا کے قریب آکر دست بستہ عرض کی کہ خداوند ہم حضور کے بندے اور فرمانبردار ہین مگر کیا کرین حکم حاکم مرگ مفاجات اس سے ناچار ہین اب عرض یہ ہے کہ حضور یہان سے اوٹھین اور باہر تشریف لے چلین شہزادہ ایک تو غصے مین بھرا بیٹھا ہوا تھا یہ سب باتین سنکر اور بھی جلگیا ایسا طیش مین آیا کہ جامے کے باہر نکل گیا پھر وہی چھڑی جو چلنے کے وقت بارہی تھی پاس شکستہ کی مددگار تھی اوٹھا کر خواجہ سرا کے سر مین اس زور سے ماری کہ سر دو ٹکڑے بلا فرق ہوگیا دریاے خون مین سر سے پاؤن تک غرق ہوگیا اس واردات سے محل مین ایک تہلکہ پڑگیا سارا کھیل بگڑ گیا جہان

انتقال ٭ مصنف خاکسار اور خامہ جگر افگار حال صنوبر عاشق زار یون رقم کرتا ہی کہ جب صنوبر پری پیکر
شہزادہ آرام دل سے رخصت ہوکر دلربا کے ساتھ محل مین تشریف لائی وہ آنا کیا تھا گویا اوسکے
سر پر بلا آئی آتے ہی منہ لپیٹ کر چھپر کھٹ مین لیٹ رہی مگر چپکے چپکے روتی رہی آنسوسے مُنہ دھوتی
رہی دلربا کہ محرم راز تھی خیر خواہ جانباز تھی چھپر کھٹ کے پردے کرا کے پاس بیٹھہ گئی اور پنکھا جھلنے
لگی جو کوئی پوچھتی کہ دلربا ولہن کہان ہین تو اونسے کہتی کہ ارے چپ رہو بیگم صاحب تمام رات جاگی
ہین جی اچھا نہین ہے رات بھر راحت نہین ملی ہے ابھی آنکھہ لگی ہے دو گھڑی سو رہنے دو آنکھہ
لگنے کا نام جب صنوبر کے گوش زد ہوتا بے اختیار کلیجے مین درد ہوتا اپنے حال کو خیال
کرکے چیخین مار مار کے رونے کو جی چاہتا مگر کیا کرے افشاے راز کے سبب ضبط کرتی تھی جو زیادہ
بے چین ہوتی تھی تو در پردہ آہون سے ربط کرتی تھی **فرد** جدا کسی سے کسیکا غرض حبیب نہو ٭ یہ داغ
وہ ہی کہ دشمن کو بھی نصیب نہو ٭ یہان تو اسکو اتنی ہی بات غنیمت تھی کہ سونے کا بہانہ تھا وہان لوگون کو
ریت رسم کی پڑی تھی اور ہی کارخانہ تھا یعنے زنانی مجلس محل مین آراستہ ہوئی سمدھنین آکر مجلس مین بیٹھین
ڈومنیان گانے لگین اتنے مین غل ہوا کہ دولھا محل مین آتا ہے یہ سنکے جتنی چھپنے والیان تھین چار دن
طرف کوٹھون پر چڑھگئین کچھہ پردے مین چھپ چھپ کے دیکھنے لگین جو ذرا بھیا تھین وہ وہین اڑ گئین دیکھتے
کیا ہین کہ ایک لڑکا حبشی کی صورت سینچر کی مورت سر گنجا ہاتھہ ٹنڈا پانون سے لنگڑا سر مین بڑے بڑے
گڑھے عمیق النسان تھا یا بچہ شیطان غرض نطفہ بے تحقیق **شعر** شتر لب غول منظر خوک دندان خرس
پیشانی ٭ تصدق میشود ہر دم براو غول بیابانی ٭ **نسیم لکھنوی** دانت اسکے گور کن قضا کے ٭
دو تھے رہ عدم کے نا کے ٭ زنبور سیاہ خال اوسکے ٭ برگد کی جٹائین بال اوسکے ٭ وہ چار خواصون
کے بیچ مین کہ خاص اوسی کی طرف کی تھین حریب کے سہارے سے زمین پر پانون سے اتو کرتا ہوا اس
لنگڑے پن پر لمبے لمبے قدم رکھتا ہوا آکر مسند پر اپنی مان کے پاس بیٹھہ گیا اس ماجراے حیرت افزا
اور سانحہ ہوش ربا سے ساری محل مین ایک تہلکہ عظیم واقع ہوا کسی نے زانو پیٹ کر کہا کہ ہے ہے لوگو یہی
ہماری شہزادی کا دولھا ہی کوئی بولی نہین ری دیوانہ معلوم ہوتا ہے راستہ بھولا ہے کوئی روکر کہنے
لگی کہ ہاے یہی کمبخت ہماری بیگم کے نصیب مین لکھا تھا کسی نے کہا کہ اسمین کسکا اجارہ ہے اونکی
تقدیر مین یونہین ہونا تھا ایک نے کہا بہن ہم تو سنتے تھے کہ حضرت جہان پناہ بارات کے روز
دولھا کے یہان تشریف لے گئے تھے اور دولھا کو اپنی آنکھہ سے دیکھکر بہت خوش ہوے تھے
مگر ماشاء اللہ وہ تو برعکس اسکے ظہور مین آیا سب لوگون کو کیا خیال تھا اور کیا ہوگیا ادھر تو یہ غوغا

معین اللہ ٭ گھر ہین بر ہین سدا خدا حافظ ٭ اے سخن اب گلے لگا کے مجھے ٭ تو بھی کہہ لے ذرا خدا حافظ
شہزادی نے بھی کہا خدا حافظ اور دیوؤن نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کر کے ایک آواز دی کہ سارا
مکان ہلگیا پھر وہی تاریکی اور طوفان ہوا کا زور شور وہی سب سامان نظر آیا مگر جہان پری اور آرام دل
اور محمود تھے وہان یہ سب آثار نہ موجود تھے تھوڑی دیر مین وہ باغ اور مکان جہان پہلے نصب تھا قائم
کیا گیا اور شور و غل موقوف ہوا سیمتن پری نے شہزادے سے کہا کہ حضور اب بسم اللہ کیجیے دیر
نہ لگائیے جس طرف سے آپ آئے تھے وہی راہ موجود ہی پھر ملانیوالا وہ معبود ہے صفیر جیسے جلتا ہی
تجھے یار خدا پھر ملائے ٭ تجھکو اللہ تب ماہ لقا پھر ملائے ٭ پھر پری نے شہزادے کو گلے لگا کر رخصت کیا اور
محمود سے کہا کہ اچھا بچا تم بھی جاؤ مگر خبردار میرے شہزادے کا ساتھ نچھوڑنا ورنہ خوب مزا چکھوگے ذرا اسکو
خوب سمجھہ لینا محمود نے دونون ہاتھون سے سلام کر کے عرض کی کہ حضور کیا مقدور جو کبھی اپنے آقا سے
جدا ہون اگر ایسمین ذرا خلاف ہو تو بیشک لائق سزا ہون یہ کہکر گھوڑے حاضر لایا آرام دل سوار ہوا
ہمراہ وہی محمود وفادار ہوا سیمتن پری تا در باغ پہونچانے آئی جونہین شہزادے نے بیٹھہ موڑی پری
آنکھون مین آنسو بھر لائی مگر کیا کرے مجبور تھی کہ خاطر محبوب بہر نوع منظور تھی غرض آرام دل پری
سے رخصت ہو کر ملک فارس کو روانہ ہوا یہان محفل کا تمام برہم کارخانہ ہوا سیمتن اوسی وقت باچشم
گریان و دل بریان تخت پر سوار ہو کر کوہ قاف مین داخل ہوئی شب و روز غم کھا کھا کے بسر کرنے لگی
شہزادے کے عشق مین مثل ہلال کاہیدہ وہ بدر کامل ہوئی تمام باغ سنسان ہو گیا مسکن زاغ و
بوم و مکان ہو گیا یا تو وصال طالب مطلوب سے ہر جن و انس پھولون نہین سماتا تھا نہال تھا پھر غور
کر کے جو دیکھا تو گویا خواب تھا یا خیال تھا دنیا جاے دید ہے کبھی وصال یار کبھی فراق دلدار دونون
توام ہین مگر شب وصال گویا عاشقونکو صبح عید ہے فراق کے نام سے صدمہ ہوتا ہے دل پر الم مین بحر ہا
اگرچہ نہایت جانگزا ہے مگر سچ پوچھیے تو کچھہ ایسمین مزا ہے لا اعلم جو مزا انتظار مین پایا وہ نہ
کبھی وصل یار مین پایا وزیر صد چاک ہو وہ دل کہ جو درد آشنا نہو ٭ پھوٹے وہ آنکھ جس سے کہ آنسو گرا نہو

داستان بیقراری صنوبر شہزادی اور اوس شاہ بدباطن کی ستمگاری پھر چند سوال صنوبر سوختہ جگر کے شہزادہ سیاہ فام سے اور لاجواب ہونا اوسکا اوس کلام سے اور آشکار ہونا حال آرام دل کا

اوٹھا ساقیا ساغر میکشان ٭ کہ پھر چھیڑون گذری ہوئی داستان ٭ پلا دے پھر ایک ایک جام شراب ٭ کہ
بیخود ہون سب اور نہین کچھہ جواب ٭ وہ کیسی تھی شادی کہان کا وصال ٭ نہ حاصل ہوا کچھہ بجز

تو جتنا جی چاہے غل مچا لیکن مین ایک سنونگی محمود نے کہا حضور رہے نصیب اور خوشا طالع میرے
کہ آپ مجھکو اس التجا اور تمنا سے اپنے پاس رکھین اور زہے تقدیر میری کہ حضور مجھے اس باغ مین
رہنے کی اجازت دین اس محبت پر بھی اگر مین درخواست جانے کی کرون تو بڑا بد نصیب ہون
گستاخی معاف بقول شخصے لا اعلم جب کہ ہم تیرے آستان سے گئے ٭ ہمنے جانا کہ دو جہان
سے گئے ٭ ملکہ سمن محمود کی ان حرکتون اور مسخر کی باتون سے دل مین مارے ہنسی کے لوٹی
جاتی تھی مگر ہنسی کو ضبط کر کے کہنے لگی کہ لو صاحبو اور سنو چونچلے کی خوبی دیکھو ان شیرین باتون سے
کوچہ عشق مین آپ کا بھی فرہاد نام ہوا منہ مین دانت نہ پیٹ مین آنت حضرت بھی ہماری محبت
کا دم بھرتے ہین شوق تاکہ مشہور ہون ہزارون مین ٭ ہم بھی ہین پانچوین سوارون مین ٭
ارے لوگو ع مینڈکی کو بھی لوز کام ہوا ٭ ہان کوئی ہے کہ اس نامعقول کو اس بے ادبی کی
سزا دے یہ سنتے ہی دس بیس دیو محمود کی طرف جھپٹے پری نے اشارے سے منع کیا اور نظر گرم
سے دیکھکر دفع کیا آرام دل نے کہا صاحب ہم سنا کرتے تھے کہ لیلی کا کتا بھی پیارا تھا ہی
عاشق کو اوسی کے دیکھہ لینے کا سہارا ہوتا ہے مگر یہان تو ہم نئی رسم دیکھتے ہین کہ اس غربت مین ایک
ہمارا آدمی ہے اوسکے سب دشمن ہین یہان تک کہ جب آپ کا اشارہ پاتے ہین تو دیو بھی لپک
لپک کر آتے ہین سمن نے کہا صاحب بخدا یہ تمھاری خاطر ہے کہ مینے اسکو چھوڑ دیا ورنہ یہ اس بچیا
اور گستاخی کا خوب مزا چکھتا پھر کبھی ایسا نہ بہکتا یہ کہکر انگشتری حضرت سلیمان علیہ السلام کی آرام دل
کی اونگلی مین پہنا دی اور کہنے لگی کہ لو اب تمپر کسی طرح کا جادو اثر نکرے گا پھر سفید دیو کہ سردار
سب دیوونکا روبرو دست بستہ کھڑا تھا اوسکے سر مین سے پانچ چار بال توڑکر شہزادے کو
دیے اور کہا کہ جس وقت تمکو کوئی کار مشکل یا کوئی امر ایسا درپیش ہو کہ جسکے انجام کے لیے پس و پیش
ہو اوس وقت تم ایک بال کو اس مین سے دونون سرے پکڑکے کھینچنا یہ دیو تمھارے پاس حاضر
ہوگا جو حکم دوگے بجا لائیگا اگر کچھہ عذر کرے گا تو خوب سزا پائیگا القصہ آرام دل کو یہ سب مراتب
سمجھا کر پری نے دیو سے فرمایا کہ جہان سے اس باغ کو لایا ہے پھر وہان پہونچا دے اور یہ غزل
پڑھی مصنف اے مرے دلربا خدا حافظ ٭ چھوڑکر مجھکو جا خدا حافظ ٭ تیرا ضامن ہی ضامن و
ثامن ٭ سایۂ مصطفےٰ خدا حافظ ٭ بیٹھہ جیسے دکھاتا ہی مجھکو ٭ یون ہی منہ بھی دکھا خدا حافظ ٭
مجھکو بیتاب چھوڑے جاتا ہے ٭ اے مرے مہ لقا خدا حافظ ٭ تیری فرقت مین دیکھیے کیا ہو
آئے کیا کیا بلا خدا حافظ ٭ تو نے مجھسے تو بے وفائی کی ٭ خیر اے بیوفا خدا حافظ ٭ جس جگہ جائے تو

مین کب سنتا ہون مجھے اپنے معشوق کو یہان بلوانا منظور نہین معاف کیجیے آپ کو اس قدر تکلیف کرنا کچھ ضرور نہین ہے سیمتن پری نے دیکھا کہ شہزادہ بگڑ بیٹھا اب کسی طرح نمانیگا منع کرونگی تو خوب چھنے گی زیادہ کچھ بولونگی تو دشمنون کی جان پر بنے گی مصنف **مثنوی** ہی زبس اسکو عشق کا آزار تپ فرقت نے کردیا ہے نزار ؎ اب نہ کچھ تم زبان سے کہنا دیکھ جو ہون ہجر کے وہ سب سہنا ؎ عقل زائل ہے ہوگیا ہے خبط ؎ آج کل ہے اسے جنون سے ربط ؎ جیب و دامن کہین نہ چاک کرے ؎ نہ کہین آپ کو ہلاک کرے ؎ فدا تو ہوہی رہی تھی عاشق تھی علاوہ اسکے اپنے قول مین بھی صادق تھی کہنے لگی اچھا ہم آپ کو اس شرط سے جانے دیتے ہین ایک بات کی قسم کھاؤ تو یہان سے قدم اوٹھانے دیتے ہین کہ جب آپ اپنے ملک کی طرف مع الخیر والعافیت مراجعت فرمائین تو ہم سے پھر اسی باغ مین ملاقات کرین اور ہمین بھی اپنے سلک زوجیت مین لائین **آرام دل** نے کہا ہان یہ بات مجھے بدل وجان قبول ہے اس امر مین آپ کا اتنا مبالغہ محض فضول ہے مین قسم کھاتا ہون کہ جب میرا مقصد حاصل ہوگا تو انشاء اللہ تعالے تم بھی فائز المرام ہوگی اگر میرے جی کی آرزو بر آئیگی تو خدا نے چاہا یہ بات بھی بخوبی انجام ہوگی سیمتن نے کہا کہ دیکھو تم قسم کھاتے ہو خدا کو شاہد درمیان لاتے ہو ذرا اپنے قول پر ثابت قدم رہنا ورنہ وعدہ خلافی کی سزا خوب پاؤگے میرے ہاتھ سے بچکر نجاؤگے اچھا **سید محمد خان رند** بس اب آپ تشریف لیجائیے ؎ گذرنی ہی جو کچھ گذر جائیگی ؎ طبیعت کو ہوگا قلق چند روز ؎ ٹھہرتے ٹھہرتے ٹھہر جائیگی ؎ مگر محمود کو میرے پاس چھوڑ جائیے کہ یہی شخص ملکہ **حسن افروز** پر عاشق ہونے کا باعث ہے اور اس وقت بھی ایکو ترغیب دیکر لے چلا ہے اسکی یہی سزا ہے کہ یہان باغ کے ایک گوشے مین بیٹھا رہا کرے اپنی جورو کے فراق مین جلا کرے تا اسکو بھی معلوم ہو کہ فراق محبوب اسے کہتے ہین اور عاشق اپنے معشوقون کے اس طرح دکھ سہتے ہین یون بے قرار رہتے ہین **قطعہ** معلوم تو ہو ہجر کے صدمون کی حقیقت ؎ گذری ہے بہت عیش سے اب یاد کرینگے ؎ تم جاؤ بس اب ہمسے نہ اسمین کرو اصرار ؎ چھوڑا ہے تمھین انکو نہ آزاد کرینگے ؎ محمود یہ غضبناک گفتگو پری کی سنکر لرز گیا جی کڑا کر کے کہنے لگا کہ حضور اگر فدوی کو پہلے سے آپکے تعشق کا حال اپنے شہزادے کے ساتھ معلوم ہوتا تو اپنے آقا کو آپ ہی کی ملاقات کی ترغیب دیتا اس خدمت کے صلہ مین حضور سے خوب انعام لیتا مگر افسوس مین بڑا بدنصیب ہون کہ اس مضمون سے نہ خبردار ہوا آج اپنے آقا کا ساتھ کرکے حضور کے نزدیک دشمن ٹھہرا تعذیر کا سزاوار ہوا سیمتن نے کہا کہ جو کچھ ہو سو ہو مگر تجھے اب نجادونگی

یا بودے ہو **شعر** ذراسی بات مین رنجیدہ ہوگئے صاحب ؎ عبث ہے رونا اجی دیکھو وہ ہنسی
آئی ؎ یہ کہکر ہم آغوش ہوئی نشہ بادۂ الفت سے بیہوش ہوئی جب ہوش آیا سر اپنا آغوش دلدار
مین پایا یا دریی طالع و مساعدت بخت پر بخت عجب ہوا غایت مسرت سے اوس وقت یہ شعر
زیب دہ کام و لب ہوا **غالب** وہ آئین گھر مین ہمارے خدا کی قدرت ہے ؎ کبھی ہم اونکو
کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین غرض اسیطرح سے غمزہ ناز سوز و گداز راز و نیاز کی باہم باتین رہین
حسن و عشق کے جلوہ ہاے نیرنگ سے عجب لطف کی ملاقاتین رہین دونون اسی لطف مین تھے
کہ سپیدۂ صبح نمودار ہوا سیمتن کا دل بیقرار ہوا **آرام دل** نے محمود کو جگایا محمود نے کہا حضور آپ پکا
توپری سے وصال ہے فارس جانا محال ہے سبحان اللہ حضور بھی کیا چیز ہین یا قوبا بین شور اشوری
یا بابین بے نمکی خیر شکر خدا کہ اب آپ کی طبیعت کچھ کچھ بہل گئی ایک شغل پیدا ہوگیا ذرا سا جل
گئی **آرام دل** نے کہا محمود مصلحت وقت یہی تھی جو مین نے کیا ہے اے عزیز اوس نے
رخصت کے لیے قسم کھائی ہے مجھے قول دیا ہے اگر ہم ایسا نکرتے تو تم یہان قید مین جان
سے گذر جاتے کبھی رہائی نہوتی تڑپ تڑپ کر مرجاتے یہ کہکر شہزادہ سیمتن کے پاس آیا اور کہا
اب رخصت پری نے جواب دیا صاحب رخصت چہ معنی دارد تمنے سنا نہین **نسیم لکھنوی**
آتا ہو تو ہاتھ سے ندیجے ؎ میرا اس مصرعہ پر عمل ہے تمھارے دماغ مین تو خلل ہے شہزادے نے
کہا **نسیم لکھنوی** جاتا ہو تو اوسکا غم نکیجے ؎ یہ مصرعہ عمل کے لائق ہے اوس سے فائق ہے
سیمتن بولی کہ چہ خوش میرے آپ کے جو عہد و پیمان ہوا ہے اوسکو وفا کرتی ہون ایک دم توقف کرو
ملکہ **حسن افروز** کو یہان لاکر تمھارا کلیجہ ٹھنڈا کرتی ہون **آرام دل** نے کہا بس خدا کے واسطے
آپ اتنی تکلیف نہ کیجیے مجکو بہ یک بینی و دو گوش یہان سے رہائی دیجیے صاحب ذرا خیال کرو کہ مین نے
جو اپنا گھر بار چھوڑکر سلطنت کو خاک مین ملایا تو کیا اسواسطے کہ آپ کے پاس بیٹھہ رہون اور مرے
کرون جسکے واسطے سرگردان ہوا ایک عالم کی خاک چھانی خستہ و پریشان ہوا اوسکو اسیں
حکومت سے بلوالون یہ تو عاشقی نہ ہوئی رنڈی بازی ہوئی محبت نہوئی جعلسازی ہوئی سیمتن
نے کہا ناحق اتنی مشقت اوٹھاتے ہو منزلون بیکار جاتے ہو اگر کہو تو ابھی یہین بیٹھے بیٹھے تمھارے
معشوق کو بلوالون **آرام دل** نے کہا ذرا اتنا تو سمجھو کیا ہم اتنے نہ تھے کہ شاہ فارس
سے بذریعۂ نامہ و پیام درخواست اپنی شادی کی کرتے مگر اپنا جی ہے اسپر حکومت نہین
چلتی یہ عاشقی ہے یہان کسیکی دال نہین گلتی اب مین تمھارے روکے کب تک تاہون ہزار کہو

کڑے دل کی تھی آگے بڑھی اور محمود کا ہاتھ پکڑکر اوٹھانے لگی اوسکو جو ہوش آیا آپکو ملک الموت کے پنجے مین پایا سمجھا کہ قضا آن پہونچی شہزادے کو خدا جانے کیا کیا اب ہماری بھی جان نہین بچتی یہ سمجھکر عاجزی سے کہنے لگا کہ مین اوس شہزادے کا نوکر ہون جو اس باغ مین آیا ہے غرض سب پریان محمود کو بیچ مین گھیرے ہوے جہان آرام دل اور ملکہ سیمتن بیٹھے ہوے اختلاط کر رہے تھے لیکر آئین سیمتن محمود کو دور سے دیکھتے ہی شہزادے کے پیچھے چھپ گئی اور پوچھنے لگی کہ یہ کون ہے آرام دل نے کہا صاحب یہ ہمارا یار غمخوار جان نثار ہے اس مصیبت مین اسنے ساتھ دیا ہے یار وفادار ہے یہ کہہ رہا تھا کہ محمود آیا پہلے تو ملکہ سیمتن کے حضور مین آداب بجالایا پھر آرام دل کو تسلیمات کرکے قدمبوس ہوا اور ایک طرف لب فرش ہو دب بیٹھکر پریون نے حال محمود کا بیہوش ہونا اور از خود فراموشی کا حضور مین ملکہ سیمتن کے عرض کیا پری اوسکی باتون کو سنکر زیر لب مسکرائی اور دیر تک اوس سے ہنستی رہی جب رات بہت گذری محفل رقص و سرود برخاست اور بزم عیش و نشاط آراستہ ہوئی ملکہ سیمتن نے خواص کو اشارا کیا اور فرمایا سحر ساقی نہ رہے دو یہ موسم ہے غنیمت ✣ پری مین جوانی کے مزے یاد کرینگے ✣ بحر دایماے ملکہ اوس پری نے ایک جام بادۂ گلفام سے لبریز کرکے شہزادے کو دیا آرام دل نے وہ جام غیر سیمتن کو پلایا اور دوسرا جام اوسکے ہاتھ سے آپ پیا محمود تو ایک ہی پیالے مین بیہوش ہوگیا پھر تو یہ کیفیت ہوئی کہ سیمتن نشۂ شراب سے بیخود ہوکر آرام دل کی گود مین گر پڑی شہزادے نے جی مین کہا کہ واقعی یہ پری تمھاری عاشق ہے اور سچ تو یہ ہے کہ صحبت کے بھی لائق ہے عالم شباب ہے اوٹھتی جوانی ہے چلو مزے کرو یہی لطف زندگانی ہے الغرض آرام دل نے پری کو گود مین اوٹھا لیا اور بارہ دری کے اندر جاکر چھپر کھٹ مین لٹا دیا جگانے کے لیے گدگدیان کمین آوازین دین چٹکیان لین آخر جب خوب ملا دلا گدگدایا تو ذرا ملکہ کو ہوش آیا آنکھ ہو کھولی وصال یار سے بغل گرم پائی یاوری بخت اور فرط محبت سے باغ باغ ہوگئی پھولون نسمائی پھر اوسی حالت مستی و سرور مین آرام دل سے کہنے لگی کیون جی مین اگر صبح کو تمھین نہ جانے دون تو تم کیا کرو ع ذرا اسکا مجھے جواب تو دو ✣ آرام دل نے کہا صاحب اگر یہی ارادہ ہے تو اسمین کیا چارہ ہے کسکا اجارہ ہے ع ہرچہ آید بسر فرزند آدم بگذرد ✣ قہر درویش برجان درویش اور اسکا مین کیا جواب دون مگر اتنا سمجھ لو کہ اگر عہد شکنی پر کمر باندھو گی تو ہمین زندہ نپاؤ گی یاد رہے کہ بہت پچھتاؤ گی یہ کہتے ہی خیال جانان مین آنکھون سے آنسو گر پڑے سیمتن پری نے بلائین لیکر کہا کہ مین تو ہنستی تھی تمھین محک امتحان پر کستی تھی کہ دیکھون تم کتنے ہو دل کے کڑے

مین تمھارا تابعدار رہون جو ارشاد ہو بجا لاؤن مگر اتنا امیدوار ہون کہ صبح کو مجھے نہ روکیے گا جاتے
وقت نہ ٹوکیے گا یہ کہا اور بقول حسن ہاتھ پکڑ ہاتھ منہ پہ کھینچا اوسے ؎ محبت کے رشتے مین اینچا
اوسے ؎ بلکہ سیمتن کہ پہلے ہی شہزادے کی ہر ایک ادا پر فدا تھی اس بیباکی اور بھی مرگئی تمنائے
وصال اور بھی زیادہ ہوئی چادر شرم و حیا کی سر سے اوتر گئی مست ہوکر بلا مین لینے لگی سینہ بسینہ
لب بلب ہوکے بے شمار بوسے دینے لگی

حالت شوق ذوق مین آرام دل کا ہاتھ بڑھانا پری کی طرف



خواجہ حیدر علی آتش مرحوم بے گنتی بوسے لینگے رخ دلپسند کے ؎ عاشق ترسے پڑھے نہین
علم حساب کو ؎ یہ کیفیت دیکھکر سب پریان وہان سے ہٹ گئین کچھہ درختون مین جاکے چھپین
کچھہ کمرے کے دروازے مین چمٹ گئین فقط ایک خواص باقی رہی جو اس حال سے خبردار تھی
محرم اسرار تھی وہی ساتی رہی یہان تو یہ صحبت تھی اور وہان یہ کیفیت تھی کہ جب سے محمود گرا تھا
اوسے کچھہ خبر تھی بیہوش پڑا تھا چند پریان جو اوس طرف جا نکلین دیکھتی کیا ہین کہ ایک شخص بوڑھا
ستراسی برس کا سن و سال سر اور ریش کے سفید بال سبز عمامہ سر پر عبائے غنابی در بر خضر صورت
پیشانی پر نماز کا گھٹا ظاہر مردے کی شکل مگر اچھا بھلا کٹا ایک درخت کے نیچے بے ہوش پڑا ہے پریان
دیکھکر متعجب ہوئین باہم کہنے لگین کہ ارے اس باغ مین سوائے شہزادے کے اور کون ایسا ہے
جسکا گذر ہوا یہ انسان بھی کیسا پیر نابالغ ہے کہ اسکو کچھہ اپنی جان کا نہ خطر ہوا آخر ایک جو اون سب مین

جی مین کہنے لگا یک نشد دو شد یہ تو بلا کی طرح پیچھے پڑی اب مین کس طرح اسکے دام سے رہائی
پاؤنگا ملک فارس تک کیونکر جاؤنگا سوا اسکے یہ پری مین انسان دیوانے سکے تابع فرمان اب سوا
سچ بولنے کے چارہ نہین بے مرضی اسکے یہان سے رہائی غیر ممکن ہے کوئی سہارا نہین یہ سمجھکر
تمام و کمال احوال ماضی و حال اپنا **آرام دل** نے اوس بدر کامل سے ظاہر کیا اوس سوختہ
آتش محبت کو ملکہ حسن افروز کے عشق سے ماہر کیا سیمتن پری جب سب حال سن چکی تو مخاطب
ہوکر بولی کیون حضور ذرا انصاف کیجیے تقصیر میری معاف کیجیے کہ ہم تو آپ پر اپنی جان فدا کرین
اور آپ بے دیکھے اور بے دم بھرین صاحب ہمنے چار برس کامل تمھارے فراق مین صدمے
اوٹھائے رات دن دعائین مانگین اور تمھارا یہ کلیجہ کہ ایسا کلمہ زبان پر لائے افسوس اگر ہم جانتے
کہ آپ ایسی بیوفائی کرینگے تو کیون آپ پر جان نثار کرتے دربدر خاک چھانتے پھرتے
جرأت جستجو مین دل کے بہلانے کے جی کھونا پڑا ٭ جو ہنسی کی بات تھی سو اوسکا اب رونا پڑا ٭
سچ تو یون ہے بے جگہ ربط اندیون پیدا کیا ٭ سوچ ہر دم ہے یہی ہمکو کہ ہمنے کیا کیا ٭ **آرام دل**
نے کہا صاحب کیا دشمنون پر مصیبت پڑی ہے جو ٹھنڈی ٹھنڈی سانس بھرتی ہو ہر گھڑی ہائے
کرتی ہو سیمتن نے کہا لا اور سے ہم ترے واسطے مجنون بھی ہوے ٭ مورد گردش گردون بھی
ہوے ٭ ظلم کے گرچہ سزاوار نتھے ٭ پر ترے عہد مین ہم یون بھی ہوے ٭ تو ملے غیر سے اور یان
میرے ٭ مفت مین دیدۂ و دل خون بھی ہوے ٭ اے شہزادے تو جانتا ہے کہ مین اس
پرستان کے بادشاہ کی دختر ہون مجھے سب طرح کی قدرت ہے اگر مین اپنی سخن پروری کرون
تو تجھے ہرگز جانے نہ دون لیکن کیا کرون کہ تو میرا محبوب ہے ہر ادا تیری میرے دل کو مرغوب ہے
اور دنیا مین سبھون نے اپنے معشوقون کی ناز برداری کی ہے دین و دنیا دونون سے گذر گئے ہین ظلم
سہتے سہتے مر گئے ہین اس لیے تیرا جور و ستم اپنے تئین کرم سمجھتی ہون تیری رضا اپنی جان شیرین پر
مقدم سمجھتی ہون بہرکیف آج کی شب یہین آرام کر میرے زخم دل کا مرہم وصال سے التیام کر صبح جو
کہیگا بجا لاؤنگی یا تجکو وہان پہونچا دونگی **حسن افروز** کہ جسکا تو دیوانہ ہے یہان لے آونگی اس گفتگو
سے **آرام دل** کے چہرے کا رنگ اوڑ گیا خوف سے ڈرا اور سوچا کہ مبادا یہ پری طیش مین آکر
مجھے گرفتار بلا کرے ایسا نہو کہ جادو کرے پھر یہ خیال کیا کہ آخر یہ بھی تو شہزادی ہے بھولی بھولی
شکل وضع سادی سادی ہے علاوہ اسکے تمپر مرتی ہے تمھارے اوپر اپنی جان فدا کرتی ہے
آؤ آج یہین گذر کرو ہونی ہو سو ہو آجکی شب اسی جا سحر کرو یہ تصور کر سیمتن پری سے کہا کہ صاحب

ہر ساعت موت اپنے مزے چکھانے لگی ایک روز تنہائی مین بیٹھی رو رہی تھی تیرے فراق مین بے قرار ہو رہی تھی ایک خواص نے عرض کی کہ حضور کسی سرخ کانچ والم نکرین مینے گردش سبع سیارہ سے دریافت کیا ہے کہ جس شخص کی آپ عاشق زار ہین جسکے واسطے حضور بے قرار ہین انشاء اللہ تعالے چار برس مین اوس سے اور آپ سے ملاقات ہوگی جس امر کی حضور کے دل مین تمنا ہی وہ بات ہوگی لیکن حضور فلانے مقام پر ایک باغ اور مکان کی تعمیر کا حکم دین اور بعد طیار ہی کے اوسکو عجائبات اور طلسمات سے مرتب کرین وہ شخص چار برس کے عرصے مین سرگشتہ بادیۂ غربت اور آوارۂ صحراے کربت ہوکر اس باغ مین آوے گا خوب سیر کرکے جب ارادہ جانیکا کرے گا ہرگز جانے نپاوے گا غرض اے شہزادے یہ کلام جب سنا اوسی وقت باغ اور مکان کی تعمیر کے لیے مینے حکم دیا جب باغ اور مکان میرے حسب دلخواہ طیار ہوا دل بیقرار کو کچھ قرار ہوا اوس روز سے مینے تنہائی اختیار کی امید وصال مین ایک ایک دن گننے لگی رات دن صدمۂ فراق سے جان کھویا کرتی اور عالم تنہائی مین یہ اشعار پڑھکر رویا کرتی نسیم لکھنوی

عالم کا ترے جہان بیان ہی ٭ بیتابی دل جہان جہان ہی ٭ زنجیر جنون کڑی نہ پڑیو ٭ دیوانے کا پانون درمیان ہی ٭ ذرے کا بھی چمکے گا ستارہ ٭ قائم جو زمین و آسمان ہے جو داغ کہ مہر ہے فلک پر ٭ دل مین مرے اب تلک نہان ہے ٭ اے شہزادے آخر خداوند کریم نے تجھ بے وفا کی صورت دکھائی خدا خدا کرکے آج جی کی مراد پائی اب مین دیکھتی ہون کہ تو بھی کسی گلبدن کا بلبل زار ہے معلوم ہوتا ہے کہ خدنگ عشق سے سینہ فگار ہے حضرت اوستاد غالب ہوئی جنسے توقع خستگی کی داد پاوینگے ٭ وہ ہمسے بھی زیادہ کشتۂ تیغ ستم نکلے اب بہر خدا چند روز یہان کرم فرمائیے پرستان کی سیر کیجیے یہانکی چیزین کھائیے بالتفصیل حال بیان کیجیے اور جب تک ہم نکہین تب تک یہان سے نجائیے پریون کے ساتھ مزے اوڑائیے

وصل سے کامیاب ہونا سیمتن جان جہان کا اور رخصت طلب کرنا آرام دل عازم کوی جانان کا

پلا ساقیا جام آتش لباس ٭ کہ دل کو ہے میرے ہوس بے قیاس ٭ عروج طبیعت دکھاوین تجھے ٭ نیا ایک قصہ سناوین تجھے ٭ محرران جادو نگار و راقمان فسونکار لوح قرطاس پر نقوش بیان داستان یون مرتسم فرماتے ہین کہ جب آرام دل نے یہ قصہ سنا نہایت حیران ہوا

دل قابل بیان نہین ہے **فقرہ** رویم ہین حالم میپرس ؛ یہی ایک جملہ ہے زیادہ بیان کی تاب
و توان نہین ہے اور رونے کا حال کیا پوچھتی ہو **سودا** بہنا کچھ اپنی چشم کا دستور ہوگیا
دی تھی خدا نے آنکھ سو نا سور ہوگیا ؛ یہ سب باغ و بہار اپنی آنکھون مین بدتر از خار نظر آتا ہے
حال دل بیان کرنے مین خون ہو کے منہ کو جگر آتا ہے **درد** گل و گلزار خوش نہین آتا ؛ باغ
بے یار خوش نہین آتا ؛ اے جنون جیب مین ترے ہاتھون ؛ ایک بھی تار خوش نہین آتا ؛
یہ کہکر خاموش ہوگیا یا دچشم میگون جانان مین جھوم کر مست اور مدہوش ہوگیا پری نے شہزادے
کے خواے کلام سے دریافت کیا کہ بیشک کسیکا عاشق زار ہے کسی کے تیر نگاہ کا نگار ہے
جی کو سنبھال کر کہنے لگی کہ اے شہزادے مین پردۂ قاف کے بادشاہ کی بیٹی ہون ملکہ دیمتمن میرا نام
ہے حسن و خوبی مین لاثانی ہون راجہ اندر بھی تابع فرمان بلکہ ایک ادنے غلام ہے ایام طفولیت
مین اپنی بڑی بہن کے ہمراہ تخت طاؤس پر سوار ہوکر واسطے سیر ملک چین کے گئی تھی ایوان شاہی
مین تجھہ گل اندام کو خاص محل کے بام پر دیکھا کہ زمرد کے چھپر کھٹ پر عجب انداز سے خواب ناز مین پڑا
سوتا ہے اب مین کیا کہون جو اوس دم میرا حال ہوا عشق نے دل مین گھر کیا جی نڈھال ہوا
بڑی بہن کے سبب سے کچھہ بس نہ چلا خاموش ہورہی مگر دل پر جو صدمہ زیادہ ہوا تو وہین بیہوش
ہوگئی **مصنف** مجھے جو تو ماہ مقابل ہوا ؛ مثل کتان ٹکڑے مرا دل ہوا ؛ سیر جو کی لالۂ رخسار
کی ؛ داغ جدائی مجھے حاصل ہوا ؛ میری بہن مجھے بیہوش دیکھکر گھبرائی ڈری کہ شاید کسی نے جادو کیا
ہو اسلیے جلدی سے انگشتری سلیمانی میرے ہاتھ مین پہنائی جب مجھے کوئی افاقہ ہوا بیخودی کا سبب
پوچھنے لگی مینے بہانہ کرکے کہا کہ اس وقت ہوا ٹھنڈی چل رہی ہے مجھے نیند آتی تھی مین سوگئی خیر اوس
وقت کی بات تو رفت گذشت ہوگئی جب مکان پر آئی دن بھر جی بے چین رہا طبیعت بہت گھبرائی
وہان سے آکر باغ مین ٹہلنے لگی گل و گلزار کی بہار سے کچھہ طبیعت بہلنے لگی آخر خدا خدا کرکے شام
ہوئی دعا میری قبول بدرگاہ ملک العلام ہوئی اوس وقت مین تنہا بذات خاص صرف ہمراہ
ایک خواص تخت پر سوار ہوکر پھر اوسی طرف روانہ ہوئی وہان پہونچکر اوسی محل کے بام پر اوتری
چارون طرف تیری تلاش کی کہین نپایا بہت جستجو کی لیکن تو نظر نہ آیا ناچار مایوس ہوکر بادل
داغدار یہ شعر آستانۂ مبارک پر قلم مژگان اور شنجرف بخت دل سے لکھکر روبسوے خانہ ہوئی
مصحفی اگر خط جیب باشد بدست رسیدہ باشد ؛ چو تر اندیدہ باشد چہ قدر طپیدہ باشد ؛ الغرض
تجھکو نہ دیکھا تو دل کو صدمہ کمال ہوا باغ ارم مین پہونچی پھر تو بہ حال ہوا کہ ہر روز بیتابی دل ستاتی

سکو دھوکا ہوا کہ چاند ہوا	چاند بھی دیکھ اوسکو ماند ہوا	سرخ رخسار جب نظر آیا	لالہ نے داغ رشک سے کھایا

القصہ اوس بلقیس ثانی نے تخت پر جلوس فرمایا بزم عشرت کو غیرت کاشانہ عروس فرمایا زمرہ پری کا طائفہ کھڑا ہوا ناچ گانے کا سمان بندھا اوس وقت اوس شہنشاہ حسن و خوبی نے اپنی خواصون سے ارشاد کیا کہ ہمارا مہمان کہان ہے جلد جاؤ اور ہاتھون ہاتھ لاؤ دیکھو تو اس پرستان کا سلیمان کہان ہے یہ سنتے ہی پریون کو اوس یوسف ثانی کی تلاش ہوئی بڑی جستجوے جان خراش ہوئی آخر جہان شہزادہ بیٹھا ہوا تھا اوس درخت کے نیچے پہونچین شہزادے کو دیکھتے ہی بفراست دریافت کر گئین کہ بیشک یہی شخص ہماری شہزادی کا مہمان ہے ورنہ اور آدم زاد کا اس مقام مین گذر ہونا کیا محال ہے کیا جان ہے یہ سمجھا جلد تر **آرام دل** کو اوس درخت سے اوتار زیر قدم آنکھون کا فرش بچھایا مثل گل بازی ہاتھون ہاتھ اوس گلبدن کو بتعظیم تمام انجمن مین لا بٹھایا

مثنوی

نظر آیا جب وہ مہ چاردہ ۔ اوٹھی پیشوائی کو وہ رشک مہ
کہا آؤ صاحب بس اب کیا ہے دیر ۔ کرو اپنے دیدار سے مجکو سیر
رہی آج تک مین بہت خستہ حال ۔ پریشان و حیران و برگشتہ حال
مگر خوش ہوا اب دل بے قرار ۔ کرون شکر احسان پروردگار
تو قسمت اگر اور ہوتا کہین ۔ تو مین آپ لاپہنچتی وہین
یہ کہہ اور جلدی پکڑ اوسکا ہاتھ ۔ برابر بٹھایا اوسے اپنے ساتھ

یہ سنکے **آرام دل** بیخود ہوا چارون طرف دیکھنے لگا اور دل مین کہنے لگا کہ یہ تو عجب ماجرا ہے کچھہ سمجھہ مین نہین آتا کیا قدرت خدا ہے کہ ابھی تو ایک بند سے رہائی ہوئی تھی پھر قید فرنگ کا سامنا ہے الٰہی کبھی مین اس قید سے رہائی بھی پاؤن گا یا یون ہی پریشان و سرگردان ہو کر اس کشمکش مین مر جاؤنگا پری نے شہزادے کو دیکھکر حال استفسار کیا پریشانی کا سبب دریافت کرنے مین بہت اصرار کیا **آرام دل** نے کہا صاحب مجکو سخت حیرت ہے کہ آپ کو یہ تو معلوم ہوا کہ ایک شخص اس باغ مین ہمارا مہمان ہے مگر یہ نہ سمجھا کہ کس جگہ کا رہنے والا ہے کون ہے کیون خستہ جان ہے پری نے کہا کہ یہ تو ہم جانتے ہین کہ آپ شہزادۂ والا تبار ہین شاہ چین آپ کے والد بزرگوار ہین سرزمین چین آپ کا مقام ہے شہزادۂ **آرام دل** آپ کا نام ہے مگر یہ سمجھہ مین نہین آتا کہ آپ کا حال پریشان کیون ہے چہرۂ گلبرگ سے عشق کے آثار نمایان ہین ہر دم چشم گریان کیون ہے بہر خدا اس ماجراے حیرت افزا سے جلد خبردار کیجیے حال اپنا کچھہ اظہار کیجیے مین بھی تو سنون اگر کوئی مرض ہو تو اوسکی دوا کرون **آرام دل** نے جواب دیا **جرأت** دل کی خبر نہ پوچھو کچھہ آجکل عزیزو ۔ کیا جانے دل کہان ہے دو چار دن سے اپنا ۔ صاحب ماجرا ہے

سنج والم صدمۂ درد کہ ہر وقت ہمدرد تھا شکر خدا کہ دل سے دور ہوا مگر افسوس کہ وصال یار کی دل مین حسرت ہے آئینۂ دل مین ہی کدورت ہے **حضرت اوستاد غالب** مدظلہ العالی حیران ہون دل کو روؤن کہ پیٹون جگر کو مین ؎ مقدور ہو تو ساتھ رکھون نوحہ گر کو مین ؎ پھر بیخودی مین بھول گیا راہ کوے یار ؎ ہر اک سے پوچھتا ہون کہ جاؤن کدھر کو مین ؎ آخر ناچار وہ دل فگار اور محزون غمگسار ایک درخت کے نیچے مایوس غم والم سے مانوس ہوکر بیٹھے **آرام دل** جب بہت بیقرار ہوا تو یہ فرمایا اور اشکبار ہوا **مصنف** فرقت مین یان لبون پہ مری جان زار ہے ؎ آ اے اجل کہ تیرا فقط انتظار ہے ؎ القصہ دونون اوسی درخت کے نیچے بیٹھے رو رہے تھے رہائی کی فکر مین غلطان پیچان ہو رہے تھے کہ ایک طوفان عظیم نمودار ہوا سیاہ آندھی اوٹھی گردش مین گردون دوار ہوا دفعتاً وہ باغ اور مکان ہلا اور ہوا کے زور مین سوے آسمان چلا یہ ساختہ دیکھکر محمود گھبرایا **آرام دل** نے آنکھین بند کرلین غشی کا عالم ہوا کلیجہ تھرا گیا تھوڑی دیر مین وہ باغ پھر روبزمین ہوا دامن کوہ قاف مین جاگزین ہوا شہزادے نے آنکھ کھولی دیکھا وہی مکان اور باغ ہے مگر صدہا دیو اور پریزاد اپنے اپنے کاروبار مین مصروف ہین کوئی روشنی کی طیاری کر رہا ہے جھاڑ فانوس مین لال سبز بتیان لگاتا ہے کوئی فرش درست کرتا ہے کوئی دیوارگیرون پر کنول چڑھاتا ہے دیو غل مچاتے ہین کودتے اور اوچھلتے ہین اور میوے کھاتے ہین **آرام دل** کو جو حواس آئے نظر بچاکر محمود کو تو روش سے ایک تختہ مین گرا دیا اور خود بچالا کی ایک درخت پر چڑھ گیا دیکھا کہ پہلے چند پریزاد شیشہ ہاے گلاب لیکر آئے اور تخت سنگ مرمر جو بارہ دری کے صحن مین بچھا ہوا تھا اوسپر وہ گلاب چھڑکا پھر فراشون نے آکر اوسپر فرش بچھایا جابجا پھولون کے ڈھیر لگا دیے ایک سمت صدر مین مسند تکیہ لگایا خواصون نے کشتیان شراب ناب کی رکھین قریب اوسکے قابین گزک اور کباب کی رکھین شاہدان دل نواز اور مطربان خوش آواز آکر جمع ہوے اپنے اپنے ساز درست کرنے لگے تمام دیو اور پریزاد اپنے اپنے موقع اور مراتب سے جابجا دست بستہ کھڑے ہوے منتظر آمد سواری جھومنے بڑے ہوے کہ دفعتاً ایک تخت تخت روان ہمراہ اوسکے ہزارہا پریان آسمان پر سے صحن باغ مین نازل ہوا اوترتے ہی سب پریون نے گھیر لیا چارون طرف سے صداے بسم اللہ بلند ہوئی طبیعت ہر ایک کی خرسند ہوئی اس تخت پر سے ایک پری نہایت کم سن از سر تا پا جواہر مین جڑی بڑے ناز سے اوتری **مثنوی**

ناز و انداز تازہ کرتی ہوئی چلی ہر گام گل کترتی ہوئی جونہین اوسنے اوٹھائی رخ سے نقاب کھل گیا قصر حسن کا اک باب

چار دن کونون پر چار برج ہمسر گردون دوار اون مین جھرنا جاری سانون بھادون کی بہار وسط باغ مین
ایک تالاب بیچ مین اوسکے برج عقیق یمنی کا صد ہا لعل بے بہا اور ہزار ہا دریکتا جڑا ہوا فرش اطلس و کمخواب
سے مزیب سجا سجایا اسباب ضروریات سے مرتب یہ کیفیت دیکھکر آرام دل نے کہا مرزا بیدل
خوش است سیر ولیکن دل و دماغ کجاست ✣ دل از کجا کہ تسلی شود بباغ کجاست ✣ پھر آگے بڑھا ایک
بارہ دری سنگ مرمر کی نظر آئی زر تبفت کے پردے گنگا جمنی چلمنین سرخ اطلس کا سائبان کھچا ہوا تھا
اوسکے ایک تخت سنگ مرمر کا بہت عریض و طویل بچھا ہوا مگر فرش فروش کے تکلف سے مبرا چون صفحہ
قرطاس معرا آرام دل بارہ دری کے اندر گیا دیکھا کہ ہر ایک دالان رفیع الشان ہمسر آسمان اجسم
شیشہ آلات سے آراستہ یاقوت ہیرا نیلم پکھراج زمرد لعل بدخشان سے ہر در و دیوار پیراستہ ہے نقش و نگار
مین ہر سنگ غیرت نقش ارژنگ گل اور بوٹے کی صفائی پر عقل مانی و بہزاد دنگ گلدستہ ہائے
گلاب طاقون پر قرینے سے دھرے ہوے شیشہ ہائے شراب کشتیون مین مے انگور سے بھرے
ہوے مسند زرنگار گرد اوسکے سلک در شہوار صدر دالان مین بچھی ہوئی ایک طرف پلنگڑی مرصع پر
شبنم کی چادر کھنچی ہوئی عطردان پاندان خاصدان طلائی کشتیون مین اپنے اپنے موقع سے رکھے
ہوے دواوین اور قصہ ہائے دلچسپ دیادگار زمان کتاب دانون مین چنے ہوے یہ سب سامان
تھا مگر کسی انسان کا کہین نہ نشان تھا آرام دل بارہ دری کی طیاری دیکھکر ششدر ہوا ایسے
باغ دلکشا اور مکان اعلے کو خالی دیکھکر متحیر ہوا پھر وہ سبزہ زار بغیر دلدار دل و جگر مین نشتر ہوا تھوڑی دیر
ادھر اودھر کی سیر کرکے عازم سفر ہوا اور یہ شعر پڑھا رند سیر کی خوب چنے پھول بہت شادر ہے ✣ باغبان
جاتے ہین گلشن ترا آباد رہے ✣ پھر گھوڑے پر سوار ہوکر تا در باغ آیا دروازے کو اسی طرح بند پایا ہر چند
زور کیا مگر نہ کھلا جب تو بہت گھبرایا محمود سے فرمایا کہ دروازہ کھولنے کی جلد کوئی تدبیر کر و اب تاخیر نکرو
محمود نے کہا حضور مینے تو پہلے ہی عرض کیا تھا کہ آپ ایسی سیر پر لعنت ہزار بار پڑے ہے اس باغ کے گل و
بوٹہ کو بتر از خار سمجھیے آگے نہ بڑھیے مگر آپ نے نہ مانا جو مین سمجھا تھا وہی سامنے آیا اب اس وقت
مین کیا کرون کہا جاؤن کس سے التجا کرون مگر یہان کسیکو تلاش کرنا چاہیے یونہین بے آب و دانہ
اور بے گور و کفن نہ مرنا چاہیے الغرض آرام دل اور محمود ہر چار طرف سراسیمہ و حیران اوس باغ
کے باغبان کی جستجو کرنے لگے راہ ظلمات مین خضر کی تلاش چار سو کرنے لگے آخر اسی دو و دوش مین
قریب وقت شام آیا مگر کہین انسان کا نشان بھی نپایا جب شہزادے نے دیکھا کہ اب کہین گریز
کی راہ نہین کیجیے تو کیا کیجیے کوئی مقام پناہ نہین سمجھا کہ بیچارہ عمر شراب حیات سے محروم ہوا یہین تک زندگی تھی

ایفاے وعدہ کرونگا اپنے قول پر ثابت رہونگا یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہوا رہبر محمود وفادار ہوا ایکروز چلتے چلتے دوپہر کے وقت **آرام دل** شدت گرمی سے آب آب ہوگیا تمازت آفتاب کی تاب نہ لاسکا بیتاب ہوگیا اتفاقاً اوس بیابان مین ایک باغ کا دروازہ نظر آیا شہزادہ گھوڑے سے اوتر آیا اور محمود سے فرمایا کہ اسوقت گرمی کی بڑی شدت ہے مارے پیاس کے بُری حالت ہے چلو اس باغ مین جی بہلائین تھوڑا پانی پیکر تشنگی بجھائین محمود نے کہا حضور اس رہگذر دشت پر خوف وخطر مین خدا جانے کسنے یہ باغ بنوایا ہے کون اسکا مالک ہے کسنے اسے تعمیر کروایا ہے واللہ اعلم کسی دیو یا جن کا یہ مسکن ہے یا کچھ طلسمی کارخانہ ہے جلد یہان سے گذر کرنا چاہیے آپ کو ابھی مسافت بعیدہ طے کرنی ہے ایسے ایسے مقامون سے حذر کرنا چاہیے **سعدی** در بیشہ گمان مبر کہ خالیست ✣ شاید کہ پلنگ خفتہ باشد ✣ اور جو تشنگی غالب ہے دل فردوس منزل پانی کا طالب ہے تو آگے آبادی کا نشان ہے بستی کا گمان ہے وہان چلکر مقام کیجیے گا کھانا کھائیے گا پانی پیجیے گا غرض محمود نے ہرچند دم دیا سمجھایا مگر شہزادے کے مطلق خیال مین نہ آیا بے تکلف باغ مین داخل ہوا محمود نے بھی ساتھہ نچھوڑا قدم اندر رکھتے ہی دروازہ باغ کا بند ہوگیا محمود نے **آرام دل** کو جھک کر سلام کیا اور کہا کہ شہزادہ دیکھہ آگے نجانے اب بھی پھر چل جو ہونا تھا سو ہوا **حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ** نصیحت گوش کن نادان کہ از جان دوست تر دارند ✣ جوانان سعادتمند پند پیر دانا را ✣ **آرام دل** نے کہا کہ محمود عیاذاً باللہ بڑھاپے مین تیری تو عقل ماری گئی ہے مجھے بھی کیا خفقان ہوا ہے جو تیرے کہنے سے ایسی سیر چھوڑون اس فضا کی جگہ سے منہ موڑون محمود نے کہا حضور بہت خوب چلیے اور تماشے دیکھیے **آرام دل** آگے بڑھا دیکھا کہ باغ بہت عمدہ ہے ہر روش پر سبزۂ نوخیز سے فرش زمرین بچھا ہوا ہے ہر جگہ ہر درخت اپنے اپنے موقع سے لگا ہوا ہے ایک طرف تختۂ یاسمن شاہدان سیمتن کی یاد دلاتا ہے مقابل اوسکے لالہ زار اپنے سینہ بے کینہ پر ہزارون داغ کھاتا ہے ایک طرف نرگس شہلا بلبلون سے آنکھین ملا رہی ہے ایک جانب سنبل زار اپنے بل مین آپ ہی پیچ وتاب کھا رہی ہے کہین نافرمان کی شوخی پر صبا نے مارے طمانچون کے منہ نیلا کردیا ہے کسی جگہ نیرنگ ساز عشق نے گل اشرفی کا رنگ زرد کیا ہے **نظم** گلون پر اس روش سے پیچ سنبل ✣ کہ جیسے عارض جانان پہ کاکل ✣ ہر اک سو جلوہ گر تھے سرو وشمشاد ✣ کہ جیسے جمع ہون خوشرو پریزاد ✣ تر وتازہ بنفشہ اور ریحان ✣ برنگ خط مشکین عنبر افشان ✣ برنگ چشم فتان چشم نرگس ✣ ہر از چشم غزالان چشم نرگس ✣ اور مرغان خوش الحان کی صدا بلبلون کے چہچہے جابجا باغ کے

ہونا اوس آرام دل وجان کا تلاش ملک جانان مین سیر باغ بہشت نژاد کی اور ملاقات ملکہ سیمتن پریزاد کی

بس اب ساقیا جلد بیدار ہو ٭ ذرا خواب غفلت سے ہوشیار ہو ٭ پھر اک جام پی اور پلا مجھے
بہار گلستان دکھا دے مجھے ٭ شہسواران عرصہ داستان ورہ نوردان کوچہ بیان اشہب جمند
قلم کو میدان صفحہ قرطاس مین یون جولان کرتے ہین کہ جب صبح قریب ہوئی صنوبر مضطر کو فرقت لذا
نصیب ہوئی لعل پری اور سبز پری کہ اوس وقت تک مصنوعی ملازم سرکار تھین محفل مین سرگرم
کاروبار تھین آرام دل کو تلاش کرنے لگین رنگ محل مین جو آئین دیکھتی کیا ہین کہ شہزادہ ایک
جواہر نگار پلنگڑی پر جوانی کی اُمنگ مین شبنم کا دوپٹہ تانے سو رہا ہے ناتوانی پانوٗن دبا رہی ہے
نسیم سحری کا پنکھا ہو رہا ہے پریون نے شہزادے کو غافل پاکر اوسی تخت پر آہستہ سے لٹایا جس کروٹ
سوتا تھا اوسی کروٹ سولایا پھر آپ سوار ہوئین اور تخت کو لے اوڑین اثنائے راہ مین فتاً آرام دل
کی آنکھ کھلی پریون پر نظر پڑی سمجھا کہ یہ سب انھین کی جعلسازی اور شعبدہ بازی ہے خوف سے
پھر آنکھ بند کرلی پریان جہان سے آرام دل کو لائین تھین وہان جا پہونچین شہزادے کو اوسی
زین پوش پر لٹا کر آپ اور طرف روانہ ہوئین یہان شہزادے نے آنکھ کھولی دیکھا کہ گھوڑے طیار
کھڑے ہین اور محمود کی جستجو مین زار زار روتے ہین جان سے بیزار کھڑے ہین آرام دل نے
محمود کو پکارا وہ شہزادے کو دیکھکر دیوانہ وار دوڑا آیا دیکھا کہ شہزادے کے ہاتھہ پانوٗن مین منہدی
لگی ہے گلے مین پھولون کی بدھی پڑی ہے پوشاک شاہانہ زیب بدن ہے ہاتھہ مین کنگنہ بندھا ہے
عطر کی خوشبو سے جنگل غیرت گلشن ہے متحیر ہوکر پوچھنے لگا حضور خدا کے واسطے بتائیے کہ آپ کہان
تشریف لے گئے تھے مجھے داغ مفارقت دے گئے تھے فرمائیے تو یہ کہان مزے اوڑائے کیا
رات بھر مین ملکہ حسن افروز سے شادی کرآئے آرام دل نے تمام ماجرا ابتدا سے انتہا تک
محمود سے بیان کیا صنوبر کی آہ وزاری اور بیقراری کے ذکر مین اشکون سے تر دامان کیا محمود نے
کہا حضور مبارک ہو شگون اچھا ہوا لیکن جب خداوند کریم آپ کے مطالب برلائے روز فراق کے
شب وصال کی سحر آئے اوس وقت اپنے عہد وپیمان کے مطابق کیجیے گا اس سوختہ آتش فراق
کو کہین دم نہ دیجیے گا آرام دل نے کہا اے محمود فرد میسر ہو وصال یار ہمکو ٭ بھلا ایسی کہان
تقدیر میری ٭ ہان اگر خدا مجھکو دردلدار تک پہونچائیگا میرے جی کا مقصد بر آئیگا توانشاء اللہ تعالے

سمجھو تھوڑے دنون اپنی خدمت سے معاف کرو آئینہ خاطر مین کدورت نہ لاؤ میری طرف سے دل صاف کرو چند مدت اور غم کھاؤ مجھپر کرم کرو اگر میرے قول کا اعتبار نہین ہے تو مجھسے حلف اوٹھواؤ جیسی چاہو قسم لو فرد میرے کہنے کا نہ یاور ہو نوشتہ لے لو ٭ ضامن انسان کے عوض چاہو فرشتہ لے لو ٭ صنوبر نے رو کر کہا اے شہزادے تجھسے یہ امید نہ تھی کہ آتش محبت سینہ مین بھڑکا کر حرف مہجوری زبان پر لائے گا شعلۂ رخسار دکھا کر آتش ہجران مین جلائیگا افسوس میر تقی مرحوم مہر کی تجھسے توقع تھی ستمگر نکلا ٭ موم سمجھے تھے ترے دل کو سو پتھر نکلا ٭ یہ سب راز و نیاز سوز و گداز کی باتین ہو رہی تھین کہ مشاطۂ صبح نے پیشانی عروس شب پر سہرۂ تار شعاعی باندھا اور نوشاہ ماہتاب نے مقنع حجاب کا رخ انور پر ڈالا دلربا نے کہا حضور دیکھیے سحر ہوگئی مگر آپ کو یون ہی روتے ہوے بسر ہوگئی چلیے اس وقت یہان بیٹھنا مناسب نہین محل مین آپ کی تلاش ہوگی یہ سنکر صنوبر آرام دل سے رخصت ہونے لگی اور کہنے لگی اے شہزادے بھر خدا مجھکو اپنے جی سے نہ بھولانا میری بیکسی پر نظر کرنا پھر آنا نہین تو یاد رہے کہ ہم اپنے جی سے گذر جائینگے آپ کو خبر ہوگی تو آپ بھی افسوس کرینگے پچھتائینگے ہاے ہمپر وہ مصیبت ہے کہ خدا دشمن کو بھی نصیب نکرے سنتے ہین کہ قیامت آئیگی مگر ہمارے واسطے آج ہی قیامت ہے

حضرت نواب اسد اللہ خان غالب مدظلہ العالی ؎ آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہونے تک کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک ٭ عاشقی صبر طلب اور تمنا بیتاب ٭ دل کا کیا رنگ کرون خون جگر ہونے تک ٭ ہمنے مانا کہ تغافل نہ کروگے لیکن ٭ خاک ہوجائینگے ہم تمکو خبر ہونے تک ٭ کیا کہون پاس غرت اور والدین کی اطاعت ہے ورنہ تھین اپنے پاس سے ایک دم جدا نہونے دیتی اگر تم نہین مانتے تو خود ہمراہ چلتی مگر اپنے دل پر جدائی کے صدمے نہونے دیتی آرام دل نے صنوبر سے اپنے پھر آنیکا وعدہ کرکے عہد و پیمان کیا بہت سمجھایا قرآن درمیان کیا صنوبر نے کہا اچھا اب تمھارا خدا حافظ اور نگہبان علی کی حمایت نبی کی امان دل آپ کے حوالے کیا اور آپ کو خدا کو سونپا یہ ہماری یاد دلاتا رہیگا اپنا قصہ سنکر غم و الم خاطر مبارک سے ٹھلاتا رہیگا مگر میر دل کی کچھ قدر کرتے رہنا تم ٭ یہ ہمارا بھی ناز پرور تھا ٭ یہ کہکر زار زار روتی ہوئی دلربا کے ساتھ چلی گئی اور موتی محل مین داخل ہوئی صنوبر کے جاتے ہی یاد دلدار نے شہزادے کو پھر پلنگ پر گرایا جسقدر ہنسی تھی اوس سے دوچند رولایا نسیم سحر جو چلی یہ رات کا جاگا ہوا انگڑائیان لینے لگا فلک تفرقہ پرداز نے اپنا کام کیا یہان آرام دل نے خیال جانان مین آرام کیا

لیجانا اون پریون کا آرام دل کو پھر اوسی بیابان مین اور روانہ

شاہد مست ناز کے یہ شراب آپ کے حق مین سم ہے مگر للہ آپ کو اوسی صنم کی قسم ہے اسے
اولش کر دیجیے اوسکی یاد مین ہمارے سامنے ایک دو گھونٹ پی لیجیے غرض آرام دل نے
شہزادی کے اصرار سے یا دولدار مین وہ جام پیا پھر انکار نکیا سبحان اللہ کیا شان کبریائی ہے
کہ آرام دل یون مزے اوڑائین اور وہ نوشاہ سیاہ فام یون ہی ناکام رہجائین صنوبر کو ادھر
میلان ہو مسافر خانہ بدوش باختہ ہوش وطن آوارہ کی دلداری کا سامان ہو سچ ہے اس مین
کسیکا کیا قصور ہے آدمی بیچارہ مجبور ہے عشق بد بلا ہے اس باغ کی اوری ہوا ہے حسن خوب
شکل محبوب کے سب خواہشمند ہین حسین جہان پسند ہین ناسخ حق جمیل اور دوست رکھتا ہی جہان
خوبرویون سے محبت خوب ہی ٭ خوب صورت کو اپنے ہمسر کی تلاش ہے یہی بات ہر دم جانگزا ہے
پری کو آدم زاد سے نفرت ہے آئینے کو غبار سے کدورت کی صورت ہے شاخ گل پر بیجا نے
بلبل قمری کے بیٹھنا بار ہے سرو پر بلبل کا چہچہے کرنا ناگوار ہے القصہ صنوبر نے شہزادے سے
نام ونشان اور وجہ سفر کو باصرار تمام پوچھا اوسی وقت آرام دل نے احوال اپنا صنوبر سے بالتفصیل
بیان کیا اور کہا فرد گردش تقدیر و بخت نارسا لایا یہان ٭ اے صنم اب یاد رکھو ہم کہان اور
تم کہان ٭ صنوبر جو اس کیفیت سے باخبر ہوئی بادۂ غفلت کا نشہ ہرن ہوا مضطر ہوئی گھبرا کر
دلربا سے کہنے لگی کیون ہمنے جو پہلے کہا تھا وہی ہوا یا تمھارا کہنا صحیح ہوا پھر ایک آہ سرد بصد حسرت
و یاس سینۂ سوزان سے کھینچ اور رو کر کہنے لگی درد سینۂ و دل حسرتون سے چھا گیا ٭ بس ہجوم
یاس دم گھبرا گیا ٭ ای شہزادہ افسوس تجھ سا شیرین لب شکر گفتار ہمسے ہمکنار نہو دل ہجوم غم والم
سے کیونکر بے قرار نہو اب آپ ادھر تشریف لیجائینگے لوگ ہمین اوس موذی کے پھندے مین
پھنسائینگے ہم مرغ نوگرفتار کے مانند قفس تنہائی مین پھڑک پھڑک کر مر جائینگے خبر گنج خانہ ہے
وہی پھر وہ اندھیری شب ہے ٭ پھر وہی ہم وہی تنہائی وہی یارب ہے ٭ دلربا نے کہا بیگم ایسا نہ گھبرا
اتنا غم نہ کھاؤ دیکھو تو حضرت شہزادۂ عالم کیونکر جاتے ہین اور وہ سیاہ فام کیا رنگ لاتے
ہین صنوبر نے کہا اے دلربا بقول جرات نہ سامان انکے رہنے کا نہ کچھ اسباب طالع سے ٭ دل بیتاب
کو کس منہ سے کہیے ٹک تحمل کر ٭ صنوبر کی آہ وزاری اور اوسکی بیکسی اور بے قراری سے آرام دل
کا آرام دل گیا کمال صدمہ ہوا اپنا سا بیقرار پایا اپنے اوپر قیاس کیا بیچین ہو گیا آنکھون مین آنسو
بھر لایا اور صنوبر سے فرمایا کہ مین تمھارا ہر طرح سے فرمانبردار ہون خوشی تمھاری مجھے بدل منظور ہے مگر
کیا کرون اس دل سے ناچار ہون تم ہی ذرا خیال کرو المرء یقیس علے نفسہ اپنا سا دل اور کا بھی دل

سمجھو تھوڑے دنون اپنی خدمت سے معاف کرو آئینہ خاطر مین کدورت نہ لاؤ میری طرف سے دل صاف کرو چند مدت اور غم کھاؤ مجھپر کرم کرو اگر میرے قول کا اعتبار نہین ہے تو مجھسے حلف اوٹھواؤ جیسی چاہو قسم لو **فرد** میرے کہنے کا نہ باور ہو نوشتہ لے لو ٭ ضامن انسان کے عوض چاہو فرشتہ لے لو ٭ صنوبر نے رو کر کہا اے شہزادے تجھسے یہ امید نہ تھی کہ آتش محبت سینہ مین بھڑکا کر حرف مہجوری زبان پر لائے گا شعلۂ رخسار دکھا کر آتش ہجران مین جلائیگا **افسوس میر تقی مرحوم** مہر کی تجھسے توقع تھی ستمگر نکلا ٭ موم سمجھے تھے ترے دل کو سو پتھر نکلا ٭ یہ سب راز و نیاز سوز و گداز کی باتین ہو رہی تھین کہ مشاطۂ صبح نے پیشانی عروس شب پر سہرۂ تار شعاعی باندھا اور نوشاہ ماہتاب نے مقنع حجاب کا رخ انور پر ڈالا اور بانے کہا حضور دیکھیے سحر ہوگئی مگر آپ کو یون ہی روتے ہوے بسر ہوگئی چلیے اس وقت یہان بیٹھنا مناسب نہین محل مین آپ کی تلاش ہوگی یہ سنکر صنوبر **آرام دل** سے رخصت ہونے لگی اور کہنے لگی اے شہزادے بہر خدا مجھکو اپنے جی سے نہ بھولانا میری بیکسی پر نظر کرنا پھر آنا نہین تو یاد رہے کہ ہم اپنے جی سے گذر جائینگے آپ کو خبر ہوگی تو آپ بھی افسوس کرینگے پچھتائینگے ہاے ہمپر وہ مصیبت ہے کہ خدا دشمن کو بھی نصیب نکرے سنتے ہین کہ قیامت آئیگی مگر ہمارے واسطے آج ہی قیامت ہے **حضرت نواب اسد اللہ خان غالب مدظلہ العالی** ؎ آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہونے تک ٭ کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک ٭ عاشقی صبر طلب اور تمنا بیتاب ٭ دل کا کیا رنگ کرون خون جگر ہونے تک ٭ ہمنے مانا کہ تغافل نہ کروگے لیکن ٭ خاک ہوجائینگے ہم تمکو خبر ہونے تک ٭ کیا کہون پاس غرت اور والدین کی اطاعت ہے ورنہ تمھین اپنے پاس سے ایک دم جدا نہونے دیتی اگر تم نہین مانتے تو خود ہمراہ چلتی مگر اپنے دل پر جدائی کے صدمے نہوتے دیتی **آرام دل** نے صنوبر سے اپنے پھر آنیکا وعدہ کرکے عہد و پیمان کیا بہت سمجھایا قرآن درمیان کیا صنوبر نے کہا اچھا اب تمھارا خدا حافظ اور نگہبان علی کی حمایت نبی کی امان دل آپ کے حوالے کیا اور آپ کو خدا کو سونپا یہ ہماری یاد دلاتا رہیگا اپنا قصہ سنکر غم و الم خاطر مبارک سے ٹھلاتا رہیگا مگر میر دل کی کچھ قدر کرتے رہنا تم ٭ یہ ہمارا بھی ناز پرور تھا ٭ یہ کہکر زار زار روتی ہوئی دلربا کے ساتھ چلی گئی اور موتی محل مین داخل ہوئی صنوبر کے جاتے ہی یاد دلدار نے شہزادے کو پھر پلنگ پر گرایا جسقدر ہنسی تھی اوس سے دوچند رولایا نسیم سحر جو چلی یہ رات کا جاگا ہوا انگڑائیان لینے لگا فلک تفرقہ پرداز نے اپنا کام کیا یہان کہنے آرام دل نے خیال جانان مین آرام کیا

لیجانا اون پریون کا آرام دل کو پھر اوسی بیابان مین اور روانہ

شاہد مست ناز کے یہ شراب آپ کے حق میں سم ہے مگر لیجئے آپ کو اوسی صنم کی قسم ہے اسے
اوٹھا کر دیجیے اوسکی یاد میں ہمارے سامنے ایک دو گھونٹ پی لیجیے غرض آرام دل نے
شہزادی کے اصرار سے یاد دلدار میں وہ جام پیا پھر انکار نکیا سبحان اللہ کیا شان کبریائی ہے
کہ آرام دل یون مزے اوڑائین اور وہ نوشاہ سیاہ فام یون ہی ناکام رہجائین صنوبر کو ادھر
میلان ہو مسافر خانہ بدوش باختہ ہوش وطن آوارہ کی دلداری کا سامان ہو سچ ہے اس مین
کسیکا کیا قصور ہے آدمی بیچارہ مجبور ہے عشق بد بلا ہے اس باغ کی اوری ہوا ہے حسن خوب
شکل محبوب کے سب خواہشمند ہین حسین جہان پسند ہین ناسخ حق جمیل اور دوست رکھتا ہی جمال
خوبرویون سے محبت خوب ہی ٭ خوب صورت کو اپنے ہمسر کی تلاش ہے یہی بات ہر دم جانکراش
ہے پری کو آدم زاد سے نفرت ہے آئینے کو غبار سے کدورت کی صورت ہے شاخ گل پر بجائے
بلبل قمری کے بیٹھنا بار ہے سرو پر بلبل کا چہچہے کرنا ناگوار ہے القصہ صنوبر نے شہزادے سے
نام ونشان اور وجہ سفر کو باصرار تمام پوچھا اوسی وقت آرام دل نے احوال اپنا صنوبر سے بالتفصیل
بیان کیا اور کہا فرد گردش تقدیر و بخت نارسا لایا یہان ٭ اے صنم اب یاد رکھو ہم کہان اور
تم کہان ٭ صنوبر جو اس کیفیت سے باخبر ہوئی بادۂ غفلت کا نشہ ہرن ہوا مضطر ہوئی گھبرا کر
دلربا سے کہنے لگی کیون ہمنے جو پہلے کہا تھا وہی ہوا یا تمھارا کہنا صحیح ہوا پھر ایک آہ سرد بصد حسرت
ویاس سینۂ سوزان سے کھینچ اور رو کر کہنے لگی درد سینۂ و دل حسرتون سے چھا گیا ٭ بس ہجوم
یاس دم گھبرا گیا ٭ ای شہزادہ افسوس تجھ سا شیرین لب شکر گفتار ہمسے ہمکنار نہو دل ہجوم غم والم
سے کیونکر بے قرار نہو اب آپ اودھر تشریف لیجائینگے لوگ ہمین اوس موذی کے پھندے مین
پھنسائینگے ہم مرغ نوگرفتا کے مانند قفس تنہائی مین پھڑک پھڑک کر مرجائینگے خبر گنج خانہ ہے
وہی پھر وہ اندھیری شب ہے ٭ پھر وہی ہم وہی تنہائی وہی یارب ہے ٭ دلربا نے کہا بیگم ایسا نہ گھبراؤ
اتنا غم نہ کھاؤ دیکھو تو حضرت شہزادۂ عالم کیونکر جاتے ہین اور وہ سیاہ فام کیا رنگ لاتے
ہین صنوبر نے کہا اے دلربا بقول جرات نہ سامان انکے رہنے کا نہ کچھ ہیبت طالع اسے ٭ دل بیتاب
کو کس منہ سے کہیے ٹک تحمل کر ٭ صنوبر کی آہ وزاری اور اوسکی بیکسی اور بے قراری سے آرام دل
کا آرام دل گیا کمال صدمہ ہوا اپنا سا بیقرار پایا اپنے اوپر قیاس کیا بیچین ہو گیا آنکھون مین آنسو
بھر لایا اور صنوبر سے فرمایا کہ مین تمھارا ہر طرح سے فرمانبردار ہون خوشی تمھاری مجھے بدل منظور ہے مگر
کیا کرون اس دل سے ناچار ہون تم ہی ذرا خیال کرو المرء یقیس علے نفسہ اپنا سا دل اور کا بھی دل

اپنے جی کے ارمان کررہی ہے ہان ہان صاحب ہم اسی لائق ہین آپ کی جانی حسن وخوبی مین
فائق ہین اور ہمنے تو فرط محبت سے تقاضاے الفت سے آپکی ملاقات کی جگر کی بیقراری جی کی بیتابی
سے آپ سے بات کی اگر مزاج پرسی مین دل عشق منزل رنجور ہوا تو معاف کیجے قصور ہوا **لغیری** ہون
آپکے کتنے ہی ستم اُف نکرینگے ✣ چپ بیٹھکے ہم کھائینگے غم اف نکرینگے ✣ سر تک بھی اگر کاٹ کے
پھینکوگے ہمارا ✣ ہم آپ کے قدمون کی قسم اُف نکرینگے ✣ یہ کہکر رومال منہ پر رکھکر زار زار رونے لگی
سوزن مژگان سے تار نظر مین موتی پرونے لگی آخر وہی عشق جو لیلی کو نجد مین لایا تھا وہی جذبۂ دل
جسنے یوسف کو زلیخا تک پہونچایا تھا وہی الفت جسنے **آرام دل** کو آوارۂ وطن کیا وہی محبت
جسنے صنوبر پری پیکر کو غرق دریاے رنج ومحن کیا اونھین سب نے یہان بھی تاثیر دل دکھائی
آرام دل نے طبیعت کے روکنے کی بہت تدبیر کی مگر کچھہ بن نہ آئی ضبط نہوا اوسکے رونے پر
بے اختیار دریاے سرشک آنکھونسے جاری ہوا بیخودی کا عالم طاری ہوا یہ شاہزادے نے فرمایا کہ صنا
اس قدر کیون روتی ہو کیون اپنی جان کھوتی ہو وصل مین رونا تمھارا ہی کام ہے یہ کیا شگون ہے
ہے اسکا بُرا انجام ہے مین تو تمھارے بس مین ہون مرغ تو گرفتار کیطرح قفس مین ہون غلام بناؤگا لیکن
دو ہم تمھارے تابع ہین جو چاہو سو کرو بقول **حسن** کبھی یون بھی ہے گردش روزگار ✣ کہ معشوق عاشق
کے ہو اختیار ✣ اور ہمارا تو حال روشن ہے کہ ہر وقت اشکون سے تر دامن ہے ہم تو کسی پری کے
دیوانے ہین کسی شمع رو کے پروانے ہین **نسیم دہلوی** ہم کہے دیتے ہین زحمت خوردہ ہے ✣
دل تو حاضر ہے ولے پژمردہ ہے ✣ دلربا نے دیکھا کہ صنوبر کے جذبۂ دل نے اثر کیا شہزادہ کچھہ
کچھہ راہ پر آیا جلدی سے جام وصراحی صنوبر کے پاس لائی اور شہزادی کے کان مین جھک کر
کہنے لگی کہ اب ذرا اپنے ہاتھہ سے شراب پلائیے یہی وقت ہے ساقی بنجائیے صنوبر نے ساغر ہاتھہ
مین لیکر **آرام دل** سے کہا کہ بھلا اب جو کچھہ ہوا سو ہوا ذرا اسمین سے دو ایک جرعہ ہاتھہ سے میرے
پیجیے مجکو ممنون منت کیجیے **آرام دل** نے کہا **لاادری** شراب کیسی نشہ کہان کا کسیکے مین انتظار
مین ہون ✣ مے محبت جو مینے پی ہے اوسیکے ابتک خمار مین ہون ✣ کیا تکلف ہے کہ بے آب وخورش
جیتے ہین ✣ لخت دل کھاتے ہین اور خون جگر پیتے ہین ✣ آنکھون مین ہر دم شراب محبت کا خما
ہے جام وصراحی بیکار ہے اپنا تو دل مے عشق سے سرشار ہے ایک قطرہ بھی بغیر اپنے یار کے
زہر مار ہے بقول **صبیح** اوٹھا کے پھینکدے ساقی تو میرے آگے سے ✣ بغیر یار کے جام شراب
کیا ہوگا ✣ صنوبر نے کہا یہ تو ہم خوب جانتے ہین کہ یہان آپ کا ناک مین دم ہے بغیر اوس دلنواز

کلیجہ شق ہی دل مین ہزارون زخم کاری ہین **ذوق** یہ تو یون مضطرب اور سینہ مین لاکھون روزن ✣ دل کا رہنا نظر آتا نہین اصلا ہمکو ✣ تبرید غم کا استعمال ہی ناخن غم کی خراش سے زخم دل کا عجب حال ہی **مومن مرحوم** اچھا ہوا نہ زخم دل اپنا کہ ہم اوسے ✣ ناخن سے چھیلتے رہے جون جون بھرا کیا ✣ اب بغیر اوس مسیحا کے کون ایسا ہے جو میرے درد کی دوا کرے اور اس مرض لاعلاج سے شفا دے **شعر** مرض عشق کی ملتی ہے دوا مشکل سے ✣ ایسے بیمار کو ہوتی ہے شفا مشکل سے ✣ ہر دم یار کا خیال مدنظر ہے اپنی کسے خبر ہے **خبر** دن کو رخ کی صفا کی باتین ہین ✣ شب کو زلف رسا کی باتین ہین ✣ حال مجنون و قصۂ فرہاد ✣ یہ مری ابتدا کی باتین ہین ✣ دلربا کہ پہلے بھی شہزادے کی باتین سن چکی تھی یہ گفتگو اپنی شہزادی کے روبرو سنکر آگ بگولا ہوگئی جل بھن کر کویلا ہو گئی کہنے لگی واہ واہ دولھا میان اوسکو مین اپنی شہزادی کی ایڑی چوٹی پہ سے قربان کردن وہ کون بلا ہے آپ کی تو جان مفت کی ہے کہ بے دیکھے ہر ایک پر فدا ہی حضور بس اس وقت ایسی باتین نہ کیجیے ایک تو میری شہزادی کا آپ ہی جی اچھا نہین ہی دوسرے آپ اور آگ لگاتے ہین دل جلاتے ہین ابھی جو اعلے حضرت آپکی باتین سنین تو کیا کہین **آرام دل** نے دلربا کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ کیا ہم تیرے بادشاہ سے ڈرتے ہین کسی سے کچھ التجا کرتے ہین تجھ سے کچھ کام ہے تیری ملکہ کا کوئی غلام ہے جو اس طرح آنکھین نکالتی ہے ہر گھڑی پانچے سنبھالتی ہے دلربا نے کہا حضور اگرچہ آپ شاہ ذوی الاحتشام ہین مگر قصور معاف میری شہزادی کے غلام ہین گھبرائیے نہین جھنجھلائیے نہین صبح کو یہ بھی کہلا دونگی بلکہ انکی جوتی بھی آپ کے سر سے چھوا دونگی **آرام دل** نے کہا ذرا زبان سنبھالو اتنا نہ بہکو ہم سے نوک کی نہ لو ہمنے سلطنت کو پاپوش پر مارا ہے تیری شہزادی کس گنتی مین ہین اور تو کیا ہی ارے نادان یہ سب تیرا خیال خام ہے گھڑی دو گھڑی اپنا اور قیام ہے دم سحر تو خواب مین بھی نظر نہ آئینگے ہم تو چراغ سحری ہین صبح ہوتے گل ہو جائینگے دل کا حال بجز خدا کسی پر ظاہر نہین کوئی ہماری حقیقت سے ماہر نہین **شعر** کھا کے سو رہیے کچھ یہ جی مین ہے ✣ خیریت ہے تو بس اسی مین ہے ✣

حضرت اسد اللہ خان غالب مدظلہ کوئی دن گر زندگانی اور ہے ✣ اپنے جی مین ہمنے ٹھانی اور ہے ✣ آتش دوزخ مین یہ گرمی کہان ✣ سوز غم ہاے نہانی اور ہے ✣ ہو چکین غالب بلائین سب تمام ✣ ایک مرگ ناگہانی اور ہے ✣ صنوبر یہ سب باتین سنکے سن ہوئی دل کو خفقان ہوا عجب طرح کی اودھیڑ بن ہوئی ایک آہ سرد کھینچی اور کہنے لگی کہ ہے ہے دلربا بس زیادہ تنگ نہ کیون ان باتون پر مر رہی ہے انکا دل تو آپ ہی اپنے قابو مین نہین ہے تو کس واسطے حسرت بھری

صنوبر نے کہا کہ صاحب ہم تمھارے پاس آتے ہین تم ہمسے بات بھی نہین کرتے ہو ہر دم سرد بھرتے ہو کس پر مرتے ہو یہ کیا آدمیت ہے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کے مزاج مین بڑی نخوت ہی ہے کہیے تو آپ کا مزاج کیسا ہے فرمایئے تو کس واسطے حال ایسا ہے **شعر** کسکی طرف سے آج عبث تجکو یاس ہے ۔ سچ کہہ ہمارے سر کی قسم کیون اودا س ہے **آرام دل** نے جواب دیا **صبیح** کیون آہ آہ ہم نکرین شب سے تا سحر ۔ کیا تجکو درد ہو ترا دل تیرے پاس ہے ۔ اے شہزادی بقول **ذوق** شوق نظارہ ہے جب سے اک رخ پر نور کا ۔ ہے مرا مرغ نظر پروانہ شمع طور کا ۔ وادی ظلمت مین اپنے دخل کب ہے نور کا ۔ محو اک شعلہ سا ہے وہ بھی چراغ دور کا ۔ جانتی ہے جسکو خلقت شعلۂ نار جہیم ۔ سودہ پینہ ہے مرے داغ دل محرور کا ۔ دل کا یہ احوال ہے فرقت مین اک مخمور کے ۔ جیسے مرجھایا ہوا دانہ کوئی انگور کا ۔ اے شہزادی **ذوق** مین وہ مجنون ہون جو نکلون کنج زندان چھوڑ کر ۔ سیب جنت تک نہ کھاؤن سنگ طفلان چھوڑ کر ۔ مین وہ ہون گمنام جب دفتر مین نام آیا مرا ۔ رہگیا بس منشی قدرت جگہ واں چھوڑ کر ۔ ہوگیا طفلی ہی سے دل مین ترا زد تیر عشق ۔ بھاگے ہین مکتب سے ہم اوراق میزان چھوڑ کر ۔ اضطراب دل نہ پوچھ اک مرغ نو مجبوس کو دیکھ لے پنجرے مین اے رشک گلستان چھوڑ کر ۔ اے جان جان ہم ایک غیرت گل کے بلبل ہین ایک پری کے دیوانے ہین اوسکے فراق مین حواس باختہ بالکل ہین نہ سر کا ہوش نہ پاؤن کی خبر ہے درد جدائی سے حال ابتر ہے تصویر دیکھتے ہی محو حیرت ہوے زلف پیچان کا خم دیکھکر گرفتار دام محبت ہوے اور حال مزاج ملال امتزاج یہ ہے کہ تپ فرقت کی شدت سے سینے مین درد ہر جگہ ہے طبیعت مکدر ہے بشاشت کوسون دور ہے ملالت کا دل پر اثر ہے لب پر آہ سرد ہے دل مین درد ہے چشم بیمار کے بیمار ہین فرط جنون سے گریبان صبر کے تار تار ہین **مصنف** حال دل اشک و آہ سے پوچھو ۔ مین غلط دو گواہ سے پوچھو ۔ لب گور ہین کلیجہ چھلنی ہے دل مین ہزارون ناسور ہین ۔ **ذوق** آپکی ہے سرگرداب فنا کشتی عمر ۔ ہر نفس باد مخالف کا ہی جھونکا ہمکو ۔ اندنون کچھ آپ ہی آپ خبط ہے دل کو جنون سے ربط ہے بظاہر تندرست ہین مگر دل مردہ ہے گرمجوشی کرتے ہین مگر ٹھنڈی سانس بھرتے ہین طبع افسردہ ہے غنچۂ خاطر باد سموم غم سے پژمردہ ہے اس حال ناتوان کا اللہ نگہبان ہے دم سینہ مین کوئی دم کا مہمان ہے بقول **صبیح** بجھی لگی ہوئی ہے ہر وقت دم شماری ۔ کیا حال پوچھتا ہے اے ہمنفس ہمارا ۔ یہ دل کمبخت رات دن کراہتا ہے وصل دلبر کا چاہتا ہے اسکے ہاتھون ہم اپنی جان سے عاری ہین تپ فرقت سے رنگ فق ہے

مومن خان مرحوم دہلوی ہون مین تو کسی ابروی خمدار کا بسمل ٭ اک لف مسلسل کا گرفتار
ہے یہ دل ٭ سن لے مری جان اسمین تو کچھ بھی نہین حاصل ٭ اپنی تو طبیعت ہے کسی اور پہ مائل
کچھ کام نہین پیچ وخم زلف دوتا سے ٭ کھیلا کرے بل سیکڑون یہ میری بلا سے ٭ رند باز ہے سر کہین
جدا ہووے ٭ اوسکا خنجر مرا گلا ہووے ٭ دم نہ نکلا شب فراق مین بھی ٭ سخت جانی ترا بھلا ہووے ٭
دلربا نے جو یہ باتین سنین متحیر ہوئی لیکن گھبرائی ہوئی تھی کچھ جواب ندیا صنوبر کو پلنگ پہ لٹا کر
خواصون کو گرد و پیش سے ہٹا کر ڈھولنے بدن سے حمائل قرآن نکال کر ہوا دینے لگی عطر لا کر
سونگھایا چہرہ گلبرگ پر کیوڑے کا چھیٹا دیا غرض سب کچھ کیا مگر کسی چیز کا اثر نہوا جب بوسے پیر مین
دلدار مشام جان تک پہونچی روح کو تازگی ہوئی فورا آنکھ کھول دی اپنے تئین دلدار کی جگہ
لیٹے ہوے اور محبوب کو نیچے بیٹھے ہوے دیکھ کر ناتوانی کے ساتھ دلبر کا ہاتھ پکڑ کر اوٹھی اور
پلنگ سے اوتر کے ایک طرف بیٹھ گئی



مقابل ہوتے ہی آرام دل گیا دونون طرف سے دل ملگیا **آرام دل** نے کہا ناسخ کیا بحر حسن
کی ہے کمر پیچ وتاب مین ٭ یہ پیچ وتاب کب ہے بھلا موج آب مین ٭ یہ سنکے صنوبر کو کچھ اپنے حسن و
جمال کا غرور ہوا تیوری پر بل ڈالکر شہزادے سے آنکھ ملائی اوس وقت **آرام دل** نے عالم خیال
مین اپنے یار سے مخاطب ہوکر کہا رند جلوہ حسن خداداد ذرا دکھلادے ٭ منکرون کو بھی صنم
شان خدا دکھلادے ٭ یہ کہکر خاموش ہوگیا دیر تک یہی صحبت رہی صم وبکم کی کیفیت رہی آخر

اور جس مقام پر کہ وہ دلارام مانند مرغ نیم بسمل تھا خرامان خرامان آئی جونہین نظر ملائی تیغ نگاہ سے گھائل ہوئی طبیعت اور بھی مائل ہوئی **غالب** دل سے تری نگاہ جگر تک اوتر گئی ٭ دونو کو اک ادا مین رضامند کر گئی ٭ دل نیاز منزل زلف پرخم کا طرہ بنا تار نظر سے کمان ابرو مین چلہ بندھا آنکھین نظارہ چشم جادو سے حیران ہوئین مردم دیدہ کی شوخی دیکھکر حجاب آیا پردہ عفت مین پنہان ہوئین سنان مژگان سے خوب نیزہ بازی ہوئی دلون کے پرزے اوڑے جلا دعشق کی اچھی فتنہ پردازی ہوئی شعلۂ رخسار سے کاشانہ صبر وتحمل جلگیا اشکون نے جو بجھانے کا ارادہ کیا پنجۂ مژگان آبلون سے پھل گیا لب شیرین کی تمنا مین زندگی تلخ ہوئی بیقراری نے آرامش گاہ جان مین تصرف کیا بے اختیار مضطرب ہوکر روئی جان لبون پر آئی غنچۂ دہن کے نظارے سے عندلیب روح قفس تن مین گھبرائی آہ سرد دل غم پرور دسے کھینچکر پریشان ہوئی اوس شکل یوسف تمثال کو دیکھکر مانند آئینہ حیران ہوئی بازو کو دیکھکر تمنائے وصال مین شانہ پھڑکا مگر مرغ دل کو کسی قبلہ رو کی تلاش مین بسمل جو پایا اور کچھہ گمان ہوا جی دھڑکا **مصنف** یہ جو سامان ہوے وہان یکبار ٭ تیر مژگان کے پل مین ہوگئے پار ٭ عشق نے آن کر سلام کیا ٭ آہ و نالہ نے اپنا کام کیا ٭ پاے رنگین سے دل ہوا پامال ٭ زلفین چہرے پہ ہوگئین جنجال ٭ سر کو ٹکرا یا دیکھہ پیشانی ٭ آئی پیش اوسکے تھی جو پیش آنی ٭ تھا وہان موتیون کا ہار پڑا ٭ عشق یان بھی گلے کا ہار ہوا ٭ چشمۂ چشم تھا جو وان جاری ٭ یان بھی تھی آستین تر ساری ٭ تھا جو مرغوب دل کو وان کوئی گل ٭ یان بھی دل اوسکا ہوگیا بلبل ٭ القصہ صنوبر **آرام دل** کو دیکھتے ہی آرام دل کھو بیٹھی اوسکی عاشق زار ہوئی فرط محبت سے نہایت بیقرار ہوئی بجواس ہوگئی آگے نہ بڑھ سکی یہ شعر پڑھتے ہی غش آگیا زمین پر گر پڑی **خواجہ وزیر** رکھیو سواد خط رخ رشک قمر سے دور ٭ رہتی ہے جیسے شام الٰہی سحر سے دور ٭ عشق فتنہ گر نے اپنا کام کیا معشوق کو بھی پابند آلام کیا گرتے ہی دلربا نے شہزادی کو آغوش مین لیا ہر چند ہوشیار کیا مگر صنوبر نے کچھہ جواب نہ دیا جب تو بہت گھبرائی شہزادی کو گود مین لیے ہوے شہزادے کے قریب آئی اور کہا حضور اوٹھیے میری صاحبزادی کو لیٹنے دیجیے خدا جانے آپ نے کیا جادو کیا ہے کہ میری ملکہ کا یہ حال ہوگیا ہے **صاحب مصنف** دم کسی کا جو کوئی بھرتا ہے ٭ یا کسی پر جو کوئی مرتا ہے ٭ وصل مین کیون جی اسکے ساتھہ بھلا ٭ کوئی ایسی بھی بات کرتا ہے **آرام دل** کہ اپنی مصیبت مین گرفتار تھا جان سے بیزار تھا یہ اشعار پڑھکر اوٹھا اور پلنگ سے اوتر کر مسند پر آبیٹھا **مصنف** بر سر

اور مطلب اس بیان سے یہ ہے کہ بیگم کسی کے کہنے سننے پر اعتماد نکرچاہیے جو مین کہتی ہون اوسے سچ جانو نہین تو ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے اب دیکھ لینا کہ وہ کیسا ہے صنوبر یہ سنکے چپ ہورہی مگر تمنائے وصال ایسے صاحب جمال کی بدرجۂ کمال ہوئی طبیعت کو خواستگاری مشاہدہ صورت کی فی الحال ہوئی دل سے مشورہ کرنے لگی کہ کسی طرح شہزادے کو دیکھا چاہیے اگر فی الحقیقت خوب صورت ہی تو شکر خدا ادا کرنا چاہیے کہ اوسکی عنایت ہی مگر پھر یہ خیال کیا کہ نکاح ہوئے کچھ دیر نہین ہوئی ہے لوگ ایک دم نہین چھوڑتے انکی طبیعت میرے دیکھنے سے سیر نہین ہوئی ہے جاؤن تو کیونکر جاؤن اور پھر جی بھی نہین مانتا اس دل کو کس طرح سمجھاؤن **فرد** دوگونہ رنج و عذاب ست جان مجنون را ۔ بلائے صحبت لیلی و فرقت لیلا ۔ اور یہ بھی سہی کہ مین وہان گئی مگر کسی نے جو مجھے وہان بیٹھے دیکھا تو وہ اپنے جی مین کیا کہے گا اسکا جو چرچا ہمیشہ رہیگا اوسوقت کیسا ملال ہوگا مارے غیرت کے کیا حال ہوگا یہ سب خام پلاؤ پکا رہی تھی دل سے سو سو تدبیرین بنا رہی تھی کہ حضرت عشق نے ہاتھ پکڑکر اوٹھایا شرم و حیا کا پردہ رخ سے اوٹھایا خضر وار اوس تشنہ کام کو آب حیوان پلانے لیچلا زلیخا کو یوسف کی چاہ زنخدان مین گرانے لے چلا یعنے صنوبر نے ایک سہیلی دلربا نام سے کہا کہ اے دلربا بہر خدا شہزادہ کو کسی صورت مجھے دکھادے میرے جی کا وسواس مٹا دے مبادا اندرونی کوفت مین میری جان جاے مرض خفقان طبع نازک پر غالب آئے دلربا نے کہا حضور مین تمپر تصدق ہون اگر کوئی خدمت عسیر ہو تو اوسکی بجاآوری مین تاخیر ہو یہ کونسی بڑی بات ہے ابھی چلیے اور دیکھ آئیے بلکہ اگر کچھ ہیجر کی گرمی طبع نازک پر ہو تو اوسکو شربت وصل پیکر بجھائیے اور جو کسی کے دیکھ لینے کا پاس ہے یہی جی کو وسواس ہے تو اس مین کیا کسی کا اجارا ہے یہ کچھ چوری ہے یا چھنالا ہے کچھ وہم و خیال دل مین نہ لائیے بلا تکلف چلیے خوب سیر اوڑائیے صنوبر یہ سنکے آرام دل کی عاشق زار غائبانہ ہوئی دلربا ساتھ لیکر روانہ ہوئی قدم آگے بڑھاتے ہی عشق نے دامن اوٹھا لیا اور مثل ہما اس ملکہ کشور حسن کے سر پر سایہ کیا تقیبون کی طرح آواز لگانے لگا خضر بنکے راہ بتانے لگا صنوبر جو منظر شرم کے مارے گھونگھٹ نکالے پانینچے اوٹھائے سر جھکائے ہوے ایک طرف دلربا بیچ مین آپ خانہ برباد دوسری سمت عشق بدبلا اس فن کا اوستاد چلی یہ سامان دیکھکر زہرہ فلک سے پکاری **شعر** خدا جانے کرنگا چاک کس کس کے گریبان کو ۔ ادا سے اوسکا چلنے مین اوٹھا لینا یہ دامان کا ۔ غرض با ہزاران کرشمہ و ناز و غمزہ و انداز رنگ محل مین داخل ہوئی خاطر مضطر کو تسکین ہوئی دل کی مراد حاصل ہوئی

حضور سے تعجب ہے کہ اون بدخواہون کے کہنے کو سچ جانا بے دیکھے یقین آگیا یہ تو وہی مقدمہ مطابق ہے حکایت کہ کسی بستی مین ایک میانجی تھے علم فارسی اور کچھ عربی جانتے تھے مختصر مطول چبانتے تھے درس وتدریس اونکا کام تھا لڑکے پڑھانے کا شغل صبح وشام تھا تقدیر جو لڑکی ایک امیر نے اونکو فقیر جانکر اپنے فرزند کی تعلیم کے واسطے نوکر رکھا اور نیک سمجھکر ایک بھلے آدمی کی لڑکی سے بیاہ بھی کر دیا میانجی نے جو نوکری بیش قرار اور گھاتے مین جورو نیک کردار پائی کمال خوش ہوے غم ہاے دین ودنیا فراموش ہوے جب مدعاے دل خاطر خواہ حصول ہوا پھر تو حضرت کا یہ معمول ہوا تمام دن تو لڑکے پڑھانا اور رات کو اپنی بی بی کے ساتھ عیش مین بسر کرنا مقرر رکھا ایک روز مکتب مین بیٹھے ہوے بہار دانش کا سبق پڑھا رہے تھے برہمن سادہ لوح کی حکایت سمجھا رہے تھے کہ ناگاہ کسی حریف ظریف نے آکر کہا کہ میانجی صاحب آپ کس خواب خرگوش مین ہین عالم محو ہے یا کچھ ہوش مین ہین آج دن دہاڑے آپ کے مکان کا قفل ٹوٹتا ہے متاع ننگ وناموس آپ کا ایک بدمعاش لوٹتا ہے خبر لینی ضرور ہے آیندہ اختیار ہے بندہ مجبور ہے یہ سنتے ہی میانجی مارے غیرت کے بید کیطرح کانپنے لگے شرمندگی سے پسینے پسینے ہو گئے ہانپنے لگے بہار گلستان دانش چھوڑ خوشی بھول گئے حواس باختہ ہوے سبق بھول گئے اور تو کچھ بن نہ آیا گھبراکر فرمایا کہ بھائی ذرا شرح وقایہ لانا فلانے ورق فلانے صفحہ کی وہ سطر پڑھکر سنانا تفسیر بھی دیکھنی چاہیے ایسے بدکار کو تعزیر دینی چاہیے لوگون نے دیکھا کہ میانجی سخت بے وقوف محض گدھے ہین فقط کتابون کے بوجھ مین لدے ہین کچھ اپنے بیگانیکا خیال نہین کرتے تجوبی استفسار حال نہین کرتے جو منہ مین آتا ہے بکتے ہین ہر ہر بات مین بہکتے ہین آخر ایک بے باک نے کہا کہ میانجی صاحب آپ کو یہ جملہ فعلیہ کیونکر ثابت ہوا کہ خبر پر آپ ایسا کلام انشا کرتے ہین آپ نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے جو تعزیر دینے کا ارادہ ہے یہ تصور آپ کا محض باطل ہے تصدیق اسکی بہت مشکل ہے یہ جو آپ نے سوچا ہے اوس شکل کا نتیجہ بُرا ہے پہلے جاکر دیکھ لیجیے پھر جو چاہیے وہ کیجیے اور بے دیکھے کسی پر گمان بد کرنا جلدی سے حکم حد کرنا نہ حدیث مین آیا ہے نہ قرآن مجید مین خدا نے فرمایا ہے یہ سنکے میانجی چونکے اور بسرعت تمام اپنے مکان پر پہونچے دروازہ کھول ذرا اندر چلے گئے دیکھا کہ بی بی نیکبخت اپنے میان کے انتظار مین کھانا لیے بیٹھی ہے میان کی شکل دیکھتے ہی سیلابی وآفتابہ لیکر دوڑی آئی ہاتھ منہ دھولاکر کھانا روبرو لائی میانجی دیکھتے ہی تعجب مین آئے اور اپنی بیوقوفی پر بہت شرمائے غرض اس داستان

ذی مونس نہ ہمدم ہے ٭ سنا دین کسکو ہم درد و غم و رنج و محن اپنا ٭ فرد قیس اور فرہاد بھی تو
ہاے تھے بیمار عشق ٭ پر الٰہی مجکو یہ کیسا دیا آزار عشق ٭ غرض کیسی نیند کہان کا سونا یونہین ہر دم
رونا آنسوؤن سے منہ دھونا

بیقرار ہو کر آنا صنوبر پری پیکر کا دلبر کے اشتیاق مین اور عاشق ہونا آرام دل پر پھر شب و روز جلنا اور شمع سان گھلنا آتش فراق مین

خدارا ذرا ساقیا اوٹھ شتاب	مرے سامنے لا شراب و کباب	کہ اک جام پی اور قلم کو اوٹھا	کسی خستہ دل کا لکھون ماجرا

اب انکو تو یہان بے قرار رہنے دیجیے اور کچھہ حال اوس عروس شہزادۂ سیاہ فام یعنے صنوبر نا کام کا
سنیے کہ قبل از شادی صنوبر شہزادی یہ خبر پا چکی تھی کوئی دلسوز یہ قصہ سنا کر اوسکا دل جلا چکی تھی کہ جس
شخص کے ساتھہ میرا بیاہ ہونے والا ہے وہ پنج عیب شرعی اور ایسا کالا ہے کہ اگر دیو سفید بھی اوسکی
صورت پر کدورت دیکھے تو مارے خوف کے کالا ہو جاے مقابل ہونے کی تاب نہ لاے مگر شرم و
حیا دامنگیر تھی اسلیے راضی برضاے تقدیر تھی جب اوس صورت منحوس کا خیال وصال کرتی تھی
روتے روتے اپنا بُرا حال کرتی تھی مگر لوگون کے سامنے کبھی اسبات کو زبان پر نہ لاتی تھی اس گفتگو
کے باب مین اپنے منہ پر گویا مہر خاموشی لگاتی تھی اکثر انیسین جلیسین اوسے خاموش دیکھکر کہتی
تھین کہ اے شہزادی سبب خموشی اور افسردہ دلی کیا ہے چپ رہنے کا منشا کیا ہے آج خدا
نے یہ دن دکھایا ہے گل امید کی شگفتگی کا روز آیا ہے ہنسو بولو کچھہ بات کرو تو اوسنے کہتی کہ ارے
لوگو مین کیا خاک ہنسون کیا بات کرون خدا کی شان کو دیکھتی ہون کہ تقدیر کہان لڑی ہے کس
مصیبت مین جان پڑی ہے کیسی بلا کا سامنا ہوگا بلا اور بھوت سے پالا پڑے گا دیکھیے کیا ہوتا ہے
اب تو ہماری جان اس عذاب مین پھنستی ہے ظل سبحانی کی عقلمندی پر خلقت خدا کی ہنستی ہے
ارے کیا سبکی سمجھہ پر پتھر پڑ گئے ایسے آنکھون کے اندھے ہو گئے کہ جان بوجھہ کر ایک پلید سے
بیاہ کرتے ہین مجھے دین و دنیا سے تباہ کرتے ہین یہ سنکر وہ سمجھاتی رہین زخم دل پر مرہم دلاسا
لگاتی رہین القصہ جب عقد سے فرصت تخلیہ کی صحبت ہوئی انھین سہیلیون مین سے ایک
نے کہا کہ بیگم دولھا اس وقت رنگ محل مین آرام کرنے گیا ہے ہمنے بچشم خود دیکھا ہے سبحان اللہ
وہ تو نہایت خوب صورت نوجوان رشک حور و غلمان ہے کون آنکھون کے اندھے تھے
جسنے اوس پری پیکر کو بدصورت بنایا تھا کسکی شامت آئی تھی جسنے یہ غلغلہ اوٹھایا تھا اور

حضور سے متعجب ہے کہ اون بدخواہون کے کہنے کو سچ جانا بے دیکھے یقین آگیا یہ تو وہی مقدمہ مطابق ہے حکایت کہ کسی بستی مین ایک میانجی تھے علم فارسی اور کچھ عربی جانتے تھے مختصر مطول چبانتے تھے درس وتدریس اونکا کام تھا لڑکے پڑھانے کا شغل صبح وشام تھا تقدیر جو لڑکی ایک امیر نے اونکو فقیر جانکر اپنے فرزند کی تعلیم کے واسطے نوکر رکھا اور نیک سمجھکا ایک بھلے آدمی کی لڑکی سے بیاہ بھی کر دیا میانجی نے جو نوکری بیش قرار اور گھاتے مین جورو نیک کردار پائی کمال خوش ہوے غم ہاے دین ودنیا فراموش ہوے جب مدعاے دل خاطر خواہ حصول ہوا پھر تو حضرت کا یہ معمول ہوا تمام دن تو لڑکے پڑھانا اور رات کو اپنی بی بی کے ساتھ عیش مین بسر کرنا مقرر رکھا ایک روز مکتب مین بیٹھے ہوے بہار دانش کا سبق پڑھا رہے تھے برہمن سادہ لوح کی حکایت سمجھا رہے تھے کہ ناگاہ کسی حریف ظریف نے آکر کہا کہ میانجی صاحب آپ کس خواب خرگوش مین ہین عالم محو ہے یا کچھ ہوش مین ہین آج دن دہاڑے آپ کے مکان کا قفل ٹوٹتا ہے متاع ننگ وناموس آپ کا ایک بدمعاش لوٹتا ہے خبر لینی ضرور ہے آیندہ اختیار ہے بندہ مجبور ہے یہ سنتے ہی میانجی مارے غیرت کے بید کیطرح کانپنے لگے شرمندگی سے پسینے پسینے ہو گئے ہانپنے لگے بہار گلستان دانش چھوڑ خوشی بھول گئے حواس باختہ ہوے سبق بھول گئے اور تو کچھ بن نہ آیا گھبراکر فرمایا کہ بھائی ذرا شرح وقایہ لانا فلانے ورق فلانے صفحہ کی وہ سطر پڑھکر سنانا تفسیر بھی دیکھنی چاہیے ایسے بدکار کو تعزیر دینی چاہیے لوگون نے دیکھا کہ میانجی سخت بے وقوف محض گدہے ہین فقط کتابون کے بوجھ مین لدے ہین کچھ اپنے بیگانیکا خیال نہین کرتے تجوبی استفسار حال نہین کرتے جو منہ مین آتا ہے بکتے ہین ہر ہر بات مین بہکتے ہین آخر ایک بے باک نے کہا کہ میانجی صاحب آپ کو یہ جملہ فعلیہ کیونکر ثابت ہوا کہ خبر پر آپ ایسا کلام انشا کرتے ہین آپ نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے جو تعزیر دینے کا ارادہ ہے یہ تصور آپ کا محض باطل ہے تصدیق اسکی بہت مشکل ہے یہ جو آپ نے سوچا ہے اوس شکل کا نتیجہ بُرا ہی پہلے جاکر دیکھہ لیجیے پھر جو چاہیے وہ کیجیے اور بے دیکھے کسی پر گمان بد کرنا جلدی سے حکم حد کرنا نہ حدیث مین آیا ہے نہ قرآن مجید مین خدا نے فرمایا ہے یہ سنکے میانجی چونکے اور بسرعت تمام اپنے مکان پر پہونچے دروازہ کھول دَرانا اندر چلے گئے دیکھا کہ بی بی نیکبخت اپنے میان کے انتظار مین کھانا لیے بیٹھی ہے میان کی شکل دیکھتے ہی سیلابی وآفتابہ لیکر دوڑی آئی ہاتھ منہ دھولاکر کھانا روبرو لائی میانجی دیکھتے ہی تعجب مین آئے اور اپنی بیوقوفی پر بہت شرمائے غرض اس داستان

نی مونس نہ ہمدم ہے ✣ سنا دین کسکو ہم درد و غم و رنج و محن اپنا ✣ فرہ قیس اور فرہاد بھی تو
ہاے تھے بیمار عشق ✣ پر الٰہی محبوبہ کیسا دیا آزار عشق ✣ غرض کیسی نیند کہان کا سونا یونہین ہر دم
رونا آنسوؤن سے منہ دھونا

بیقرار ہوکر آنا صنوبر پری پیکر کا دلبر کے اشتیاق مین اور عاشق ہونا آرام دل پر پھر شب و روز جلنا اور شمع سان گھلنا آتش فراق مین

خدارا ذرا ساقیا اوٹھہ شتاب	مرے سامنے لا شراب و کباب	کہ اک جام پی اور قلم کو اوٹھا	کسی خستہ دل کا لکھون ماجرا

اب انکو تو یہان بے قرار رہنے دیجیے اور کچھہ حال اوس عروس شہزادہ سیاہ فام یعنے صنوبر نا کام کا
سنیے کہ قبل از شادی صنوبر شہزادی یہ خبر پا چکی تھی کوئی دلسوز یہ قصہ سنا کر اوسکا دل جلا چکی تھی کہ جس
شخص کے ساتھہ میرا بیاہ ہونے والا ہے وہ پنج عیب شرعی اور ایسا کالا ہے کہ اگر دیو سفید بھی اوسکی
صورت پر کدورت دیکھے تو مارے خوف کے کالا ہو جاے مقابل ہونے کی تاب نہ لاے مگر شرم و
حیا دامنگیر تھی اسلیے راضی برضاے تقدیر تھی جب اوس صورت منحوس کا خیال وصال کرتی تھی
روتے روتے اپنا بُرا حال کرتی تھی مگر لوگون کے سامنے کبھی اسبات کو زبان پر نہ لاتی تھی اس گفتگو
کے باب مین اپنے منہ پر گویا مہر خاموشی لگاتی تھی اکثر انیسین جلیسین اوسے خاموش دیکھکر کہتی
تھین کہ اے شہزادی سبب خموشی اور افسردہ دلی کیا ہے چپ رہنے کا منشا کیا ہے آج خدا
نے یہ دن دکھایا ہے گل امید کی شگفتگی کا روز آیا ہے ہنسو بولو کچھہ بات کرو تو اوسنے کہتی کہ ارے
لوگو مین کیا خاک ہنسون کیا بات کرون خدا کی شان کو دیکھتی ہون کہ تقدیر کہان لڑی ہے کس
مصیبت مین جان پڑی ہے کیسی بلا کا سامنا ہوگا بلا امر بھوت سے پالا پڑے گا دیکھیے کیا ہوتا ہے
اب تو ہماری جان اس عذاب مین پھنستی ہے ظل سبحانی کی عقلمندی پر خلقت خدا کی ہنستی ہے
ارے کیا سبکی سمجھہ پر پتھر پڑ گئے ایسے آنکھون کے اندھے ہو گئے کہ جان بوجھہ کر ایک پلید سے
بیاہ کرتے ہین مجھے دین و دنیا سے تباہ کرتے ہین یہ سنکر وہ سمجھاتی رہین زخم دل پر مرہم دلاسا
لگاتی رہین القصہ جب عقد سے فرصت تخلیہ کی صحبت ہوئی اوخفین سہیلیون مین سے آکر ایک
نے کہا کہ بیگم دولھا اس وقت رنگ محل مین آرام کرنے گیا ہے ہمنے بچشم خود دیکھا ہے سبحان اللہ
وہ تو نہایت خوب صورت نوجوان رشک حور و غلمان ہے کون آنکھون کے اندھے تھے
جسنے اوس پری پیکر کو بدصورت بنایا تھا کسکی شامت آئی تھی جسنے یہ غلغلہ اوٹھایا تھا اور

فلک کجرفتار کی کجی پر غصہ آیا ہر ہر عضو کا نپا بدن تھرّایا کچھ بس نہ چلانا چار گریبان مین سر جھکایا
جس وقت خواصون نے قصد آرایش کا کیا اوس دم جو حال آرام دل کے دل کا تھا قلم
اوسے ہرگز نہین لکھ سکتا زلف سلجھانے سے برہم ہوا سرمہ لگانے سے چشم پرنم ہوا آئینہ جو دکھایا
سکتہ کا عالم نظر آیا موتیون کا سہرہ جو باندھا دریاے اشک جوش زن ہوا روتے روتے
اشکون کی جھڑی بندھ گئی گوہر شاہوار اشک سے موتیون کی لڑی بندھ گئی پھولون کی
بدھی جو پہنائی درد شانہ ہوا خار غم کے خدنگ کا نشانہ ہوا غرض ہزار دشواری اس گل اندام کو
بنا بناکر محفل مین لاکر بٹھایا اس عرصے مین وہ شاہ فلک جناب یعنی دولھن کا باپ بھی شہزادے
کو دیکھنے آیا یہ خبر سنتے ہی دولھا کا باپ استقبال کو دوڑا بکمال اعزاز واکرام لایا ہاتھ پکڑکر جواہر نگار
کرسی پر بٹھایا بادشاہ نے آرام دل کو دیکھا نہایت جان سے نثار ہوا فرط سرور سے بے قرار ہوا
دل کا وسواس جاتا رہا دولھا کا باپ ادھر اودھر کی باتین کرکے حرف مطلب زبان پر لایا بادشاہ
نے بکمال خوشی قبول فرمایا اور رخصت ہوکر قلعہ مین داخل ہوا یہان اوسی روز کچھ رات رہے برات
طیار ہوکر بڑے دھوم سے روانہ ہوئی جب دولھن کے دروازے پر پہونچی کارپردازان شاہ نے
آگے بڑھکے استقبال کیا تعظیم وتواضع مین مبالغہ بدرجۂ کمال کیا پھر قاضی صاحب تشریف
لائے نکاح پڑھایا کئی ملک کے خراج پر عقد بندھا دولھا کے باپ نے ہوشیاری کی بڑی عیاری
کی کہ کابین نامہ مین اپنے اصل لڑکے کا نام لکھا ہر طرح کا مطلب ضروری بہ ترتیب وانتظام لکھا
جب نکاح ہوچکا ناچ گانا شروع ہوا ہر شخص اسکی طرف رجوع ہوا آرام دل نے وہان سے اٹھ
ایک معتمد سے کان مین کہا کہ مین بیچین ہون چاہتا ہون دو گھڑی سورہون اوسنے عرض کی
بسم اللہ رنگ محل مین چلکر آرام فرمائیے یہان کیون تکلیف اوٹھائیے غرض آرام دل وہان سے
اوٹھا اور رنگ محل مین گیا مسہری زرنگار پر اپنی معشوقہ کے فراق مین لوٹنے لگا روتے روتے
سوزش دل جو سوا ہوئی تو یہ فرد خواجہ میر درد کی زبان سے آشنا ہوئی درد طپش کو دل کی
مین سمجھا تھا یہ آنسو بجھا دینگے ٭ ولے یہ آگ تو پانی سے بھڑکی اور بھی دونی ٭ پھر جو دل بیقرار
نے ستایا تو بصد حسرت ویاس یہ فرمایا مصنف سنبھالا ہوش تو مرنے لگے حسینون پر ٭
ہمین تو موت ہی آئی شباب کے بدلے ٭ کبھی ضبط کے ساتھہ روتا تھا کبھی بے اختیاری
سے باآواز بلند بکاکر کے ان اشعار دردانگیز کا نالہ سرا ہوتا تھا جرأت یہ سوز عشق نے کیسی
لگادی آگ اے ظالم ٭ جلا جاتا ہے دل رہین پھکا جاتا ہے تن اپنا ٭ نہ کوئی یار نے غمخوار

پائیگا تمام غم والم بھول جائیگا شادی کرنے پر راضی ہوگا نہ گلہ غرزان نہ شکوۂ قاضی ہوگا بادشاہ نے کہا بہت مناسب پھر مع اون دونون جیرخواہان مصنوعی کے محفل مین تشریف لایا اور واسطے انتظام اس امر کے انھین دونون کو معین فرمایا **شعر** یہان کا تو قصہ یہ چھوڑ۔ بیان ✤ سنو پھر اوسی غمزدے کا بیان ✤ کہ جب پریون نے شہزادے کو تخت سے اوتار زیب انجمن کیا اور محفل تاریک کو اوسکی شمع جمال سے روشن کیا **آرام دل** نے جو آنکھ کھولی دیکھا کہ نہ محمود وفادار نہ سمندبا درفتار نہ وہ درخت نہ وہ مرغزار نہ کوئی ہمراہ نہ چین کی راہ فقط مین ہی ہون اکیلا تنہا گھبراکر دونون ہاتھون سے آنکھین ملنے لگا اور دل مین کہنے لگا کہ خدایا یہ عالم خواب ہے یا بیداری بیہوشی ہے یا ہوشیاری **شعر** دل مرا پھر دو کھا دیا کسنے ✤ سو گیا تھا جگا دیا کسنے ✤ آخر بغور و تامل حوالحظ ملاحظہ کیا تو کوئی آثار خواب کا نظر نہ آیا سوچا کہ یہ چرخ کینہ ور کی جعلسازی ہے بیشک اسی ناہنجار کی شعبدہ بازی ہے آنکھون مین آنسو بھر لایا اور مثل تصویر خاموش ہوگیا لیکن شمع کو فروزان اور پروانون کو سوزان دیکھکر تمام اعضاے تن مین تخلل سوز عشق کا پیدا ہوا فروزندگی شمع جمال جانان کا اثر ہویدا ہوا جام گلگون نے چشم خمار آلودہ یار کی یاد دلائی دور ساغر سے گردش چشم دلبر و دلنواز یاد آئی قلقل مینا نے خندۂ سرشار محبوب کی صدا سنائی نکہت گل نے رائحہ عنبر شار دہان یار کی یاد دلائی فغان بلبل پر آواز در دناک اغیار کا دھوکا ہوا نسیم کو شمیم زلف جانان تصور کرکے ہوش مین آیا گلدستون پر جو نظر پڑی دست حنا بستہ کی تشبیہ درست ہوئی ادھر تو فراق معشوق کے اندوہ سے آشفتگی دل دست و گریبان تھی اودھر اور ہی تدبیر خاطر پریون کی ہمعنان تھی کہ دونون پریان اہل مجلس کی نظارہ کنان **آرام دل** کے قریب آئین ہاتھ پکڑکے علیحدہ خیمے مین لے گئین اور کہنے لگین ای شخص تو بڑا نصیب ور ہے اقبال تیرا یاور ہے کہ تو نے بے محنت یہ دولت لازوال پائی بے مشقت ایسی پری لقا تیرے ہاتھ آئی اب تو کچھ وسواس دل کو اوداس نکر بہنا دھو کے پوشاک شاہانہ زیب بدن کر اور اپنے نور جمال سے اس انجمن کو روشن کر پھر خواصون کو حکم شاہ سنایا کہ بہت جلد شہزادۂ عالم کو دولھا بناکر محفل مین لاؤ خبردار اسمین ذرا دیر نہ لگاؤ یہ سنتے ہی خواصون نے **آرام دل** کو طلائی چوکی پر بٹھایا اور غسل شادی سے فارغ کرکے لباس شاہانہ پہنایا عجب ایک تماشاے عروسی دکھایا **آرام دل** یہ خدا کے کارخانے عشق جگر سوز آتش افروز کے بہانے دیکھکر دنگ ہوگیا عقل چکر مین آئی ردیف حیرت ہوا قافیہ ہوش تنگ ہوگیا سینۂ سوزان مین سوزش دونی ہوئی جوش جنون کی افزونی ہوئی

چشمۂ دہان بحر دُر افکار زلالی ہے اوسپر سبزۂ خط کی نمود ہے حضر چشمۂ زندگی کی حراست ونگہبانی
کے لیے موجود ہے مروارید دندان صدف دہان مین اس طرح پنہان ہین گویا دہن غنچہ مین موتیے
کی کلیان ہین چاہ ذقن کی چاہ مین دل عاشقون کا ڈابوان ڈول ہے نقد دل وجان اوسکے
ایک قطرۂ آب کا مول ہے دست نگارین شاخ مرجان ہین یا شمشاد کی دلاویز دو ٹہنیان ہین
سینہ کی صفا تختۂ بلور کی آب وتاب مٹاتی ہے بلکہ گوہر کی آبرو خاک ہوئی جاتی ہے گیسوے مشکین
سیاہی مین لسان شب دیجور تاریک ہے کمر رگ گل کے مانند باریک ہے خلاصہ یہ ہے کہ سر سے
پانون تک نور ہے قدرت حق کا ظہور ہے بیہوش شاہد خواب سے ہم آغوش سوتا ہے مگر بخت بیدار
ہے بظاہر کم سن ہی لیکن ناوک غم سے سینہ فگار ہے اوس دلربا کو دیکھہ پریون کے ہوش پران
ہوے حسن خداداد کے کرشمے عیان ہوے باہم کہنے لگین کہ اگر یہ پسر اوس دختر حور منظر کا شوہر
ہو تو زیبا ہے اور یہ ماہرو اوس خوبرو کا ہم پہلو ہو تو بجا ہے سبز پری نے کہا بہن یہ امر بہت دشوار ہے
کیونکہ خدا جانے یہ کون بیچارہ مسافر ہے کس کے فراق مین اسنے یہ جوگ لیا ہے کسکا عاشق زار
ہے مگر ہان ایک تدبیر اوس کمبخت شہزادے کی شادی اچھی سوجھی ہے کہ اسکو دہان لے چلین
اور اوس شہزادی کے ساتھہ اسکی شادی کردین جب نکاح ہو چکے اسکو پھر یہان پہونچا دین وہ شہزادہ
کہ نہایت بدشکل اور بدشمائل ہے سواے اس تدبیر کے شادی ہونی اوسکی بہت مشکل ہے اسی ذریعے
سے اپنی بی بی پر قابض ہو جاے مقصد دلی حاصل ہو اپنے جی کی مراد پاے لال پری نے کہا
بہن بات تو خوب ہے میرے بھی جی کو مرغوب ہے چلو آج کچھہ تفریح نہوئی تھی یہی دل لگی سہی یہ
مشورہ کرکے **آرام دل** کو تخت پر لٹا اور محمود کو سوتا چھوڑا ایک بار تخت اوڑا ملک داراب مین
پہونچین **آرام دل** کو اوسی محفل مین لیجاکر ایک سمت لب فرش بٹھا دیا سوتا تھا جگا دیا پھر آپ
لباس مردانہ زیب بدن کرا اور خدمت مین بادشاہ یعنے دولھا کے باپ کے جا یون عرض کی
کہ ہمنے سنا ہے کہ یہان کا بادشاہ اس کار خیر کے انجام مین پس وپیش کرتا ہے اور ایک حجت قوی پیش
کرتا ہے کہ وہ شہزادہ نہایت بدشکل اور بدہیئت ہے ہم ہرگز اپنی لڑکی کی شادی اسکے ساتھہ
نکرینگے اگر وہ نمانیگا تو اوس سے بمقابلہ پیش آئینگے لڑمرینگے مگر اوس شاہ کو اپنے لوگون کے
کہنے پر یقین کامل نہین ہے اس امر کی تحقیق سے طمانیت کلی حاصل نہین ہے اسواسطے آج وہ
بادشاہ یہان تشریف لائیگا شہزادۂ عالم کو ضرور دیکھہ جائیگا مناسب وقت یہ ہے کہ حضور کسی
شخص کو محفل مین مستثنے کرین اور دولھا بناکر مسند پر بٹھا دین جب وہ بادشاہ دولھا رشک حور

دل اوسپہ ہی فدا تو سخن ہے فدائے دل ٭ اور نقار خانون مین شہنائی کا شور نوبت کی ٹکور
ہر ایک اپنی اپنی پوشاک سج رہا تھا باجون کے غل سے ایک ہنگامہ مچ رہا تھا پریون نے جو یہ سامان
دیکھا راجہ اندر کی صحبت کا گمان ہوا ایک شخص سے پوچھا کہ صاحب یہ کیا کارخانہ کیسا ہنگامہ ہے
وہ بولا ہماری شہزادی کی آج شادی ہے یہ بادشاہ برات لیکر آیا ہے ہمارے شاہ کو جو کمزور پایا ہے
تو اپنے بیٹے کے ساتھ کہ وہ شہزادہ نہایت کریہ منظر ہی ہے ستد عا شادی کی رکھتا ہے اصل تو یہ ہے کہ
بڑا ستم کرتا ہے اور ہمارے شاہ کو ابھی اسکی خبر نہین ہوئی ہے دیکھیے کیا سانحہ درپیش ہوتا ہے
وہ شاہزادہ مردود ہوتا ہے یا بادشاہ کا خویش ہوتا ہے یہ سنکر لعل پری نے سبز پری سے کہا
کہ بہن ایسی صورت تو دیکھنے کے قابل اور سیر کے لائق وہ محفل ہے چلو ذرا دیکھ آئین یہ مصلحت
کرکے دونون نے اپنی صورتین بدلین اور دو جوان خوشرو بنکر ہتھیار کرسے لگاکر سیر دیکھنے چلین
رفتہ رفتہ ایک خیمہ فردوس منزل مین کہ جس مین خاص محفل تھی پہونچین دیکھتی کیا ہین کہ ایک کالا
بھوجنگا آبنوس کا کندا پانون سے لنگڑا ہاتھ کا ٹنڈا لال لال خونخوار آنکھین بھوین جیسے دو کھنکھجورے
ناک بیٹھی ہوئی ہونٹھ لٹکے ہوے دانت مانند شریفے کے بیجون کے نمایان بال مثل تکلے کے سخت و
درشت یا جیسے ٹور کہ جسمین صدہا مربان اس جوانی مین گالون پر جھریان سر مین کھجاتے کھجاتے
ایسے گڑھے پڑ گئے تھے کہ سزا ہموار پر مندیل باندھنی دشوار تھی ایک ہاتھ کہ شانے سے غائب ہے
اوسکی شان عجائب ہے دوشالے مین چھپائے بیٹھا ہے دہنے پانون کو کہ خالج زدہ ہے بائین
پانون سے دبائے بیٹھا ہے غرض وہ شاہزادہ عجب ہیئت کذائی سے اوس مسند زرنگار پر کہ
قابل جلوس شاہان بلند اقتدار کے تھی بیٹھا ہوا تھا اپنی اُمنگ مین نشۂ غرور کی ترنگ مین اینٹھا
ہوا تھا پریون نے جو یہ کیفیت دیکھی لاحول پڑھتی ہوئین باہر نکلین اور پھر اوسی تخت پر سوار ہوکر
کسی سمت روانہ ہوئین اب قدرت کبریائی زمانے کی کج ادائی دیکھیے کہ جس مقام پر وہ کشتۂ خنجر نا
محبوب مع اپنے رفیق کے سوتا تھا اتفاقاً اون پریون کا ادھر بھی گذر ہوا افسون کار عشق کا اثر ہوا
دیکھا کہ ایک جوان نازنین زہرہ جبین فرخندہ بخت قمر طلعت پری لقا بحر حسن کا دریکتا فرش زمین پر
توکل خدا کا تکیہ لگائے خواب غفلت مین پڑا سوتا ہے ماہ تابان اوس شہنشاہ حسن و خوبی کا پاسبان
ہی بار بار تصدق ہوتا ہے چہرۂ مبارک سے فر شاہی نمایان ہے پیشانی مطلع الانوار مثل سپہر اعظم تابان
ہے زلف مسلسل دلون کے قید کرنے کو زنجیر ہے مگر طرہ یہ ہے کہ خود بھی کسی زلف خمدار کا اسیر ہے
بیت ابرو مطلع دیوان خوبی ہے نقطۂ انتخاب خال چہرۂ محبوبی ہے یا مطلع دیوان ہلالی ہے

اوسکی ایک لڑکی تھی صنوبر نام نہایت نازنین اور گل اندام اوس شہزادی کی نسبت کسی اور
ملک کے شہزادے سے قرار پائی تھی چندروز کے بعد وہان کا بادشاہ با فوج جرار وخزانہ بیشمار
واسطے انجام اس مرام کے آیا شہر پناہ کے باہر اوسکا قیام تھا وہان کے بادشاہ سے شادی کے
باب مین کلمہ و کلام تھا اور ادھر بھی انتظام تھا اتفاقاً لال پری اور سبز پری دونون بہن اس وقت
تخت پر سوار کسی سمت واسطے سیر کے جاتی تھین بالا بالا اس شادی کے شہر مین گذر ہوا تخت سے
اوترین اس جلسے کا تماشا مدنظر ہوا شہر دیکھا غیرت گلستان نمونۂ باغ رضوان تمام بازار راستہ
دوکانین سب پیراستہ ہر فرد بشر سرخ پوش ہر ایک معشوق غمزہ وادا مین بیباک نشۂ حسن سے
مدہوش نہرون مین فوارے جاری ہر کوچہ و بازار کی نئی طیاری تمام شہر مین شادی کی دھوم دھام
جابجا صدہا آدمیون کا ازدہام ناچ رنگ کا سرانجام **مثنوی** عجب طرح کا شہر تھا دل فزا ٭
کہے تو نمونہ تھا فردوس کا ٭ اور شہر پناہ کے باہر عجب کیفیت تھی صدہا خیمہ استادہ ہزارہا سوار
اور پیادہ جوانون کے دل تو پخانون کے بادل آدمیون کی یہ کثرت کہ شانہ سے شانہ چھلتا
تھا وہم وخیال کو بھی راستہ نملتا تھا ہر خیمے مین شاہدان دلنواز کرشمہ وناز کا ساز وانداز سرگرم
نغمہ سرائی بات بات مین دلربائی شہانے مین کانڑے کی الاپ گھنگروون کی صدا طبلہ کی تھاپ
سرون کا باہم ملاپ بائین کی گمک مین کے جوڑون کی تکرار نغمہ آفرینی مین ہر ساز کی بہار
مطربان خوش نوا کبھی امین کلیان کبھی بہار کبھی بھاگرا کبھی دیس گاتے ہین ہوش اہل بزم کے
اوڑے جاتے ہین عالم سکوت ہے نشاط کارفرما ہے محویت محیط ملک وملکوت ہے کسی کا
خیال کی تانون پر خیال ہے کوئی جھجھوٹی کی دھن مین اس غزل کو گا رہا ہے سننے والونکا برا
حال ہے **مصنف** آباد پھر ہوا مرا ماتم سرائے دل ٭ آتی ہے بار بار صدا ہائے ہائے دل ٭
سنتے ہین ہم کہ آتش حسرت سے جلگیا ٭ اچھا ہوا بلا سے یہی تھی سزائے دل ٭ کب تک تمھارے ہجر
مین خون ہوکے یہ بہے ٭ پیارے کچھہ انتہا بھی ہے آخر برائے دل ٭ کردینگے یہ ملائکہ مین حشر سا بپا
پہونچین گے آسمان پہ اگر نالہائے دل ٭ اس درد لا علاج کی کس سے کرون رجوع ٭ عیسے کے
پاس بھی تو نہ ہوگی دوائے دل ٭ قصہ بہت طویل کہانی دراز ہے ٭ ناصح نہ پوچھہ مجھسے
تو کچھہ ماجرائے دل ٭ سن مجھسے پہلے تھا یہ شگفتہ مثال گل ٭ سب خار تھے نظر مین ہماری سوائے دل
گل سے بنا نہ بلبل زار ایک گل کو دیکھہ ٭ تسکین ہوئی ہمین کہ یہ تھی انتہائے دل ٭ پر اب تو وہ
نہ گل ہے نہ بلبل رہا مگر ٭ اک آگ سی ہے سینے کے اندر بجائے دل ٭ اب ہوگئی شراب محبت دو آتشہ

ایک درخت کے نیچے لایا اور کہا یہان جانور و نکو راحت ہو گی حضور کی بھی دور کلفت ہو گی ✣
آرام دل نے ایک آہ کھینچکر کہا لا ادری عشق جب سر پہ چڑھا آن کے راحت کیسی ✣
جبکہ الفت مین قدم مارا تو کلفت کیسی ✣ غالب سرگشتگی مین عالم ہستی سے یاس ہے ✣
تسکین کو دے نوید کہ مرنے کی آس ہے ✣ پھر پشت مرکب سے اوترا اور درخت کے
نیچے بیٹھ گیا خیال جانان مین شب ماہ کی سیر جو آنکھون سے گذری مثل مجروح اثر کشیدہ ماہتاب
کے تڑپتا تھا اور یہ مطلع پڑھتا تھا شہیدی دنج کرتی ہے مجھے بے تیغ و خنجر چاندنی ✣ کس قدر
بے رحم ہے اللہ اکبر چاندنی ✣ پھر جو دل بیچین ہوا تو ملکہ حسن افروز کی تصویر کہ حرز جان تھی
بازو سے کھولکر سامنے رکھی پہلے تو بلائین لین اور قربان ہوا پھر کنار شوق مین لیکر گویا باین بیان
ہوا مصنف غضب ہے آفت جان ہے ابھی سے تو لڑکپن مین ✣ شرارت کوٹ کے حق
نے بھری ہے تیری چتون مین ✣ غالب چاہیے اچھون کو جتنا چاہیے ✣ یہ اگر چاہین تو پھر
کیا چاہیے ✣ محمود نے کہا حضور کیون غم کھاتے ہین ناحق صدمے اوٹھاتے ہین نظر بفضل باری
چاہیے اوسی کی یادگاری چاہیے انشاء اللہ تعالے قریب تر زمانہ وصل دلدار ہے تھوڑے
عرصے مین دریاے غم سے بیڑا پار ہے آرام دل چپ ہو گیا جب بہت رات گذری سجاے
غذا غم و غصہ کھایا پانی کی جگہ آنسوؤن کے گھونٹ پیئے جب خوب جی بھر گیا رنج و الم اپنا کام
کر گیا خواب غشی نے بارگاہ چشم مین بار پائی بیٹھے بیٹھے نیند آئی بیساختہ فرش زمین پہ گر پڑا محمود
سمجھا کہ شاید آرام کیا فرط محبت سے پانؤن دابنے لگا آنکھون سے تلوے سہلانے لگا ✣
آرام دل خیال دلدار مین بیہوش از خود فراموش خواب سے ہم آغوش ہو گیا محمود بھی گرد
فلک کینہ ور سے بے خبر اور روباہ بازی زمانہ دون پرست سے بیخطر ہو کر قریب شہزادی کے سو گیا

داستان غائب ہو جانا آرام دل کا عالم خواب مین اور پہونچنا ملک داراب مین اور شادی ہونا صنوبر پری پیکر وہانکی شہزادی سے

لا ساقی ذرا تو بادہ ناب	دے جلد مجھے کہ اب نہین تاب	اک جرعہ مے مجھے پلا دے	اب دختر رز سے تو ملا دے
دے جلد مے مغانہ مجھکو	یاد آیا ہے اک ترانہ مجھکو		

راویان داستان کہن و طی کنندگان عرصہ سخن
میدان وسیع بیان مین اس طرح گرم جولان ہوے ہین کہ ملک داراب مین ایک بادشاہ تھا

اصطبل خاص سے طلب فرمائے داروغہ حسب الحکم دو گھوڑے بادرفتار کہ جنکی سبک خرامی کی نسیم سحری قسم کھائے تیز رفتاری مین باد صرصر نقش قدم سے پیچھے رہجائے فی الفور حاضر لایا آرام دل نے محمود سے فرمایا کہ بسم اللہ سوار ہو اب کوئی طرح کی نہ تکرار ہو شمشیر ولایتی کمر مین لگا کر رکاب مین پانوں ڈالا اور یہ شعر سلطان عالم شاہ لکھنؤ کا پڑھا اختر در و دیوار پہ حسرت سے نظر کرتے ہین رخصت اے اہل وطن ہمتو سفر کرتے ہین ٭ چند عدد جواہر بے بہا اوس لعل نایاب کان عشق نے خانۂ زین مین رکھ لیے اور تبلاش دلبر روانہ ہوا محمود کہ اپنی اس حرکت نامحمود سے نہایت پشیمان تھا خجالت سے سر در گریبان تھا بپاس سخن اور مقتضائے محبت دوسرے گھوڑے پر سوار ہو کر دنبال شہزادے کے روان ہوا قریب پہونچکر کہا کہ حضور نے دفعۃً بیتابی سے تنہا چلنے کا قصد فرمایا ہے ایک جلودار تک ہمراہ نہین آیا ہے اس قدر بے سامان سفر کرنا نازیبا ہے اندیشہ کا مقام ہے رہ نوردی سخت بلا ہے آرام دل نے کہا اے محمود بیکسون کا اللہ والی ہے غور کر کہ ہم تنہا نہین یہ ہماری خوش اقبالی ہے حضرت عشق ہمراہ ہین علم بردار نالۂ و آہ ہین چتر داغ جنون سر پر ہے دل بیتاب رہبر ہے روح مجنون و فرہاد رکاب مین ہے جان و الحق ناشاد زمرۂ احباب مین ہے اس شان و شوکت کی سواری ہے یہ سب طیاری ہے پھر کیون کسیکو ہمراہ لیتا کس واسطے تکلیف دیتا حضرت اوستادی غالب مدظلہ مانع دشت نوردی کوئی تدبیر نہین ٭ ایک چکر ہے مرے پانون مین زنجیر نہین ٭ شوق اوس دشت مین دوڑاتا ہے مجکو کہ جہان ٭ جادہ غیر از نگہ دیدۂ تصویر نہین ٭ القصہ خیال جانان و مساز محمود دلسوز ہمراز حال دل کہتے سنتے باگ اوٹھائے چلے جاتے تھے راحت و آرام کا تصور بھی دل مین نہ لاتے تھے اس قدر در جانان پر پہونچنے کا اشتیاق تھا راستہ کاٹنا اتنا شاق تھا کہ گھوڑون کے ہلاک ہونے کا مطلق نہ خیال تھا یہ غزل ورد زبان تھی اور عجیب حال تھا میر وزیر علی صبا گھر سے وحشت جو مین بے سر و سامان

نکلا ٭ کوہ فرہاد سے مجنون سے بیابان نکلا	شکل ملبوس ہوئی جامہ دری مین حاجی
تا بدامن مرے ہاتھون سے گریبان نکلا	روز و شب فرقت جانان مین بسر کی ہمنے
تجھ سے کچھ کام نہ اے گردش دوران نکلا	آستین ہر گھڑی چڑھتی ہے مرے دامن پر
دست وحشت بھی عجب رستم دستان نکلا	بحث گریہ رہی مرغان چمن سے کیا کیا

اے صبا پر نہ سنجار دل نادان نکلا ٭ ایک روز چلتے چلتے دن تمام ہوا شام ہوئی وقت آرام ہوا مگر کہین کوئی انسان آبادی کا نشان نظر نہ آیا محمود شہزادے کو اوسی صحرا کے سبزہ زار مین

سے ایسی شکل نکل آئیگی کہ مرجانان تک رسائی ہو جائیگی خاطر نازک کیون رنجور ہے مینے تصویر دکھلائی میرا ہی قصور ہے خیر اپنے آغاز کیے کو آپ انجام دونگا تمھین دلدار تک پہونچاؤنگا آرام دل نے کہا اے محمود کیا کہون سحر درد فرقت کو پہونچتی نہین ایذا کوئی ٭ دل مین بیٹھا ہوا ملتا ہے کلیجا کوئی ٭ داغ سینے کے ابھرتے ہی چلے آتے ہین ٭ جب کسی طرح ٹھہرتا نہین بھاہا کوئی دشت غربت مین خضر تک نہین ملتے ہمکو ٭ راہ مقصود بتا دے نہین اتنا کوئی ٭ یہ کہا اور اوسی وقت سامان سفر کی طیاری کا حکم دیا محمود نے دستار سر سے اوتار شہزادے کے قدمون پر رکھی اور عرض کی کہ حضور بہر خدا اتنی جلدی نہ کیجیے ایسا نہ گھبرائیے ذرا دل کو تسکین دیجیے رات بھر توقف فرمائیے صبح اختیار باقی ہے حضور جب توسن اقبال پر سوار ہونگے غلام بھی ہمراہ رکاب چلے گا نصرت و فیروزی جلو دار ہونگے ایک دم قدم نہ چھوڑونگا اطاعت سے کسی شکل منہ نہ موڑونگا آرام دل نے کہا ہان سچ ہے لا اعلم گذرتی ہے جو دل پر مبتلا کے مبتلا جانے ٭ جو ہو بیدرد وہ درد دل ہمارا کیا جانے عبث کرتا ہے تو فکر دوا اے چارہ گر بیٹھا ٭ ابے جا بھی مزا اس درد کا تیری بلا جانے ٭ اے رہنما کوچۂ محبت حال زار کیا بیان کرون کیفیت بیقراری دل کو کیونکر عیان کرون شعر سینے مین طپش دل کو ہے بسمل کے برابر ٭ بسمل بھی نہ تڑپے گا مرے دل کے برابر ٭ محمود نے کہا حضور یہ سب بجا ہے اسمین شبہہ کیا ہے عشق بری بلا ہے وامق و فرہاد کو اسی نے تباہ کیا ہے مگر صبح تک تامل فرمائیے منزل مقصود کچھ بعید نہین رات کی رات ٹھہر جائیے زیادہ گفت شنید نہین غرض آرام دل نے محمود کے اصرار و عجز و انکسار سے رات بھر صبر کیا دل پر کمال جبر کیا مگر اس کمان ابرو کے شوق مین تمام شب جلایا کیا اوس گلبدن کے جذبۂ اشتیاق مین سینۂ بے کینہ پر داغ کھایا کیا جب دل پر صدمہ کمال ہوتا تھا یہ غزل پڑھ کے روتا تھا آغا حسن

جلایا یار نے ایسا کہ ہم وطن سے چلے	مثال شمع کے روتے اس انجمن سے چلے
ہزار طرح کی رنگینیان ہون غنچے مین	مجال کیا کہ جو بڑھکر ترے دہن سے چلے
جو دسترس ہو تو ہاتھون سے تار تار کرے	جنون کا زور نہیں مرگ اگر کفن سے چلے

آخر اسی آہ و زاری اور بے قراری مین گریبان سحر چاک ہوا ننگ و ناموس کا قصہ پاک ہوا اودھر نمود سحر ہوئی ادھر دل ستم رسیدۂ ہجران دیدہ کو فوراً خبر ہوئی جب شاہد ماہتاب ہزاران کرشمۂ و ناز حجلۂ مغرب مین روپوش ہوا اور آفتاب عالمتاب مثل عاشقان سینہ فگار سراے مشرق سے نکل کر مسافرانہ خانہ بدوش ہوا آرام دل نے دو اسپ باساز و یراق

پاٹ ہی اوسکا ڈوبا تا نہین یہ تلوار کا گھاٹ ہے اے نادان تو نے سنا نہین امانت لکھنوی

عشق وہ گل ہے کہ دامن مین ہین جسکے سو خار
عشق وہ نخل ہے جسمین نہ لگا پھل اک بار

عشق وہ میوہ ہے جسمین نہین لذت زنہار
عشق وہ باغ ہے جس مین کبھی آئی نہ بہار

عشق وہ شاخ ہے جسمین نہین پتا دیکھا
عشق وہ غنچہ ہے جسکو نہ شگفتا دیکھا

یہ وہ گلشن ہی کہ تا راج کرے عیش کا باغ
یہ وہ گلدستہ ہے پھولونکے عوض جسمین ہی داغ

یہ وہ نکہت ہے کہ بلبل کا پریشان ہو دماغ
یہ وہ جھونکا ہے کہ جو زیست کا گل کردی چراغ

سرو اس باغ سے گلزار کا بطلخ ہو جاے
اوس شبنم پہ پڑے آتش گل یخ ہو جاے

یہ وہ دریا ہے کہ ساحل کا نہین جسکے پتا
یہ وہ ساحل ہے کہ لب تشنہ ہین جسپر صدہا

یہ وہ طوفان ہے کہ ڈالے تہ گرداب بلا
یہ وہ قطرہ ہے کہ اک پل مین بنے سیل فنا

یہ وہ ہے موج کہ خنجر کی روانی دکھلاے
یہ وہ ہے گھاٹ کہ تلوار کا پانی دکھلاے

اے شہزادے اس خیال خام کو دل سے دور کر خاطر آشفتہ کسی طرح مسرور کر آرام دل نے کہا اے مونس غمخوار و اے ہمدم شیرین گفتار میرا تو یہ حال ہے شعر جان تک اوسکی محبت مین گنوا بیٹھے ہین ٭ ہاتھ جینے سے سر دست اوٹھا بیٹھے ہین ٭ تو کسکو نصیحت کرتا ہے کسکو سمجھاتا ہے ناحق کیون بیہودہ بکتا ہے مجھے بھی بکواتا ہے بیدل تو وپند ہاے خوش بمن بتو ناصحا چہ خبر ازین ٭ کہ زخنجر غمزۂ کسی چہ گذشت بر جگر کسے ٭ محمود کہ بڑا مرد دانا نہایت عاقل و فرزانہ گرم و سرد روزگار دیدہ آدمی سنجیدہ و فہمیدہ تھا سمجھا کہ جادوگر عشق نے فسونکاری کی یہ بلا سر پر آئی کتنا ہی بکونگا یہ ہرگز نہ مانیگا زیادہ سمجھاؤنگا تو دشمن جانیگا نسیم مجنون ہوا اگر تو فصد تیجے ٭ سایہ ہو تو دور دھوپ کیجے ٭ کچھ روگ ہو تو درپے خلش ہو ٭ درمان کے لیے دوا دو ہو ٭ بیماری عشق لادوا ہے ٭ اس باغ کی اور ہی ہوا ہے ٭ آخر تو یہ جی سے اپنے ہی تنگ ٭ ایسا نہولائے اور کچھ رنگ ٭ یاد آئین جو ابروان خمدار ٭ رہتے نہ کہین گلے پہ تلوار ٭ ناچار دلداری کرنے لگا اوس زاویہ نشین حزن کدۂ الم کی غمخواری کرنے لگا اور کہا اے شہزادے اگر یہی بات جی مین سمائی ہے ایسی ہی لہر آئی ہے تو ذرا صبر کر چندے دل پر جبر کر پھر دیکھ کہ پردۂ غیب سے کیا عیان ہوتا ہی آئینہ مراد سے کیا نمایان ہوتا ہے ایسی بے قراری اتنی آہ وزاری دشمنون کو بیمار کرے کی رسواے کوچہ و بازار کرے گی للہ ذرا اپنے تئین سنبھال رنج والم خاطر غمگین سے نکال خدا کو یاد کر کہ یہ جوانی مفت نہ برباد کر اوسکی ذات جامع المتفرقین ہی کسی صورت

گلے کا ہار ہوا طرفۃ العین مین حشر برپا ہوگیا بقول شخصے ع دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہوگیا + جنس سودا گر کا خریدار تھا اپنا ہی متاع صبر و خرد اس شہنشاہ حسن و خوبی کے نذر کیا پنجۂ شوق نے گریبان صبر کو چاک کرنے مین کوتاہی نکی اضطراب کو آغوش مین لیا وہ چشم کہ نرگس شہلا پر چشمک زن تھی تمنائے دید اوس غزال صحرائے خوبی کے گریان ہوئی اور وہ زلف کہ سنبل زار پر مشک افشان تھی فراق مین اوس نونہال گلستان خوبی کے پریشان ہوئی وہ دل کہ غم والم سے فارغ تھا دام گیسو مین گرفتار ہوا اور وہ سینہ کہ مثل آئینۂ رونمائے راحت تھا تیر بیداد عشق سے فگار ہوا رنگ ارغوانی چہرۂ تابان سے اوڑ گیا زعفرانی رنگ سے وہ رخ زیبا برنگ دیگر جلوہ آرا ہوا جب جوش جنون فزون ہونے لگا گھبراکر محمود سے یہ فرمایا اور بے اختیار رونے لگا **مومن خان دہلوی مرحوم**

کر علاج جوش وحشت چارہ گر + لادے اک جنگل مجھے بازار سے + اے یار و مسلمان جلد میرے درد کی دوا بتاؤ ورنہ جان لے کہ میرا دم چلا محمود نے دیکھا کہ یہ عجیب گل کھلا طرفہ ماجرا ہوا خوف سے ہراسان اتفاقات زمانہ پر حیران ہوا گھبراکر سمجھانے لگا لڑکا جانکر بہلانے لگا کہ حضور خیر ہے عقل و شعور مین بیر ہے آپ کا کدھر خیال آیا بے وجہ طبع نازک پر ملال آیا کہان حسن افروز مدبخت کہان حضور کی شان و شوکت اور تاج و تخت وہ بیان تو فقط تفریح خاطر کے لیے تھا اس سے یہ غرض و مطلب نہ تھا **آرام دل** نے ایک آہ سینۂ سوزان سے بھری تصویر چھاتی سے لگا رونے لگا یاد دلدار مین اشکون سے منہ دھونے لگا اور کہنے لگا اے محمود تو آپ ہی آگ لگاتا ہے پھر پانی کو دوڑا جاتا ہے وہ جملہ درست تھا اب فقرہ بازی ہے وہ سلسلہ چست تھا اب جعلسازی ہے واسطے اوس معبود حقیقی کے جسنے تجھے پیدا کیا اور مجھکو اوس محبوبہ کی تصویر پر شیدا کیا جلد مجکو وہان پہونچا بیقرار ہون مجھہ ناکام کو اوس گل اندام سے ملا مین ہمیشہ ممنون منت احسان رہونگا مشکور بدل و جان رہونگا محمود نے کہا اے شہزادے دیکھہ کیا ستم کرتا ہے کوچۂ عشق مین کیون قدم رکھتا ہے

نظم

فسوس وان موج ہوا ہوا پہ اثر در + وان ریگ زمین زمین پہ اخگر + مرغان ہوا مین ہوش راہی + نقش کف پا ہین ریگ ماہی + سایہ کو پتا نہین شجر کا + عنقا ہے نام جانور کا + ارے نادان کہان کہان عشق کو آسان سمجھا رات دن غم و غصہ کھائیگا آخر الامر سوائے حسرت و افسوس کچھہ ہاتھہ نہ آئیگا یہ عشق کمبخت بڑا ظالم بیرحم ہے ارے ظالم اب بھی سمجھہ زلف کافر کے پھندے مین اپنے تئین مت پھنسا اگر کچھہ فہم ہے نہین تو یاد رہے کہ دین و دنیا بھول کر مجنون کی طرح صحرا نورد و آوارہ کوہ و بیشہ ہوگا عالم مین مشہور جنون پیشہ ہوگا اس دریاے ذخار نا پیدا کنار کا پتہ نہین بے انتہا

پاٹ ہی اوسکا ڈوبا ترتا نہین یہ تلوار کا گھاٹ ہے اے نادان تو نے سنا نہین **امانت لکھنوی**

عشق وہ گل ہے کہ دامن مین ہین جسکے سو خار
عشق وہ نخل ہے جسمین نہ لگا پھل اک بار

عشق وہ میوہ ہے جسمین نہین لذت زنہار
عشق وہ باغ ہے جس مین کبھی آئی نہ بہار

عشق وہ شاخ ہے جسمین نہین پتا دیکھا
عشق وہ غنچہ ہے جسکو نہ شگفتا دیکھا

یہ وہ گلشن ہی کہ تاراج کرے عیش کا باغ
یہ وہ گلدستہ ہے پھولونکے عوض جسمین ہی داغ

یہ وہ نکہت ہے کہ بلبل کا پریشان ہو دماغ
یہ وہ جھونکا ہے کہ جو زیست کا گل کردی چراغ

سرو اس باغ سے گلزار کا مبلغ ہو جاے
اوس شبنم پہ پڑے آتش گل یخ ہو جاے

یہ وہ دریا ہے کہ ساحل کا نہین جسکے پتا
یہ وہ ساحل ہے کہ لب تشنہ ہین جسپر صدہا

یہ وہ طوفان ہے کہ ڈالے تہ گرداب بلا
یہ وہ قطرہ ہے کہ اک پل مین بنے سیل فنا

یہ وہ ہے موج کہ خنجر کی روانی دکھلاے
یہ وہ ہے گھاٹ کہ تلوار کا پانی دکھلاے

اے شہزادے اس خیال خام کو دل سے دور کر خاطر آسفتہ کسی طرح مسرور کر **آرام دل** نے کہا اے مونس غمخوار و اے ہمدم شیرین گفتار میرا تو یہ حال ہے **شعر** جان تک اوسکی محبت مین گنوا بیٹھے ہین ٭ ہاتھ جینے سے سر دست اوٹھا بیٹھے ہین ٭ تو کسکو نصیحت کرتا ہے کسکو سمجھاتا ہے ناحق کیون بیہودہ بکتا ہے مجھے بھی بکواتا ہے **بیدل** تو وپندہاے خوش بمن بتو ناصحا چہ خبر ازین ٭ کہ زخنجر غمزۂ کسی چہ گذشت بر جگر کسے ٭ محمود کہ بڑا مرد دانا نہایت عاقل و فرزانہ گرم و سرد روزگار دیدہ آدمی سنجیدہ و فہمیدہ تھا سمجھا کہ جادوگر عشق نے فسونکاری کی یہ بلا سر پر آئی کتنا ہی بکونگا یہ ہرگز نہ مانیگا زیادہ سمجھاؤنگا تو دشمن جانیگا نسیم مجنون ہوا اگر تو فصد تیجے ٭ سایہ ہو تو دوڑ دھوپ کیجے ٭ کچھ روگ جو درپے خلش ہو ٭ درمان کے لیے داد و کوشش ہو ٭ بیماری عشق لادوا ہے ٭ اس باغ کی اور ہی ہوا ہے ٭ آخر تو یہ جی سے اپنے ہی تنگ ٭ ایسا نہولائے اور کچھ رنگ ٭ یاد آئین جو ابروان خمدار ٭ رہتے نہ کہین گلے پہ تلوار ٭ ناچار دلداری کرنے لگا اوس زاویہ نشین حزن کدۂ الم کی غمخواری کرنے لگا اور کہا اے شہزادے اگر یہی بات جی مین سمائی ہے ایسی ہی لہر آئی ہے تو ذرا صبر کر چندے دل پر جبر کر پھر دیکھہ کہ پردۂ غیب سے کیا عیان ہوتا ہی آئینہ مراد سے کیا نمایان ہوتا ہے ایسی بے قراری اتنی آہ و زاری دشمنون کو بیمار کرے کی رسوائے کوچہ و بازار کرے گی للہ ذرا اپنے تئین سنبھال رنج و الم خاطر غمگین سے نکال خدا کو یاد کر کہ یہ جوانی مفت نہ برباد کر اوسکی ذات جامع المتفرقین ہی کسی صورت

گلے کا ہار ہوا طرفۃ العین مین حشر برپا ہوگیا بقول شخصے ع دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہوگیا + جنس سودا گر کا خریدار تھا اپنا ہی متاع صبر و خرد اس شہنشاہ حسن و خوبی کے نذر کیا پنجۂ شوق نے گریبان صبر کو چاک کرنے مین کوتاہی نکی اضطراب کو آغوش مین لیا وہ چشم کہ نرگس شہلا پر چشمک زن تھی بتمنائے دیدار اوس غزال صحرائے خوبی کے گریان ہوئی اور وہ زلف کہ سنبل زار پر مشک افشان تھی فراق مین اوس نونہال گلستان خوبی کے پریشان ہوئی وہ دل کہ غم والم سے فارغ تھا دام گیسو مین گرفتار ہوا اور وہ سینہ کہ مثل آئینۂ رونمائے راحت تھا تیر بیداد عشق سے فگار ہوا رنگ ارغوانی چہرۂ تابان سے اوڑ گیا زعفرانی رنگ سے وہ رخ زیبا برنگ دیگر جلوہ آرا ہوا جب جوش جنون فزون ہونے لگا گھبراکر محمود سے یہ فرمایا اور بے اختیار رونے لگا **مومن خان دہلوی مرحوم**

کر علاج جوش وحشت چارہ گر + لادے اک جنگل مجھے بازار سے + اے یار دمساز جلد میرے درد کی دوا بتاؤ ورنہ جان لے کہ میرا دم چلا محمود نے دیکھا کہ یہ عجیب گل کھلا طرفہ ماجرا ہوا خوف سے ہراسان اتفاقات زمانہ پر حیران ہوا گھبراکر سمجھانے لگا لڑکا جانکر بہلانے لگا کہ حضور خیر ہے عقل و شعور مین بیر ہے آپ کا کدھر خیال آیا بے وجہ طبع نازک پر ملال آیا کہان حسن افروز بدبخت کہان حضور کی شان و شوکت اور تاج و تخت وہ بیان تو فقط تفریح خاطر کے لیے تھا اس سے یہ غرض و مطلب نہ تھا **آرام دل** نے ایک آہ سینۂ سوزان سے بھری تصویر چھاتی سے لگا رونے لگا یا دلدار مین اشکون سے منہ دھونے لگا اور کہنے لگا اے محمود تو آپ ہی آگ لگاتا ہے پھر پانی کو دوڑا جاتا ہے وہ جملہ درست تھا اب فقرہ بازی ہے وہ سلسلہ چست تھا اب جعلسازی ہے واسطے اوس معبود حقیقی کے جسنے تجھے پیدا کیا اور مجھکو اوس محبوبہ کی تصویر پر شیدا کیا جلد مجھکو وہان پہونچا بیقرار ہون مجھہ ناکام کو اوس گل اندام سے ملا مین ہمیشہ ممنون منت احسان رہونگا مشکور بدل و جان رہونگا محمود نے کہا اے شہزادے دیکھہ کیا ستم کرتا ہے کوچۂ عشق مین کیون قدم رکھتا ہے

نسیم وان موج ہوا ہوا پہ اڑ در + وان ریگ زمین زمین پہ اخگر + مرغان ہوا مین ہوش راہی + نقش کف پا ہین ریگ ماہی + سایہ کو پتا نہین شجر کا + عنقا ہے نام جانور کا + ارے نادان کہا مان عشق کو آسان نجان رات دن غم و غصہ کھائیگا آخرالامر سوائے حسرت و افسوس کچھہ ہاتھہ نہ آئیگا یہ عشق کمبخت بڑا ظالم بیرحم ہے ارے ظالم اب بھی سمجھہ زلف کافر کے پھندے مین اپنے تئین مت پھنسا اگر کچھہ فہم ہے نہین تو یاد رہے کہ دین و دنیا بھول کر مجنون کی طرح صحرا نورد و آوارہ کوہ و بیشہ ہوگا عالم مین مشہور جنون پیشہ ہوگا اس دریاے ذخار نا پیدا کنار کا پتہ نہین بے انتہا

جنھون نے کوڑی آنکھون سے نہ دیکھی تھی اونھون نے لعل و گہر کا ذخیرہ پایا صبح ولادت شاہزادہ محسود صبح عید تھی نامرادون کے قفل بستہ کی کلید تھی الغرض تولد شاہزادہ کی خبر ہر ایک کو معلوم ہوئی اور اوس بدر و رخشان کے حسن و جمال کی آفاق مین دھوم ہوئی بسکہ وہ جگر پارہ آرام دل و جان اور راحت روح و روان تھا اسلیے آرام دل نام رکھا لیل و نہار پرورش سے کام رکھا جب چار برس کامل گذر گئے مرادون کے دن بھر گئے پانچوان سال شروع ہوا نیر اقبال کا مشرق اجلال سے طلوع ہوا موافق رسم و آئین اوس دیار کے بڑی دھوم دھام کمال غرو احتشام سے اوس امید خوان مکتب خوبی کی بسم اللہ ہوئی خلق کو دو چند رفاہ ہوئی مصرعہ ہو گیا بسمل معلم اوسکا بسم اللہ مین ہ ادیب اور تا لیق ادب کے سکھانے کے لیے علما اور فضلا علوم پڑھانے کے لیے معین ہوے تیر انداز نیزہ باز چابک سوار اور ہر قسم کے اہل کمال ہر ایک ہنر بتانے کے لیے مقرر کیے گئے شہزادہ بسکہ فکر بلند ذہن رسا اور طبع ارجمند رکھتا تھا دس برس مین تمام علوم سے ماہر اور جمیع فنون پر قادر ہوا جب وہ غیرت ماہ بدر کامل ہوا اور چودھوین سال مین داخل ہوا سیر کا شوق شکار کا ذوق پیدا ہوا گاہ گاہ شام و پگاہ نواب شاہزمان وزیرزادہ کہ شاہزادے کا ہمسن انیس اور جلیس رات دن تھا آرام دل کی ہمراہ شکارگاہ مین جایا کرتا چرند اور پرند جانورون کے صید و شکار سے دل بہلایا کرتا ایک روز حسب دستور شہزادہ مع وزیرزادہ واسطے شکار کے تشریف فرما ہوا مرغزار مین پہونچکر چند غزالان شوخ چشم صحراگرد اور آہوان دشت نورد کو تاوک دل دوز سے شکار کیا جو چوکڑی بھولا اوسے کمند بسر زلف مین اپنے اسیر و گرفتار کیا پھر دولت سراکو مراجعت کی آگے جانے کی فتح غریمت کی اب عشق کی حیلہ سازی حسن کی فتنہ پردازی دیکھیے واقعہ تازہ سنیے کہ محمود نام تاجر باشندۂ فارس نے خاص شہزادے سے دیوان عام مین ملازمت حاصل کی نفائس تجارت پیش کیے آرام دل نے فرمایا کہ ای محمود کوئی چیز نادر بھی لائے ہو اوسنے قدمبوس ہو کر عرض کی کہ ایک تصویر نادرۂ روزگار لایا ہون حضور کے ملاحظے کے قابل جانتا ہون یہ کہا اور تصویر شہزادے کے حضور مین پیش کی پھر دست بستہ التماس کیا کہ ای مرشدزادہ عالم یہ تصویر ملکہ حسن افروز فارس کی بادشاہزادی کی ہے غور تو فرمایئے کہ نقاش ازل نے کلک قدرت سے صفحۂ دنیا پر اس طرح کی تصویر کبھی کھینچی ہے اور چشم و گوش فلک نے باین عظمت و شان ایسی پری رشک ماہ تابان آج تک سنی ہے یا دیکھی ہے شعر قمر کی یہ خورشید تصویر ہے ✤ گلے مین ستارون کے زنجیر ہے آرام دل کی نظر جو اوس تصویر دلپذیر پر پڑی بیک نگاہ آرام دل کھو بیٹھا بہیات زندگی سے ہاتھہ دھو بیٹھا جنون سر پر سوار ہوا کمبخت عشق

کریم سے ہو نومید کون ہی ترے فضل عمیم سے ۔ یہ آہ پر تاثیر اور دعاے شبگیر اس ہمایون خصال فرخ فال کی پایۂ اجابت کو پہونچکر بدرگاہ مجیب الدعوات قبول ہوئی آرزوے خاطر برآئی تمناے دل حصول ہوئی آثار امید فرزند کے نمایان ہوے بانوے شاہ حاملہ ہوئی چراغہاے مراد خیر طلبون سے شبستان بخت مندی مین فروزان ہوے بعد گذرنے نو مہینے کے ایک لڑکا مہ پارہ سپہر خوبی کا ستارہ برج حمل نواب خاص محل سے پیدا ہوا ہر خرد و کلان اوس ماہ تابان پر بلاگردان ہوا خورشید انور اوس صورت زیبا کا شیدا ہوا

سراپا از مصنف عفی اللہ عنہ

تھی وہ پیشانی کہ دیکھے جو کبھی ماہ فلک
مثل تصویر تحیر زدہ رہجاے بھچک
تیغ ابرو کی وہ برش کہ دم خونریزی
آدمی کیا کہ ہوے قتل اشارہ مین ملک
چشم فتان مین وہ شوخی کہ اسے دیکھی گل
مارتا تھا گل نرگس ہے چمن مین چشمک
اوسکی بینی کی لطافت کو رقم کیا کیجے
دمبدم ناک مین دم لاتی ہی نتھنونکی پھڑک
کیا نزاکت کہون اوسکے لو گل رخسار کی مین
دھیان سے بوسہ کے وہ خون کی دیتا ہی جھلک
ہی تمناے سخن یہ کہ مین پہونچون اوس تک
نازبیجا سے وہین مشک ختن ہاتھ اٹھاے
بو کبھی لف معنبر کی جو پہونچے اوس تک
تار گیسو جو نظر آئے دل شیدا کو
طائر رشتہ بپا بنکے وہ رہجاے اٹک
لب جانبخش وہ ایسے کہ کلام شیرین
دم عیسے کے برابر ہو جو پہونچے واان تک
صدف در سے جو دی خامہ دہن کو تشبیہ
ناز دور دور کہے عشوہ کہی چل یا نے سرک
چہرے پر رنگ طلائی کی بہار ایسی ہی
کہ جسے دیکھکے شرماتی ہی کندن کی دمک
اوسکی گردن کی صراحی کا اگر وصف کرون
رشک سے گردن مینا بھی ابھی جاے جھلک
جستجوے کمر یار مین یہ چیز کہن
آنکھ پر اپنی مہ و خور کی لگا کر عینک
روز و شب شرق سے تا غرب کرتا ہی تلاش
پر نہین پاتا نشان اوسکی کمر کا ابتک
پنجۂ مہر لگا منہ کی بلا لین لینے
جس دم آغوش مین مادر گیا وہ بالک
اب ہو خاموش سخن طول سخن تا کجا
کتنی لکھہ چکیا فسانہ کی عبارت ابتک
الغرض ارکان دولت نے اس مژدہ

روح افزا کی خبر اوس شاہ نیازمند درگاہ بے نیاز گوش برآواز کو پہونچائی بادشاہ نے بقول میر حسن

یہ سنتے ہی مژدہ بچھا جانماز
کیے لاکھہ سجدے کہ ای ذی نیا
تجھے فضل کرنی نہین لگتی بار
انہو تجھسے مایوس امید وار

اور بعد نماز شکرانہ حکم دیا کہ آج سے چھہ روز تک سب امیر و وزیر غریب و فقیر اپنے اپنے گھر مین جشن کرین خزانہ عامرہ سے واسطے مصارف کے جسقدر درکار ہو طلب کرین سب نے چھہ روز تک خوشی کی بعضون نے اندازہ سے زیادہ بادۂ نشاط اور مے انبساط سے مست ہوکر فکر دین و دنیا سے فراموشی کی بادشاہ نے دو ہفتہ جشن جمشیدی کیا حاجتمندون کو اس قدر دیا کہ اب تک اس ملک مین کوئی محتاج نظر نہین آیا

کہ سرزمین چین مین ایک بادشاہ تھا نہایت عادل وہاذل دریادل رعیت پرور عدالت گستر عموم عدل واحسان اوسکا رشک افزای عدل کسریٰ اور نوشیروان تھا جود وسخا مین حاتم کا کیا ذکر ہے محیط اعظم اوسکی وسعت فیض سے بصد پیچ وتاب امواج انگشت بدندان تھا اوسکے عہد معدلت مہد مین زبردستون کو زیردستون سے تعدی پیش آنا موجب جزم ویقین پاداش تھا ہر ایک قوی کا دل ہر ضعیف کی فریاد کی بیم سے مانند دندانہ تشدید اندیشہ مند خراش تھا سب کا جام تمنای نشاط سے سرشار تھا رنگ ہر طبیعت کا ہمرنگ گلشن وگلزار تھا بہت بادشاہ اوس شہنشاہ گردون بارگاہ کے خراج گذار تھے اور غاشیۂ اطاعت کا روش پر رکھکر بندۂ فرمانبردار وجان نثار تھے خصائل حسنہ اور شمائل میمنت افزا سے اسکو کام تھا فرخ سیر کجکلاہ اوس شاہ عالیجاہ کا نام تھا مگر اوس شاہ گردون وقار کا باین جاہ وحشم دور کنندہ غم کاشانۂ امید کا روشن کرنے والا کوئی فرزند سعادت توام نتھا چراغ دودمان دولت فروغ بخش عالم نہ تھا کس لحظہ یہ الم دل سے بہم نہ تھا کس دم اس دردسے لب پر آہ و نالہ بہم نہ تھا کون ساعت تھی کہ جگر کا داغ سوزان نہوتا کون وقت تھا کہ رنج والام سے گریان نہوتا جب خیال جگر گوشۂ تمنا کا آتا تھا دونون ہاتھون سے کلیجہ تھام کر اشک حسرت چشم تر سے بہاتا تھا سلطنت کو بے وجود فرزند دلبند کے خاک کے برابر جانتا شہریاری اور حکومت کو وارث تاج وتخت کے نہونے سے باغ خزانی سے بے رونق تر جانتا شب وروز بصد سوز بدرگاہ حق جل وعلے یہ دعا ورد زبان تھی اوس مناجات کی تکرار وظیفۂ کام ودہان تھی **مولانا نظامی قدس سرہ** تو گفتی ہر آن کس کہ در رنج وتاب ✤ دعاے کند من کنم مستجاب ✤ چو عاجز رہا نندہ دانم ترا ✤ درین عاجزی چون نخوانم ترا ✤ ای چارہ ساز بیچارگان وای فریادرس بیکسان تو نے اپنے فضل واحسان سے مجھ حقیر عاجز کو اس رتبے پر پہونچایا ایسا مرتبہ بڑھایا کہ ایک عالم میری تخت حکومت کیا میرے آگے گردن کشون کا سر جھکایا سارے مخلوق سے ظل اللہ کہوایا اور یہ توفیق بخشی کہ اس نشۂ دولت مرد آزما سے مستی غفلت ہوش ربا نہوئی اپنے رجوع ہر کار مین تیری درگاہ کے سوا نہوئی اب آفتاب حیات لب بام آیا سفید بال آئے موت کا پیام آیا تیرے فضل سے مجھ بندۂ ناچیز کی خاطر کیا کیا مہیا نہوا مگر کوئی فرزند ارجمند ثمرہ زندگانی اس گمنام کی نشانی اب تک پیدا نہوا کہ بعد میرے وارث تاج ودیہیم کا ہوتا اور فرمانروا اس اقلیم کا ہوتا تیری ذات دستگیر درماندگان اور وحدہ لاشریک ہے میری مشکل کشائی اور حاجت روائی اونے کار تیرے نزدیک ہے گل مراد مجھ بے بنیاد کا نسیم فضل عمیم سے اپنے شگفتہ اور خندان کر بحق اولاد رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اس دل اولدی کا جلد درمان کر **مصنف** امیدوار کیون نہون مین تجھ

استاد ہوے انصاف کیجیے تعلّی کی نہ لیجیے مرزا محمد رفیع السّودا اور خواجہ میر درد اور خواجہ
محمد نصیر اور میر حسن صاحب مصنّف مثنوی سحر البیان یہ سب صاحب کہان کے تھے میر تقی صاحب
غفران مآب تو بادشاہ شاعران اوستاد سارے جہان کے تھے اس مین تو کسیکو جاے گفتگو اور
تقریر نہین اور اگر ہو تو ع آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہین ٭ انکو جانے دیجیے اب غور کیجیے
کہ اس زمانے مین غالب نامور سب شاعرون مین فرد ہی جسکے شدید خامہ کی ڈپٹ کے سامنے
عرصہ نظم و نثر مین تمام اساتذہ کا کلام گرد ہی ہندوستان سے ولایت تک توتانی نہین رکھتا
غالب سب پر غالب ہے آپ کا شاگرد ہو جو فن شاعری کا طالب ہے اوستاد کو لازم ہے کہ
سواے اپنے تلامذہ کے دوسرون کے کلام مین عیب لگائے حرف گیر نہو سعدی کس نیاموخت
علم تیر از من ٭ کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد ٭ اردو جنکی زبان اونمین پر لعن طعن ایسا بھی آدمی
بے پیر نہو بقول حضرت نسیم دہلوی نسیم دہلوی ہم موجد باب فصاحت ہین ٭ کوئی اردو
کو کیا سمجھے کہ جیسا ہم سمجھتے ہین ٭ اور ہمنے جو اس قدر صاف صاف لکھا ہی اب اسپر بھی آزردہ
کوئی مغرور ہو تو خیر ہم شر نہین کرتے راست گفتار ہین کج بحثی سے بیزار ہین اسمین اب کسیکو الم
ہو یا سرور ہو ارباب دانش اور اصحاب بینش سے یہ التماس ہے کہ فقیر اس نثر کو لکھکر اوستادی
کا دعوے نہین کرتا انا شاعر کا دم نہین بھرتا کسی سے انعام کی خواہش کسی کو نذر دینا مقصود
نہین ہی اپنی التجا کسی سے سواے معبود نہین ہے امیدوار ہون کہ اگر اسمین کسی طرح کی غلطی
ملاحظہ فرمائین تو اسکو اپنی وفور مہربانی سے چھپائین اور سمجھین کہ دہلی کا رہنے والا ہے
محاورہ اور روزمرہ سے لکھنو کے ابھی ناآشنا ہی واللہ ولی التوفیق وہو خیر الرفیق

آغاز داستان پیدا ہونا شہزادہ آرام دل کا اور ملاحظہ کرنا تصویر
ملکہ حسن افروز حور شمائل کا اور مائل ہونا اوسپر دل کا اور روانہ ہونا
محمود کے ہمراہ اوس نیم بسمل کا

یا ساقیا آب گلگون کا جام	کہ آتا ہی عالم مین ماہ تمام	لگا دی لبون سے کہ اب پیکی مے	کرون سیر باغ ارم جی مین ہے

راویان اخبار کہن و مصوران پیکر سخن تصویر اس داستان کی صفحہ بیان پر یون کھینچتے ہین

دکھا رہی ہی عجب لطف اپنی طبع رسا
شہا تو مہر درخشان ہین ذرۂ ناچیز
کبھی تو میری بھی جانب نگاہ لطف و عطا

ترا الٰہ ہن خضر وار گر ہو نصیب
تو مجھکو پھر نہ رہے آرزوے آب بقا
مین جب سے تیری غلامی مین دل سے حاضر ہون

نہ مجھکو ہی غم امروز نے غم فردا
ترے جلال کے باعث ترے کرم کے سبب
گذرتی ہی مری ہر دم میان خوف و رجا

ترا غلام جو ہو جاے شاہ ہفت اقلیم
تو سمجھے خاک کو وہ فرش اطلس و دیبا
زیادہ طول ندواے سخن تمام کرو

کہ فرط ضعف سے اب فکر کا نہین یارا
پس از صلوٰۃ و وظائف بصد خضوع و خشوع
دعا جناب الٰہی مین ہی یہ صبح و مسا

یہ ماہ اوس سے کرے جبتلک کہ کسب ضیا
نماز تا کہ جماعت سے ہووے مسجد مین
گلیم و خرقہ ہو جبتک فقیر ونکی پوشش

لباس اہل تنعم ہو اطلس و دیبا
دوا ے درد دل بیکسان ہو نام ترا
زبانون پر ہو روان جبتلک کہ نام خدا

غذاے روح مریدونکو تیرا حسن بلیغ
بفرق جملہ مریدان خصوص پر سایا
یہ سایۂ قدم پاک تا قیامت ہوا

اور جو اس قصہ کو ملاحظہ کرے وہ یہ نہ سمجھے کہ فسانۂ عجائب کا جواب لکھا ہے جنتا لکھا ہی للجواب لکھا ہے نہین مرزا صاحب یگانہ ہین یکتاے زمانہ ہین وہ موجد ہین ہم مقلد ہین فرق اس قدر کہ ہم کہن مرزا صاحب پرانے آدمی ضعیف پھر کہان اونکی تالیف اور کہان ہماری تصنیف ہم نوجوان وہ صدہا ران دیدۂ سنجیدۂ فہمیدہ پیر کہن پھر کہان فسانۂ عجائب اور کہان سروش سخن مگس کو ہما کے ساتھ کیا ہمسری ذرے کو سہا سے کیا برابری جولف و فشر مرتب سمجھے وہ البتہ ہمارا مطلب سمجھے مگر صاحب موصوف نے جو اپنی تالیف مین بیچارے میر امن دہلوی کو بنایا ہی اپنی زبان کی تیزی سے اوس صاف گو کو ایک آدھ کڑا فقرہ سنایا ہی تو ہم بھی اب کہتے ہین کہ سرور لکھنوی نے اٹھارہ مرتبہ فسانۂ عجائب کو درست کیا جو فقرہ ذرا سست پایا اوسے چست کیا مگر غلطی نظر آئی کئی مرتبہ کتاب چھپی مگر وہ بات نہ چھپی قصہ اپنا از سر نو ملاحظہ فرمائین ابتدا سے انتہا تک دیکھ جائین اور سمجھین کہ کئی جگہ تانیث کو تذکیر لکھا ہے اور تذکیر کو تانیث باندھا ہے ارباب بینش پر سب آشکارا ہے حاجت تصریح نہین اکثر غلط ہے بالکل صحیح نہین حق تو یہ ہے کہ جو اردو ے معلّٰے کی زبان نہین جانتا تذکیر و تانیث نہین پہچانتا جو شاہ جہان آباد مین نہین رہا ہی جسنے دربار شاہی نہین دیکھا ہے وہ فسانہ کیا لکھے اوسکا منہ کیا ہے یون تو کہنے کو بہت سے داستان گو دہلی اور لکھنؤ مین مارے پھرتے ہین اگر وہ بھی جا ہین تو فسانہ لکھ ڈالین تھوڑا کام کرکے بڑا نام کرین متقدمین کے سخن پر نکتہ چینی کرین اونکے کلام مین کلام کرین جیسے لکھنؤ کے بعض شاعر اونکے باپ دادا سے سیکھے سکھائے دہلی سے آئے یہان آباد ہوے وہ اب ہر فن کے موجد بنے سب شاعرون کے

غم فراق سے پہونچا یہ حال زار مرا
کہ مجھکو دیکھہ سگ کوے یار رونے لگا
کسی صنم کی جو اب دیکھہ لون مین زلف دوتا

توڑ پھکے دم کرون ہر دم دعاے ردبلا
وہ نقش ہون کہ مٹانے سے مین رہونگا
وہ قطرہ ہون کہ اگر ہون فنا تو ہون دریا

جمال یار سے آیا جو غش کبھی مجھکو
گلاب باغ جنان لاکے حورون نے چھڑکا
مجھے ہی کیا کہ مین اپنی وفا سے درگذرون

بلا سے گر وہ ستم پیشہ کر رہا ہے جفا
چھوڑا بامجھے مرا یار کس بہانے سے
ترا یہ طرز ستم آسمان پسند آیا

لیے ہین بوسے جو ہمنے تمھاری زلفون کے
سزا جو چاہو کرو ہو گئی یہ ہمسے خطا
نشہ ہی خوب نگرنا کہین ذرا دیکھو

کدھر چلے ہو ادھر آؤ میرے حور لقا
ہزارون خون کے دعوے ہین یہ فلک تجھے
ہوئی ہین کشتہ مری آرزو مین دلکی سد

مریض عشق کو حاجت ہے نوشدارو کی
او گال اپنے دہن کا دے ای مرے عیسا
مین بیتا ہون ہے تیرے ایک بوسے پر

خرید لے تو ابھی جنس دل کا ہو سودا
تمھارے ظلم سہین گے رقیب بعد مرے
کہانسے لاؤ گے پیار سخن کو بہر جفا

غزل لکھی تھی یہانتک سمت مغرب سے
صدائے عمدہ و پاکیزہ اک ہوئی پیدا
جو مینے خوف سے گھبرا کے دیکھا سوے فلک

تو آئی پھر یہ بآواز خوب محکوندا
کہ ای اسیر بلا نقش بوریاے الم
غریق لجہ غم مبتلاے حرص و ہوا

قتیل خنجر ابروے مہوشان جہان
فداے روی حسینان شہید ناز و ادا
ستم رسیدہ گردون جو ہی ترا دشمن

غریب خوردہ دنیا کہ جسکا ہی شیدا
تو کس خیال مین رہتا ہی رات دن غافل
جہان یہ خواب ہے ہرگز نہین ہے اسکو بقا

ثبات ہستی ناپائدار اک دم ہے
سوائے ذات خدا اسکے واسطے ہی فنا
بصدق دل تو یہ کہہ لا الہ الا اللہ

خموش کیا ہی کہ منہ مین نہین زبان گویا
بورد کلمہ توحید مدح آقا مین
قصیدہ ایک نئے طور کا تو کر انشا

مگر بچا ئیو اپنے تئین تو ان سب سے
کہ ہین جہان مین بہت دشمنان دوست نما
یہ سنکے لایا قلم شاخ نخل طوبا سے

سواد مردمک چشم حور کر یک جا
لکھا یہ مطلع برجستہ مینے ازرہ شوق
کہ ہو قبول بدرگاہ سرور والا

مطلع

شہا ازل سے یہ مرقوم ہی فلک قضا
ترا خطاب حبیب خدا شہ والا
معین دین محمد کفیل آمرزش

سراج بزم یقین نور شمع صدق و صفا
فلک جناب زمین مسکن و بشر پیکر
ملک خصال پری وش جمیل و حور لقا

حبیب خاص خدا نائب رسول کریم
ستون شرع و ورع آب گوہر تقوی
چراغ دودہ چشتی و قادریہ طریق

فقیہ اکمل و شب زندہ دار پیر ہدا
ستون کعبہ اسلام عرش اعظم حلم
گل بہشت کمالات خضر راہ صفا

وہ کون حضرت شاہ جہان قبلہ صدق
کہ جسکی زیر کف پاے جنت الماوا
اور اسکے بعد لکھا تھا یہ مصرعہ مورد ان

غلام خاص ترا فخر دین قصیدہ مرا
ے سبحان نے جو بوسے مرد ہر کے لیے
الٰہی نام یہ کسکا زبان پر آیا

غلام اوس شہ والا عبا کے پوش کا ہون
کہ جسکے شوق مین ہین یان ہزار ہا شیدا
بہار باغ معانی مین فیض قدس سے

سید خواجہ نظام الدین احمد المدعو بسید فقیر صاحب خلف الصدق حضرت سید شاہ خواجہ حسین المودودی
الکمہاری چشتی قدس اللہ اسرارہما خدمت مین ارباب دانش وبینش کے عرض پرداز ہی کہ اس ہنگام مین
کہ اردو زبان کا رواج سے اکثر کتب علمیہ اور تواریخ کے مطالب سے اوسکا امتزاج ہی بمقتضا
طبع آزمائی اور تقاضاے دلکشائی بتکلیف بعضی اصدقا وتحریک احبای دستان سرا ایک حکایت لطیف
عشق وعاشقی کی تحریر پر میرا دل مائل ہوا مبداء فیاض سے اوسکے حسن اختتام کا سائل ہوا اگر ہنر وران
سخن کی نظر مین قبول ہو ثمرۂ باغبانی بہارستان سخن زیب دامن وصول ہو خاتمہ کتاب مین احوال تقصیری
اپنا کہ ابتداے عمر مین حضرت نواب اسد اللہ خان غالب سخنور بیدیل ونظیر کی خدمت مین مستفیض
رہکر نظم ونثر پارسی اور اشعار اردو کا شوق بہم پہونچایا اور عم والاتبار ممدوح برنا وپیر حضرت جناب
خواجہ محمد بشیر صاحب عموی حقیقی اپنے سے اس فن مین استفادہ کیا بیان کرونگا اب قصیدہ مدحیہ
کو جو حضرت پیر ومرشد ہادی برحق اعلے اللہ تعالی شانہ کی مدح مین لکھا ہی تیمنا عنوان اس کتاب کا
قرار دیکر داستان خیال آرا کو شروع کرتا ہون توفیق الہی دمساز ہو تا آغاز کتاب بحسن انجام دلنواز ہو
واللہ الموفق والمعین ✣

قصیدہ مصنف در مدح حضرت پیر ومرشد برحق ہادی مطلق شمس الضحی بدر الدجی نور الہدی کہف الورا حضرت جناب شاہ قیام اصدق صاحب چشتی اعلی اللہ تعالے شانہم واعلی اللہ درجتہم ولازال شموس افاضتہم مستنیرۃ

گیا جو ایک چمن مین مین سیر کو تنہا
تو نکہت گل وغنچہ سے لطف خلد ملا

نسیم ناز سے چلتی تھی ہر روش دہان
دم سحر تھی وہ دلکش فضاے سیر چمن

بسان شاہد بدمست وشوخ بے پروا
کہ بلبل دل نالان پکارا صل علا

بہار داغ دل لالہ ایاغ بکف
صدا ے خندہ گل شور بلبل شیدا

عروس باغ تھی سرگرم جلوہ افروزی
بغل مین سب کے تھا خوشبو شہانہ کا جوا

اشرفی وگل صد برگ زرد مثل طلا
سمن کی فرط نزاکت سے یہ صورت تھی

جو دیکھی شوخی حسینان بوستانکی وہان
کھلی نہ شرم سے پھر چشم نرگس شہلا

شجر تھے اوس چمنستان کے ہمسر طوبا
بہار وسیر چمن بھا گئی جو آنکھون مین

تو بیٹھے بیٹھے غزل یہ لکھی قلم کو اوٹھا

غزل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادائے ثنائے پاک پروردگار روادی وشوارگزار ہی اس عرصۂ ناپیدا کنار کی حد ہی نہ اس دریائے ذخار کا
کنار ہی طاقت بشری قدرت انسانی سے باہر ہی زبان آلودۂ خطا ولغزش اس بیان مین سراسر
قاصر ہی ہرچند آدم خاکی نژاد نے اسرار ورموز اسمار صفات الٰہیہ کی شناخت مین دل لگایا مگر کسی
طرح سررشتۂ شناسائی ذات مقدس ہاتھہ نہ آیا پس لازم ہی کہ ماعرفناک حق معرفتک کہکر چھوڑدیجیے
زیادہ حوصلہ نہ کیجیے اور لغت جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات شفیع المذنبین سرور رب العالمین
حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کہ باعث ایجاد کونین محبوب رب المشرقین
والمغربین المخاطب بخطاب ماارسلناک الا رحمۃ للعالمین ہین ہمارے ناطقۂ بیدستگاہ سے کیونکر
بیان ہوجبکہ خود خدائے جہان آفرین اوسکا ثناخوان ہو نظم محمد باعث ایجاد کل محبوب سبحانی ٭
کہ فخر عیسی گردون نشین ہوجسکی دربانی ٭ براق برق تاز اوسکا شب معراج وان پہونچا ٭ جہان
فی جسم ہی فی روح جز آثار نورانی ٭ شناسا ہوسکے کب مرتبے سے ایسے داور کے ٭ خیال فلسفی وہندسی
وہم انسانی ٭ اللھم صل علے محمد النبی الامی وعلے آلہ واصحابہ وازواجہ واہلبیتہ اجمعین بعد اسکے
بندۂ ناچیز کمترین بندگان خالق کونین عاری از علم وفن فقیر سراپا تقصیر سید محمد فخر الدین حسین
المتخلص بسخن ابن حضرت خواجہ سید محمد جلال الدین حسین المعروف بہ حضرت صاحب مدظلہ ابن حضرت

به پیمن خلاق عشق انس و جان محسن آفرین معشوق قادر جهان



نقش بدیعات

مطبع مطبوع طباعت منشی نول کشور من به طبع مقبول عاشقان

التماس

اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی اوسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی جسکے معاینہ و ملاحظہ سے شائقان اصل حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب ٹیٹسل پیج کے تین صفحہ سادہ ہین کتب قصہ جات نثر اردو و کتب فسانہ نظم اردو و چند کتب کلیات و دواوین اردو درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اوس فن کی اور بھی کتب موجودہ کا کارخانہ سے قدردانونکو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

کتب قصہ جات نثر

الف لیلہ اردو مترجمہ منشی طوطا رام تخلص شایان۔
ایضاً۔ عربی ترجمہ مترجمہ منشی عبدالکریم۔
فسانہ عجائب باتصویر مؤلفہ مرزا رجب علی بیگ سرور۔
مثنوی فرہنگ عشق۔ مصنفہ منشی طوطا رام شایان
مثنوی در بیان حسن۔
طلسم حیرت برنگ فسانہ عجائب مؤلفہ منشی جعفر علی شیون
باغ و بہار یعنے قصہ چار درویش مؤلفہ میر امن دہلوی
طلسم فصاحت۔ مصنفہ مولوی محمد حسین جاہ۔
سہیل ایمن۔ مصنفہ مولوی رفیع الدین وکیل
وقائع راجگان۔ مصنفہ کنور جگت سنگھ خلف مہاراجہ بانسنگھ
سچی مہادری۔ مترجمہ راجہ شیوپرشاد ستارہ ہند۔
آرایش محفل۔ قصہ حاتم طائی باتصویر مؤلفہ سید حیدر بخش
داستان امیر حمزہ۔ باتصویرات بنظر ثانی حافظ
محمد عبداللہ بلگرامی۔
نوطرز مرصع قصہ چار درویش بعبارت مسجع مؤلفہ منشی محمد عوض زرین
بستان حکمت اردو ترجمہ انوار سہیلی کا مؤلفہ فقیر محمد خان گویا۔
قصہ سیاہ پوش مؤلفہ عنایت اللہ خان قیس۔
فسانہ معقول۔ مصنفہ سید غلام حیدر خان بہادر اسسٹنٹ کمشنر کھیری
قصہ سورج پور۔ ایک زمیندار کا فسانہ مؤلفہ چرونجی لال
آئینہ عقول یعنے قصہ قاسم و ہاشم و روح افزا و وجیہ
خلیفہ بغداد مرتبہ سید غلام حیدر خان بہادر اسسٹنٹ کمشنر کھیری
جادۂ تسخیر نادر عبارت مسجع مصنفہ نواب محمد حیدر علیخان بہادر
نورتن۔ مصنفہ میان محمد بخش تخلص مہجور۔
قصہ اگر گل۔ مؤلفہ عاصی تخلص
سیر مقبول نادر عبارت مصنفہ سید غلام حیدر خان
بہادر اسسٹنٹ کھیری۔
قصہ گوپی چند بھرتھری۔
سنگاسن بتیسی قصہ راجہ بھوج باتصویرات۔
بتیال پچیسی۔ قصہ راجہ بکرم مع تصویرات ہے۔
گل بکاولی۔ مؤلفہ منا لچند شاہجہان آبادی۔
طوطا کہانی۔ تصنیف سید حیدر حسین۔
قصہ گل و صنوبر۔ مؤلفہ منشی پریم چند۔
طوطی نامہ مع قصہ ابراہیم ادہم مؤلفہ شاہ غلام حیدر۔

کتب فسانہ نظم

الف لیلہ منظوم۔ چار جلد تصنیف مختلف۔
۱ جلد۔ منظوم دلکش مرزا صفر علیخان نسیم دہلوی سخنور نامی
۲۔ جلد۔ ایضاً۔ منہ۔
۳۔ جلد۔ ایضاً۔ منہ۔
۴۔ جلد۔ از منشی شادی لعل شاگرد مرزا نسیم دہلوی
سنگاسن بتیسی۔ منظوم منشی رنگین لال۔

Sarosh Sakhum

INDIAN INSTITUTE

بہ تمثیل خلاق عشق انس و جان و حسن آفرین معشوقان جہان

تصویرات

مطبع مطبوعۂ طباعۂ منشی نول کشور بن بہ طبع مقبول عاشقان ہو

Surosh-ĕ-sutchan.

D
15. E. 50.

Indian Institute, Oxford.
The Lucknow Sparks Library.
Presented
by
Munshi Newul Kishore.

